Marfat.com

حیات و تعلیمات

تذکرہ
حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

عالم فقری

شبیر برادرز ۰ اردو بازار ۰ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بنام اللہ تعالیٰ آزاد ہیں۔

کتاب ہذا کی فوٹو کاپی چھاپنے کی عام اجازت ہے

86726

نام کتاب	حضرت علی احمد صابر کلیریؒ
مؤلف	عالم فقری
موضوع	حیات و تعلیمات
تعداد طبع اوّل	۱۱۰۰
سال اشاعت	اپریل ۱۹۹۵
زیر نگرانی	حاجی انور اختر
ناشر	شبیر برادرز، اردو بازار لاہور
مطبع	گنج شکر پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور
قیمت	روپے
کتابت	ایم اے شاد نہرانوالی

Marfat.com

منقبت

(از حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی)

اے تاجدارِ چشتیاں مخدوم صابر کلیری — اے پیشوائے عارفاں مخدوم صابر کلیری
اے چارہ بے چارگاں مخدوم صابر کلیری — اے رہنمائے گمراہاں مخدوم صابر کلیری
اے مخبر جملہ خواجگاں مخدوم صابر کلیری — مطلوب جانِ عاشقاں مخدوم صابر کلیری
آمد ہجوم عاشقاں بر در گہت گریہ کناں — لطفے بہ ایں خستہ دلاں مخدوم صابر کلیری
اے تاج وحدت بر سرت اے مہر برج معرفت — مسجود عالم بر درت مخدوم صابر کلیری
دستِ تو دستِ ایزدی فیض توفیض سرمدی — شانِ تو شانِ احمدی مخدوم صابر کلیری
عالم ہمہ عشاقِ تو آشفتہ و مشتاق تو — لاتقنطوا مصداقِ تو مخدوم صابر کلیری
در عشقِ تو دیوانہ ام از ماسوا بیگانہ ام — تو شمع من پروانہ ام مخدوم صابر کلیری

رویم نما سویم ببیں محبوب رب العالمیں
مخدوم جملہ کاملیں مخدوم صابر کلیری

Marfat.com

فہرست

نمبر	تفصیل	صفحہ
	سخنہائے چند از حکیم محمد موسیٰ صاحب	۹
	تقدم از ابوطاہر فدا حسین فدا	۱۰
	مختصر تعارف	۱۳
	دیباچہ از علامہ اسد نظامی	۱۴
	سلسلہ چشتیہ	۲۶
	۱. خاندان	۳۳
۱	نسب نامہ پدری	۳۳
۲	حضرت شاہ عبدالرحیم المعروف سید عبداللہ	۳۳
۳	حضرت علی احمد صابرؒ کی والدہ ماجدہ	۳۶
	۲۔ ولادت و پرورش	۳۸
۱	آثار قبل از ولادت	۳۸
۲	پیدائش	۳۹
۳	واقعہ بوقت پیدائش	۳۹
۴	اسم گرامی	۴۰
۵	زمانہ رضاعت کی کرامات	۴۱
۶	بچپن کے واقعات	۴۱
۷	سانپ کے دو ٹکڑے ہونا	۴۲
۸	بچپن کا تیسرا سال	۴۲
۹	واقعہ ذکر	۴۲
۱۰	فاقہ کشی	۴۴
۱۱	بچپن میں زہد و مجاہدہ	۴۴
۱۲	بچپن میں نماز کی پابندی	۴۶
۱۳	والد ماجد کا انتقال	۴۷
۱۴	ابتدائی دینی تعلیم	۴۸
۱۵	اجودھن میں آمد اور تعلیم	۴۸
۱۶	حقیقی ماموں کی آغوش محبت	۴۹
۱۷	حضرت بابا صاحب کی روحانی توجہ	۵۱
۱۸	روحانی منازل	۵۱
۱۹	حضرت کی والدہ صاحبہ کا ہمراہ واپس جانا	۵۳
	۳۔ ریاضت و عبادت	۵۵
۱	خدمات تقسیم لنگر	۵۵
۲	مجاہدات کے بارے میں روایات	۵۶

Marfat.com

۳	تقسیم لنگر کا انتظام	۵۸
۴	دعائے نوری	۵۸
۵	حضرت مخدوم صاحب کی جلالی کیفیت	۶۱
۶	والدہ محترمہ کی ہرات سے واپسی	۶۲
۷	دربار فریدی سے صابر کا خطاب	۶۳
۸	حضرت بابا فرید مخدوم پاک کے حجرے میں	۶۵
	۴۔ ازدواجی زندگی	۶۸
۱	نکاح اور زوجہ محترمہ کا وصال	۶۹
۲	نئی دلہن کے وصال کے غم میں والدہ کا وصال	۷۱
۳	نو سال کا استغراق	۷۱
	۵۔ بیعت و خلافت	۷۲
۱	اذکار و اشغال کا دور	۷۳
۲	بشارت قبل از خلافت	۷۳
۳	خرقہ خلافت	۷۴
۴	سند خلافت	۷۵
۵	حضرت شیخ جمال الدین قطب ہانسی	۷۷
۶	سند خلافت پر مہر تصدیق کا حکم	۷۹
۷	حضرت مخدوم صاحب کی ہانسی کو روانگی	۷۹
۸	حضرت مخدوم پاک کی انگلی شمع کی طرح روشن ہو گئی۔	۷۹
	۶۔ کلیر میں قیام آور	
	سلسلہ رشد و ہدایت	۸۲
۱	کلیر کے تاریخی حالات	۸۲
۲	کلیر کی جامع مسجد	۸۴
۳	حضرت مخدوم صاحب کی کلیر کو روانگی	۸۵
۴	حضرت کی کلیر میں آمد	۸۵
۵	جامع مسجد میں وعظ	۸۶
۶	دوسرے دن کی مجلس وعظ	۸۷
۷	قاضی تبرک کی مخالفت	۸۸
۸	گم شدہ بکری کا واقعہ	۸۸
۹	بابا صاحب کی حالات کلیر سے آگاہی	۹۰
۱۰	حضرت مخدوم کا مسجد میں دوبارہ جانا	۹۱
۱۱	قاضی تبرک نے بابا صاحب کا خط چاک کر دیا۔	۹۲
۱۲	حضرت صابر کی تنبیہہ	۹۳
۱۳	حضرت بابا صاحب اور رئیس کلیر کے بذریعہ خط مذاکرات	۹۳
۱۴	کلیر میں زلزلہ	۹۶
۱۵	کلیر کی جامع مسجد کا رکوع	۹۷
۱۶	حضرت بابا فرید گنج شکر کو حالات کی اطلاع	۹۹
۱۷	اولیا کی حضرت مخدوم کی مزاج پرسی	۱۰۰

Marfat.com

۱۸	چار چیزوں کی آتش غضب سے حفاظت کی دعا	۱۰۱
۱۹	کلیر میں آتش زدگی	۱۰۱
۲۰	سلطان ناصر الدین کا خط حضرت بابا فرید کے نام	۱۰۳
	۷۔ دور جمال	۱۰۴
۱	بارہ سال کا مجاہدہ	۱۰۴
۲	جمال میں لانے کیلئے بابا صاحب کی تدبیر	۱۰۴
۳	حضرت شمس الدین کی کلیر میں آمد اور قیام	۱۰۵
۴	بیعت حضرت شمس الدین ترکؒ	۱۰۶
۵	حضرت شمس الدین کو نصیحت	۱۰۷
۶	عالم جمال کا آغاز	۱۰۷
۷	حضرت امیر خسرو کا واقعہ	۱۰۸
	۸۔ زندگی کا آخری دور اور وصال	۱۱۰
۱	حضرت مخدوم پاک کی وصیت	۱۱۰
۲	حضرت خواجہ شمس الدین کی فوج میں بھرتی	۱۱۳
۳	حضرت خواجہ شمس الدین کی دعا سے قلعہ فتح ہوگیا	۱۱۴
۴	وصال حضرت مخدوم پاکؒ	۱۱۵
۵	حقیقت فنا و بقا	۱۱۷
۶	حضرت مخدوم پاک کی تاریخ وصال	۱۱۸
	۹۔ اوصاف و معمولات	۱۱۹
۱	حلیہ مبارک	۱۲۰
۲	لباس	۱۲۰
۳	ذوق شعر گوئی	۱۲۱
۴	غزل	۱۲۲
۵	سیرت	۱۲۳
	۱۰۔ مزار اقدس	۱۲۸
۱	دور ویرانی	۱۲۸
۲	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا دور	۱۲۹
۳	ہندو جوگی کا واقعہ	۱۳۰
۴	تعمیر گنبد و مسجد	۱۳۱
۵	دیگر عمارات کی تعمیر	۱۳۲
۶	عمارات درگاہ	۱۳۴
۷	روضۂ اقدس	۱۳۴
۸	اوقات حاضری آستانہ شریف	۱۳۵
۹	مسجد درگاہ شریف	۱۳۵
۱۰	لنگر	۱۳۶

Marfat.com

۱۱	محفل خانہ	۱۳۹
	۱۱۔ آپ کا عرس مبارک	۱۴۰
۱	عرس کی ابتدار	۱۴۰
۲	میلہ پیران کلیر شریف	۱۴۰
۳	ایامِ عرس کی رونق	۱۴۱
۴	روشنی	۱۴۳
۵	ختم قرآن پاک	۱۴۳
۶	غسل	۱۴۳
۷	رسم مہندی	۱۴۴
۸	محافل سماع	۱۴۵
۹	لنگر دوران عرس	۱۴۶
۱۰	تکمیل عرس و زائرین کی واپسی	۱۴۷
	۱۲۔ کلیر شریف میں دیگر اولیا کے مزارات	۱۴۹
۱	حضرت امام ابو صالحؒ	۱۴۹
۲	مزار حضرت کلکلی شاہؒ	۱۵۰
۳	مزار حضرت پیر غائب	۱۵۱
۴	حضرت ابدالؒ کا مزارِ اقدس	۱۵۱
۵	مزار شہید بابا چرم پوش	۱۵۱
۶	حضرت شاہ چراغ علی صاحبؒ	۱۵۱
	۱۳۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی	۱۵۲
۱	نام و نسب	۱۵۲
۲	تحصیل علم	۱۵۲
۳	تلاش مرشد	۱۵۲
۴	ریاضت و عبادت	۱۵۳
۵	خرقہ خلافت	۱۵۳
۶	پانی پت میں آمد و قیام	۱۵۳
۷	کرامت	۱۵۴
۸	سیرت پاک	۱۵۵
۹	خلیفہ	۱۵۵
۱۰	وصال	۱۵۵
۱۱	اولاد	۱۵۵
	۱۴۔ اعمال صابریہ	۱۵۶
۱	زیارت رسول اکرمؐ کا طریقہ	۱۵۶
۲	قبولیت دعا کا وظیفہ	۱۵۶
۳	صاحب کشف بننے کا عمل	۱۵۷
۴	استخارہ کا طریقہ	۱۵۷
۵	تسخیر عام کا عمل	۱۵۸
۶	حصول علم کا عمل	۱۵۸
۷	عبادت کیلئے رات کو اٹھنے کا عمل	۱۵۹
۸	سخی بننے کا عمل	۱۵۹
۹	کشادگی رزق کا عمل	۱۶۰
۱۰	حصول روزگار کا عمل	۱۶۱

Marfat.com

۱۱	مصائب سے نجات کا وظیفہ	۱۶۱	۱۸	قید سے رہائی کا عمل	۱۶۴
۱۲	ادائے قرض کا عمل	۱۶۲	۱۹	اولاد نرینہ کیلئے مجرب عمل	۱۶۴
۱۳	خلاصی قرض کی مجرب دعا	۱۶۲	۲۰	نظر بد کو دور کرنے کا عمل	۱۶۴
۱۴	قضائے حاجات کا مجرب عمل	۱۶۲	۲۱	دانت درد کو ختم کرنیکا مجرب عمل	۱۶۵
۱۵	گمشدہ چیز کے ملنے کا عمل	۱۶۳	۲۲	آنکھ کے پھڑکنے کا علاج	۱۶۵
۱۶	جان و مال کی حفاظت کا عمل	۱۶۳	۲۳	تریاق لقوہ	۱۶۵
۱۷	دشمنوں سے محفوظ رہنے کا عمل	۱۶۳	۲۴	اٹھراء کا عمل	۱۶۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنانِ چند

قدوۃ العارفین، زبدۃ الکاملین، قدوۃ السالکین، فخرِ اولیائے روئے زمین حضرت شیخ علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم المرتبت بزرگ ہیں۔ ان کے باطنی مقامات وکمالات عالیہ سے وہی خوش نصیب کچھ واقفیت حاصل کرسکتا ہے۔ جس نے ان کے فیوض وبرکات کے بحرِ بے کراں میں غوطہ زنی کی سعادت حاصل کی ہو۔ بہرحال سلسلۂ صابریہ کے باکمال حضرات نے ان کے حالات ومقامات پر بہت کچھ لکھا ہے اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا۔

ہمارے فاضل دوست جناب عالم فقری صاحب ایم اے ایل ایل بی مصنف کتب کثیرہ لائق صد ستائش ہیں کہ انہوں نے بھی حضرت صابر پیا قدس سرہٗ العزیز کے حضور خراجِ عقیدت پیش کرنے کیلئے ایک گلدستہ تیار کیا ہے، جو ماشاء اللہ بہت زیادہ خوشنما ہے، اُمید ہے کہ جناب عالم فقری کا یہ نذرانۂ عقیدت حضرت صابر پیا علیہ الرحمۃ کی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت حاصل کرلے گا۔

اہلِ طریقت اور بزرگانِ دین کے حالات وکمالات سے ذوق رکھنے والے حضرات اس سے مستفید ومستفیض ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

خاکِ راہِ دردمنداں

محمد موسیٰ عفی عنہ

داتا کی نگری

۱۴، شوال المکرم سنہ ۱۴۰۵ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

از

ابو الطاہر فدا حسین فدا مدیر اعلیٰ مہر و ماہ ۔ لاہور

حمد محمودے کہ در جملہ صور
شد بانوار محمد جلوہ گر

آج اگر ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ہم پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ہم ایک ایسے پر آشوب دور سے گزر رہے ہیں، جو جہالت اور گمراہی کے سبب مادیت، غفلت اور معصیت کی آلودگی سے لتھڑا ہوا ہے اور ہمیں انتہائی مایوسیوں، محرومیوں اور بدبختیوں کے اتھاہ اندھیروں کی طرف لئے جا رہا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے اعمالِ صالحہ اور افعالِ حسنہ سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ ہمارے اذہان اپنے درخشندہ ماضی کی روایات کو فراموش کر چکے ہیں۔ اور ہم خاصانِ خدا کے اہم واقعات اور انکی سیرت و حیات کی تمام تر جزئیات کو دل و دماغ سے محو کرنے میں کچھ بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کر رہے، حالانکہ یہی وہ واجب تعظیم اور لائقِ تقلید ہستیاں ہیں، جن کا ہر اسوۂ ہدایت آفتاب و ماہتاب کی شعاعوں کا کام دیتا ہے اور جن کا مطمحِ نظر صرف یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا اخلاقِ عالیہ ہی اسلام میں ایک اساسی اہمیت کا حامل ہے۔

آج کے دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اُمتِ مسلمہ ایک بار پھر گم گشتگانِ راہِ ہدایت کو متبعینِ شریعت اور اصحابِ طریقت و معرفت کے اقوال و افعال، تحریر و تقریر اور تبلیغ و ارشاد سے روشناس کرائے۔ کیونکہ ان ہی صالحین کے زریں اسالیب کی پیروی میں ہماری دینی و ملی کامرانیوں کا راز پنہاں ہے۔

اگر آج بھی ہم اپنے ظاہر و باطن کو مبرا و منزہ کر لیں تو ہمارے سروں پر زندقہ و الحاد

Marfat.com

کے جو بادل منڈلا رہے ہیں، یکسر چھٹ جائیں گے اور ہمیں نہ صرف دنیا میں بلکہ عاقبت میں بھی ایسا سکون و اطمینان نصیب ہوگا، جو ہر مردِ مومن کو حاصل ہونا چاہیئے (انشاء اللہ تعالیٰ)

ان حقائق و شواہد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے موجودہ مخرب اخلاق اور ناپسندیدہ ماحول میں اسلامی تعلیمات کی روشنی کو پھیلانے، شمعِ اسلام کی ضیائیں چہار سُو بکھیرنے اور دینِ متین کی تبلیغ و ترویج کے ملی فریضہ کو بجالانے کیلئے ہمارے ایک صاحبِ فکر و نظر، باشعور اور فاضل دوست پیش پیش نظر آتے ہیں، جنہیں تاریخ و سیر اور اسلامیات و ادبیات سے گہرا شغف ہے۔ اس سے میری مراد جناب عالم فقری ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہیں۔

محترم عالم فقری زید مجدہٗ ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں، جو متعدد کتب کے مصنف و مؤلف ہیں۔ صوفیاء کرام سے والہانہ قلبی لگاؤ ان کا خاصہ اور تبلیغ اسلام، اشاعت دین، اور احکامِ شریعت کی تشہیر ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ آپ کی جملہ تصانیف و تالیفات اسلامی حلقوں میں قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ اسی جذبۂ اخلاق کے پیش نظر اب انہوں نے شیخ الاسلام والمسلمین، زبدۃ الانبیا حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ کے خواہر زادہ اور خلیفۂ خاص، فخر اولیاء، پیکرِ صبر و رضا، حضرت خواجہ علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوانح اقدس نہایت احتیاط، تحقیق و تدقیق، فرض شناسی اور والہانہ عقیدت و ارادت سے جمع کیے ہیں۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ ایک عارف کامل اور فنا فی الذات شخصیت تھے۔ ایسی برگزیدہ اور خدا رسیدہ ہستیوں کی عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ اور تبلیغ دین و ملت کیلئے قربانی و ایثار کے واقعات کو ہمیں بار بار دہرانا چاہیئے تاکہ ہماری آیندہ نسلیں اخلاقی پستی کی طرف جانے کی بجائے اخلاق حسنہ کی بلندیوں کی جانب ثابت قدم ہو کر چل سکیں اور ان کے دلوں میں دنیا کے سب سے بڑے اور ہمہ گیر مذہب "اسلام" کی سچی لگن اور حقیقی محبت کا جذبہ

Marfat.com

کارفرما ہو سکے۔

حضرت علی احمد صابرؒ رحمۃ اللہ علیہ صابر پیا کے پیارے اور محبوب لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ صابر پیا کے الفاظ سنتے ہی ان کے شیدائیوں پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور وہ صابر پیا، صابر پیا کہتے ہوئے مستانہ وار جھومنے لگ جاتے ہیں۔ یہاں یہ تحریر کر دینا بھی صاحبِ سوانح کی عظمت کا شاندار اعتراف ہے کہ فارسی زبان کے ممتاز و معروف سخن گو ملک الشعراء حضرت شیخ مولانا غلام قادر گرامیؒ (شاعرِ خاص حضور نظام دکن مرحوم) علیہ الرحمہ صابر پیا کے حضور اپنا منظوم نذرانہ عقیدت ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ ؎

مرشد مخدوم شیخ صابر صابر در صبر و رضا اوّل و آخر صابر
گفتم کہ بود اولیاء جوہر خرد خود روح فرید گفت صابر صابر

یہی وہ صابر پیا ہیں جن کے متبرک سوانح حیات احاطۂ تحریر میں لا کر فاضل مؤلف نے ایک گراں قدر شاہکار کا اضافہ کیا ہے۔

محترم عالم فقری اپنی اس سعیٔ جمیلہ کے باعث ہر اہلِ علم و دانش اور وارفتگانِ اولیائے کرام کی لامحدود تحسین و ستائش کے مستحق ہیں۔

میں بصد مسرت و انبساط موصوف کی اس شاندار کاوش پر ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ ربّ العزت انہیں خدمتِ دین و ملت کی مزید توفیق و استطاعت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

۱۲ر شوال المکرم ۱۳۰۵ھ ابو الطاہر فدا حسین فداؔ
لاہور "مدیر اعلیٰ مہر و ماہ، لاہور"

Marfat.com

مختصر تعارف

برادرم محترم جناب علامہ عالم فقری صاحب جنرل سیکرٹری پاکستان نئی رائٹر گلڈ لاہور جو بزرگان دین سے گہرا تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں جنکا مقصد حیات صوفیا حضرات سے مناسبت اور انکے حالات و افکار کی اشاعت و ترویج کرنا ہے چنانچہ اسی سلسلے میں گلزار صوفیا جیسی مشہور کتاب کا خصوصی ذکر کرنا بھی ضروری ہے جو اولیائے لاہور کے بارے میں آپنے اپنی محنت شاقہ سے قلمبند کی اور اپنے ادارے کی طرف سے طبع کر کے طالبان تصوّف کو معلومات پہنچائیں، اس سے قبل آپنے حضرت سید فخر الدین المعروف حضرت شاہ حسین زنجانی علیہ الرحمت کے احوال و مقامات کے بارے میں تین کتابیں لکھ کر حضرت میراں حسین زنجانی علیہ الرحمت کی زندگی اور علمی، روحانی پُر کیف معلومات قارئین حضرات تک پہنچا چکے ہیں. چنانچہ اس ضمن میں حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں بہترین معلومات پر مشتمل کتاب لکھی ہے جسکے مطالعہ کے بعد آپ حضرات، برادرم عالم فقری کی علمی بصیرت کا خود جائزہ لیں گے کہ سرزمین لاہور میں اقامت پذیر ہو کر کس قدر معلومات کا انمول خزینہ ہیں. ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یکے از خاکپائے کوچۂ خواجگان چشت

نیازمند اسد نظامی، موسوی قلندر

چک نمبر $\frac{114}{10-R}$ ڈاک خانہ جہانیاں منڈی تحصیل خانیوال

ضلع ملتان شریف

یکم ماہ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ بروز شنبہ بقلم خود

Marfat.com

۶۸۶
۹۲

دیباچہ

گل وگلزارِ چشت حضرتِ مخدوم صابؒ — موجب رشکِ بہشت حضرت مخدوم صابر
مخزنِ علم وعمل منبعِ فیض وعملؒ — گنجینۂ علم و ولایت حضرت مخدوم صابؒ

حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی نے جوہرِ فریدی کو جس قدر وسعت دی خاندانِ چشت کے فکری اور روحانی زاویوں کو پھیلایا اگرچہ آپ کے مزاجِ اقدس میں جلالت تھی مگر اس کے باوجود بھی دینی روحانی خدمات کو وسیع تر فرمایا آپکی حیاتِ مبارکہ سراپا علم و روحانیت تھی جس سے اہلِ دنیا نے اپنی طلب و تجسس کے مطابق فیضِ اکتساب کیا۔ یہ وہ سلسلہ مقدسہ ہے جو کرۂ ارضی میں پھیلا ہوا ہے، جو واقعی عدیم النظیر ہے، کیونکہ سارا فیضانِ کرم شیخ الاسلام والمسلمین فرید الملت والدین مسعود گنجشکر قدس سرہٗ العزیز (المتوفی ۶۶۹ھ) کا ہے جو سلسلہ نظامیہ، جمالیہ اور صابریہ کی شکل میں آفتاب و مہتاب کی طرح اظہر من الحقیقت ہوا اور یہ وہ اولیائے کاملین ہیں کہ جن کے وجودِ مسعود کی بدولت و برکت سے بالخصوص برصغیر میں دینی اور روحانی اشاعت و ترویج ہوئی۔ اگر ان حضرات کا ورودِ مسعود نہ ہوتا تو کفر و ظلمت و ادبار کے ابر تیرہ شبی کی مانند ہم پر مسلط ہوتا، اور ہم کفر و ضلالت کی پرعمیق وادیوں میں بھٹک رہے ہوتے۔

درویش را بہ شہر نہ بودے اگر مقام — گشتے سراسر ایں ہمیشہ عالم خراب حال

دینِ فطرت کو پھیلانے میں یہی اولیائے کبار تھے کہ جنہوں نے دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر ظلمت کدوں میں آذانِ حق کو بلند کیا اگرچہ دوسرے سلاسل کے حضرات اولیا

Marfat.com

نے بھی خدمات سرانجام دیں وہ بھی فی الواقع قابل ذکر ہیں مگر یہاں صرف حضرت بابا فریدالدین مسعود گنجشکر علیہ الرحمت کے اخلاف کی دینی اور روحانی خدمات کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔ لہذا بنابریں ان حضرات میں سے حضرت مخدوم صابر پاک قدس سرہٗ کی حیاتِ مبارکہ اور انکی روحانی تجلیات کا ذکر خیر شبیر کرنا راقم السطور کے پیش نظر ہے اس لیئے مختصراً تاریخ و تصوف کی روشنی میں موصوف الذکر ولیٔ کامل یعنی حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت جو نسباً سادات ہرات میں سے تھے۔ آپکے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت مخدوم سید عبدالرحیم ہراتی علیہ الرحمت تھا۔ جو سرزمین ہرات کے فاضل عالم دین اور صاحبِ فقر و ولایت تھے جن کا علمی اور روحانی مقام ہرات کے علماء و مشائخ میں بلند و بالا تھا۔ جو آپ کے تذکرہ نگاروں نے ہر لحاظ سے فوقیت دی اور واقعی دی جانی چاہیئے تھی محققینِ تصوف کے نزدیک آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے کہ

حضرت سید عبدالرحیم الملقب سید عبدالسلام بن سید فتح الدین بن سید نور محمد بن سید احمد بن سید غیاث الدین بن سید بہاؤ الدین بن سید داؤد بن سید تاج الدین بن سید محمد بن سید علی بن سید ضیاء الدین بن سید اسماعیل بن سید امام جعفر صادق بن سید امام باقر بن سید زین العابدین بن سید حضرت امام حسین بن سید علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین[1]

متذکرہ نسب نامہ کے مطابق آپ سید حسینی تھے اور یہی شجرہ نسب جو مختلف کتابوں میں مرقوم ہے اور آپکی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ علیہ الرحما جو حضرت بابا فریدالدین مسعود گنجشکر قدس سرہٗ العزیز کی ہمشیرہ تھیں، آپکے نانا جان حضرت قاضی جمال الدین سلیمان چشتی علیہ الرحمت (جنکا مزار اقدس دیوان چاول مشائخ جو بوریوالہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے) جو حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ العزیز کے دستِ بیعت تھے۔ حضرت بی بی ہاجرہ جو حضرت

[1] مرزا عبدالستار سہرامی، مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین، جلد دوم، ص ۳۹۔

Marfat.com

بی بی قریشم بنت مولسکن وجیہہ الدین ضجدی ثم ملتانی[1] علیہ الرحمت تھیں جنکا پیر اصغر علی چشتی نے جواہر فریدی میں کیا ہے۔ ان حقائق بالا کے مطابق حضرت مخدوم صابر پاک قدس سرہٗ نجیب الطرفین تھے یعنی والد ماجد کی طرف سے سادات حسینی اور والدہ ماجدہ کی جانب سے فاروقی النسب تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمت کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں ہوئی جو عنفوان شباب میں بغداد شریف سے اپنے والد ماجد کے ساتھ ہرات میں تشریف لائے۔ اس لئے آپکو حضرت سید عبد الرحیم ہراتی علیہ الرحمت کہا جاتا ہے۔ ہرات سے کھوٹوال یعنی دیوان چاولی مشائخ میں تشریف لاکر حضرت قبلہ مخدوم قاضی جمال الدین سلیمان چشتی علیہ الرحمت سے ملاقات کی چند دن قیام پذیر رہے علمی اور روحانی استفادہ کیا پھر آپکو حضرت قاضی علیہ الرحمت نے اپنی بڑی صاحبزادی حضرت بی بی ہاجرہ علیہ الرحمت کو عقد میں دیدی۔ حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت کی ولادت باسعادت مقام ہرات میں ہے اور ایک دوسری روایت کے مطابق کھوٹوال ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ کا مزاج اقدس انتہائی طور پر جلالی تھا جو جسد اطہر سے ہر وقت جلالت مترشح تھی حضرت علی اصغر چشتی مخزن صابر چشت میں رقم طراز ہیں۔

"آں عارف کامل و آں قطب اکمل و آں مقتدائے اہل طریقت و آں پیشوائے عالم حقیقت آں رہنمائے کوچہ معرفت آں فرید الدہر وحید العصر آں محرم راز خفی و جلی و آں جانشین نبی و علی آں زبدۂ اولیائے مشائخان اکابر یعنی مخدوم علاؤ الدین علی احمد قدس سرہٗ کہ صاحب کشف و کرامات و عالی درجات

---

[1] حضرت مولانا وجیہہ الدین خنجدی علیہ الرحمت جو خراسان کے علاقہ کے خنجد کے باشندہ تھے اپنے والد ماجد کے ساتھ لال عیسی کرور (ضلع مظفر گڑھ) میں تشریف لائے جو بعد میں ملتان کے قلعہ پر حضرت مولنا قطب الدین کاشانی چشتی نظامی علیہ الرحمت (المتوفی ۷۰۰ھ) کے درس میں اقامت پذیر ہوئے جن کا انتقال بھی وہیں ہوا۔ جنکی مزار اقدس قلعہ کہنہ پر موجود ہے۔ (اسید نظامی)

Marfat.com

اولیائے وقت بودہ شانے عظیم و درجہ رفیع داشت" ؎۱

آپ اپنے عہدِ بچپن میں قائم اللیل اور صائم الدہر رہتے جو چند دانوں اور پانی سے روزہ افطار فرماتے :۔

"قائم اللیل و صائم النہار بودند وقت افطار چند دانہ گو لہرا جوش دادہ می خوردند بغیر از نماز پنجگانہ ازاں حجرہ نمی برآمدند" ؎۲

ترجمہ :۔ قائم اللیل اور صائم الدہر رہتے ، چند دانوں کو لہر جوش دیئے ہوتے سے روزہ افطار فرماتے ، نماز پنجگانہ ادا فرماتے اور پھر حجرہ میں تشریف لے جاتے"

جب آپ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے جاتے تو آپ کو نور کا ہیولا گھیر لیتا اور جب آپ اپنے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے جاتے تو وہ نور کا ہیولا آپ کے اردگرد رہتا جس سے آپ کی ولایت کے آثار نمایاں تھے ۔ عارف باللہ عالم برحق حضرت شیخ عبدالحق قادری دہلوی علیہ الرحمت (المتوفی ۱۰۵۲ھ) اپنی کتاب اخبارالاخیار میں رقمطراز ہیں :۔

"صاحب حالے بلند و ہمتی قوی در شت و از غلبہ استغراق ذاتِ مطلق ہرگز بدنیا و عقبیٰ نمی آورد" ؎۳

ترجمہ :۔ صاحب حال بلند ہمت زیادہ رکھتے تھے اور استغراق کا غلبہ آپ پر بے حد غالب تھا ، جو ذات مطلق کی محبت و عشق سے معمور تھا آپ کی توجہ دنیا اور عقبیٰ کی خواہشات پر ہرگز نہ تھی ۔

آپ پر عشق و مستی غالب رہتی جو روحانی ارتقا کا مظہر تھی جنکی روحانی جولانگاہ جو حدِ عقل و تخیل سے ماورا تھی یہ سب کچھ لقائے فریدؒ تھی ۔ ؎

؎۱ پیر علی اصغر چشتی ، مخزن مناقب چشت فارسی ، ص ۱۱۷ ، مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور ،

؎۲ حضرت شاہ محمد خطیر دہلوی ، مقامات احمدیہ سعیدیہ ، ص ۱۹ ، ، ،

؎۳ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، اخبارالاخیار (قلمی) ص ۲۱۷ ، مملوکہ اسد نظامی ،

Marfat.com

مے حرفِ وحدت کسے نوش کرد   کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنجشکر قدس اللہ سرہٗ کی آپ سے بے حد محبت تھی جو حسب ذیل فرمودہ تعلقِ قلبی کا مظہر ہیں۔

"کہ علم سینۂ من بہ شیخ نظام الدین و علم دلِ من بہ شیخ علاؤ الدین صابر رسید" ؎۱

میرے سینے کا علم شیخ نظام الدینؒ کو ملا اور دل کا علم شیخ علاؤ الدین صابرؒ کو پہنچا۔

صدری علم اور دل کا علم یہ دونوں حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت ہی کے مخزنِ کرم تھے جو ان دونوں حضرات یعنی حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی دہلوی علیہ الرحمت، (المتوفی ۷۲۵ھ) اور حضرت قبلہ مخدوم صابر پاک قدس سرہٗ کو مرحمت کئے گئے جواہرِ فریدی میں حضرت مخدوم صابر پاک قدس سرہٗ کے متعلق مرقوم ہے کہ

'آں حضرت صاحبِ زہد و تقویٰ و صاحبِ تجرد و تجرید و صاحبِ فردانیت و صاحب تفرید و صاحب توحید و صاحبِ ذوقِ سماع بود، ؎۲

ترجمہ: آپ صاحبِ زہد و تقویٰ اور تنہائی پسند، توحید باری تعالیٰ سے بے حد محبت رکھنے کے علاوہ سماع کا ذوق بھی رکھتے تھے۔

آپ پر محبتِ الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر محوِ استغراق رہنے لگے۔

' واز کمال محبتِ الٰہی دوام مشاہدہ و در ریاضت چناں مستغرق بود کہ از خود و از ہیچ چیز خبر نداشت تا بمرتبہ رسید کہ عمدۂ مشائخ عصر و قدوۂ اولیائے دہر گردید' ؎۳

ترجمہ: آپ محبتِ حق میں کمال درجہ رکھتے تھے جو انہی میں مشاہدۂ دوامی

؎۱ شیخ الہندیا ابن شیخ عبدالرحیم، سیر الاقطاب فارسی، ص ۸، امطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ۔

؎۲ شیخ علی اصغر چشتی، جواہر فریدی، (قلمی) ص ۱۱۹،

؎۳ خویشگی قصوری، معارج الولایت قلمی ص ۲۰۸ مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور۔

Marfat.com

حاصل تھا۔ آپ ریاضت میں اس قدر محو تھے کہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز تھے جبکہ یہ کمال کسی کو حاصل ہوتا ہے تو وہ اپنے مشائخ میں، اولیائے زمانہ میں مشہور ہوتا ہے،

حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت کا روحانی کمال تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو معرفت الٰہی میں مستغرق کئے رکھا۔ دنیا کی ژولیدگیوں سے اپنا پہلو بچائے رکھا آپ کے بارے میں حضرت غلام معین الدین عبداللہ الخویشگی القصوری علیہ الرحمت رقمطراز ہیں۔

"دریں طریق شانے قوی ہمتے بلند داشت و در ابتدا چوں ریاضیات شاقہ و مجاہدات ساقہ بکار می برد، ہیچ یکے از درویشان با او مصاحبت نمی توانست کرد،" [۱]

ترجمہ:۔ اسی طرح آپ عظیم المرتبت اور بلند ہمت تھے کہ ابتدا ہی میں ریاضت و مشقت اور مجاہدات میں اپنا وقت بسر کرتے رہے کہ اس جیسا کوئی شخص اتنی ریاضت نہ کر سکا۔

آپ کی علمی اور روحانی خداداد بصیرت و عظمت کی شہرت آپکی زندگی ہی میں ہو گئی تھی جہاں جہاں بھی آپ تشریف لے گئے وہیں اپنی عظمت کے نقوش ثبت کرتے چلے گئے۔

انکا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ

سرزمین قصور کی مشہور علمی شخصیت حضرت غلام معین الدین عبداللہ الخویشگی القصوری علیہ الرحمت آپ کے روحانی کمالات کے بارے میں لکھتے ہیں

"ولایت موسوی داشت و قلب او بر قلب اسرافیل واقع بود،" [۲]

ترجمہ: آپ موسوی ولایت رکھتے تھے آپکا دل اسرافیل کے دل پر واقع ہے،

---

[۱] حضرت خویشگی قصوری علیہ الرحمت، معارج الولایت، ص ۲۰۸،

[۲] " " " " " ص ۲۰۸،

Marfat.com

حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت نے علمی اور روحانی کمالات دے کر تبلیغ اسلام کی خاطر کلیر شریف میں مامور فرمایا جو آپ سب سے پہلے دہلی میں تشریف لے گئے۔

حضرت گنجشکر اور ابعد از عطا خلافت و اجازت داده بجانب دہلی رخصت نمود۔،، پ ۱؎

ترجمہ۔ حضرت گنج شکرؒ نے آپ کو خلافت اور اجازت دے کر دہلی کی طرف روانہ فرمایا۔

اجودھن سے دہلی پہنچ کر کچھ عرصہ قیام فرمایا دورانِ دہلی برادرِ طریقت حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہٗ (المتوفی ۷۲۵ھ) سے باہمی ملاقاتیں بھی کیں۔

"دوران قیام در دہلی با شیخ نظام الدین نجاری دہلوی قدس سرہٗ متعدد بار ملاقات می کرد،، ۲؎

ترجمہ۔ دہلی میں قیام کے دوران شیخ نظام الدین نجاری دہلوی قدس سرہٗ سے کئی بار ملاقاتیں بھی کیں۔

سرزمینِ دہلی میں جتنے دن قیام فرمایا مخلوق خدا کو اپنے روحانی فیوض و برکات سے مستفید فرماتے رہے چنانچہ حضرت اہلا یا علیہ الرحمت لکھتے ہیں۔

"سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کہ مابین ہر دو بزرگوار رابطہ اتحاد قائم بود،، ۳؎

ترجمہ۔ سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے درمیان ان ہر دو بزرگوار کا رابطہ اتحاد برقرار تھا۔

۱؎ حضرت خویشگی علیہ الرحمت، معارج الولایت، ص ۲۰۸،

۲؎ مذاہب صوفیہ، ص ۱۱۷، حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمت، ۳؎ حضرت شیخ اہلا یا علیہ الرحمت سیر الاقطاب (فارسی قلمی) ص ۱۹۰، مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور ۶؎

Marfat.com

جب تک آپ دہلی میں اقامت پذیر رہے جو شخص بھی حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمت کی خدمتِ اقدس میں بیعت ہونے کی خواہش کرتا تو آپ اُسے حضرت مخدوم صابر علیہ الرحمت کی خدمتِ اقدس میں بھیج دیتے،

"کسانیکہ شخصے بخدمت حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ برائے بیعت شدن می آمدی حضرت شیخ بخدمت حضرت صابر علیہ الرحمت کلیری می فرستادندے" [۱]

ترجمہ: جو شخص حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں بیعت ہونے کیلئے حاضر ہوتا تو آپ اسے حضرت صابرؒ کلیری کی خدمت میں بھیج دیتے"

حضرت قاضی عبید اللہ چشتی نظامی ملتانی علیہ الرحمت کے علاوہ شاہ جہانی عہد کا مشہور صوفی مورخ حضرت الٰہ دیا بن عبد الرحیم امیٹھوی علیہ الرحمت بھی باہمی ارتباط کے بارے میں لکھتے ہیں؛

"حضرت سلطان المشائخ ہر کس را بخدمت آں حضرت می فرستاد تاکید می فرمود کہ خدمت آں حضرت بوجہ احسن نمائی و تحریم و تعظیم بجا آری آں چناں نباشد کہ ملالِ خاطر آں حضرت را واقع شود"

ترجمہ۔ حضرت سلطان المشائخ ہر آنے والے شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجتے اور ساتھ ہی یہ تاکید فرماتے کہ آپ کی خدمت میں اچھے طریقے سے پیش آنا تعظیم و تکریم خوب بجالانا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی طبعِ مبارک پر کوئی بات ناگوار گذرے دہلی سے کلیر شریف میں اقامت پذیر ہو کر روحانی خدمات بجالاتے رہے،

۱۔ حضرت شیخ الہ دیا علیہ الرحمت سیر الاقطاب (فارسی قلمی) ص ۱۹۰، مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور،

۲۔ حضرت قاضی عبید اللہ چشتی نظامی ملتانی علیہ الرحمت، مذاہب صوفیہ، ص ۱۲۱،

۳۔ حضرت شیخ الہ دیا امیٹھوی علیہ الرحمت، سیر الاقطاب (قلمی) ص ۱۹۰،

Marfat.com

" از دہلی چوں در کلیر شریف می رفتند آنجا خدمات روحانی سرانجام می دادند" ؎۱

ترجمہ: دہلی سے جب کلیر شریف تشریف لے گئے تو وہاں پر روحانی خدمات سرانجام دیتے رہے،

آپ ظاہری اور باطنی علوم کے بحرِ زخار تھے۔

" و در علم ظاہری و باطنی نظیر نداشت و جذبۂ الٰہی بلانہایت می داشت و قطب و غوثِ وقت خود بود،" ؎۲

ترجمہ: ظاہری اور باطنی علم میں بے نظیر تھے جذبۂ الٰہی بہت ہی زیادہ رکھتے تھے جو اپنے وقت کے قطب اور غوث تھے۔

خلافتِ روحانیہ اور نجابت حقہ کے علمبردار مخدوم الملت والدین حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ العزیز نے کلیر شریف کے خطے کو صرف اسی لئے منتخب فرمایا کہ وہاں کفرستان تھا جنکا چپہ چپہ کفر و ظلمت کی آماجگاہ بن چکا تھا اس لئے وہاں توحید و رسالت کی اشاعت و ترویج ضروری تھی کیونکہ کلیر شریف سے پچیس میل کے فاصلے پر ہندوؤں کا ایک قدیم مندر تیرتھ نامی موجود تھا جس میں ہاتھوں کے تراشیدہ پتھروں کی پرستش کی جاتی تھی جہاں پر تیرتھ ہردوار کے پنڈتوں اور مہابتوں کی چیرہ دستیوں سے عامتہ الناس لوگ بے حد نالاں تھے جب آپ نے کلیر شریف میں اقامت اختیار فرمائی تو آپکے وارد مسعود سے کفر لرزہ براندام ہوا بت کدوں میں وہ رونق نہ رہی بلکہ بتدریج کم ہوتی چلی گئی اور اور مظلوم انسانوں اور سکون قلب کے پیاسوں نے جب دیکھا کہ سرزمین کلیر میں ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت تشریف فرما ہے جس کی خدمت میں حاضری دینے سے تسکین روح ہوتی

؎۱ حضرت قاضی عبید اللہ ملتانی علیہ الرحمت، مذاہب صوفیہ، (قلمی) ص ۱۱۹، مملوکہ حضرت مفتی عبدالشکور صاحب مدظلہٗ ملتان شریف۔ ؎۲ مولانا اللہ دیا چشتی علیہ الرحمت، سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۷۸، مطبوعہ مطبع منشی نامی نول کشور لکھنؤ۔

86726

Marfat.com

ہے، زخموں کو مندمل کیا جاتا ہے۔ روحانی غذا دی جاتی ہے وہ ظلم گزیدہ انسان آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہونے لگے، جنکی نگاہِ کرم کی بدولت اطمینانِ قلب ملنے لگی۔ ؎

ہر کجا شمعِ بلا افروختند　　　صد ہزاراں جانِ عاشق سوختند

آپکی یہی کشش اور جاذبیت تھی کہ نہ صرف سرزمین کلیر شریف بلکہ دور و دراز علاقوں کے لوگ کشاں کشاں جوق در جوق حاضر ہو کر دیوانہ وار شفتیہ و فریفتہ ہونے لگے ؎

کیا نشیلی تھی آنکھ ساقی کی　　　بے خبر کر دیا جدھر دیکھا

جب لوگ آپکی خدمت میں بکثرت حاضر ہونے لگے تو کفرستانِ ہند کے مہاراجے سنو سمرتی اور اُپنشد پرستار بوکھلا اُٹھے مگر چونکہ حضرت مخدوم صابر علیہ الرحمت کی روحانیت کے سامنے تاب نہ لا سکتے تھے۔ لہٰذا سامنے آنے کی بجائے آپ کے خلاف ریشہ دیوانیاں شروع کر دیں خدا کی قدرت کہ وہ حاسد کاسد خود آپ اپنی موت مر گئے مگر آفتاب و مہتاب صابر اپنی تابانی و جولانی پر قائم و دائم رہا ہے۔ اور تاقیام قیامت برقرار رہے گا جس سے متجسس اپنی بساط کے مطابق ضوفشانی حاصل کرتے رہیں گے۔

خسروانِ قبلۂ حاجات جہاں ماندو لے　　　از ازل تا ابد فرصت درویشانست

غلط واقعہ کی تردید

یہ عام طور پر آپ سے یہ واقعہ منسوب کیا جاتا ہے کہ آپ کو جب حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت نے خلافت نامہ دے کر حضرت مخدوم جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمت کے ہاں مہر ثبت کرانے کیلئے ہانسی روانہ فرمایا۔ ہانسی جا کر حضرت مخدوم قطب جمال الدین علیہ الرحمت سے ملاقات کی اور اپنا عندیہ ظاہر کیا تو حضرت ہانسی علیہ الرحمت نے

Marfat.com

آپکی جلالت دیکھ کر خلافت نامے کو دوشق کر دیا تو حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمت جلال میں آکر یہ ارشاد فرمایا کہ

"کہ چوں تو مثالِ من پارہ کردی من سلسلۂ تو پارہ کردم" [1]

جب تو نے خلافت نامہ پھاڑ دیا تو میں نے تیرے سلسلے کو پارہ پارہ کر دیا۔

جب حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت واپس اجودھن میں آکر حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کو خلافت نامہ چاک کرنے کا واقعہ سنایا تو حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت نے ارشاد فرمایا کہ

"دریارہ کردۂ جمال را فرید نتواند دوخت" [2]

ترجمہ، جمال کے چاک کردہ خلافت نامے کو فرید دوبارہ نہیں جوڑ سکتا۔

پھر حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت نے دوبارہ خلافت نامہ لکھ کر کلیر شریف روانہ فرما دیا اور حضرت قطب جمال ہانسوی علیہ الرحمت کا سلسلۂ روحانیت منقطع ہو گیا۔

اس واقعہ کو سب سے پہلے حضرت محمد اکرم براسوی نے اپنی کتاب اقتباس الانوار میں لکھا پھر شیخ الہ دیا ابن عبدالرحیم امیٹھوی نے جس سے نقل کر دیا اور بعد میں حضرت محمد حسن رامپوری نے حقیقتِ گلزار جاری میں درج کر دیا جنکے حوالات آج تک متعدد مصنفین و مرتبین حضرات اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آرہے ہیں مگر حیرت ہے کہ اسی اہم واقعے سے صاحب فوائد الفواد، صاحب سیر الاولیاء، صاحب اسرار الاولیاء، صاحب گلزار ابرار جیسے حضرات بے خبر رہے اور اپنی کتابوں میں نہ تحریر کر سکے حتیٰ کہ حضرت جمال خاں جمال صاحب سیر العارفین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب اخبار الاخیار علیہم الرحمتہ جیسے اولیائے کاملین پر انکشاف نہ ہو سکا بلکہ گیارھویں صدی ہجری کے

---

[1] شیخ الہ دیا، سیر الاقطاب، ص ۱۸۰، ، حضرت شیخ محمد اکرم براسوی، اقتباس الانوار، ص ۱۴۹،

[2] " " " " " " " "

Marfat.com

بعد کے صاحبان پر سر سینہ راز کیسے منکشف ہو گیا؟

تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ گھڑ کر ان نفوس قدسیہ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے جو یہ واقعہ دراصل وقوع پذیر ہی نہیں ہوا، اس غلط واقعہ کی تردید حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمت (المتوفی ۱۲۰۵ھ) کے مرید و خلیفہ جو حضرت تونسوی علیہ الرحمت کے ملفوظ شریف میں تحریر ہے جسے ملاحظہ کیجئے۔

" میاں شرف الدین پاک پتنی سوال نمود از و کہ نزع فیمابین شیخ المشائخ شیخ قطب جمال رحمتہ اللہ علیہ و شیخ المشائخ شیخ علاؤ الدین مشہور است کہ علاؤ الدین ختم کردہ بر خلافت دادن قطب جمال معذرت و در یک شب در پیش آوردہ بود ازیں جہت فیمابین ہر دو مشائخ نزاع برخاست بر صدق باشد یا کذب،

حضرت فرمودہ ایں قصہ سراسر بہتانے و افترا است کہ خلق از خود پیدا کردہ است،" [1]

ترجمہ: میاں شرف الدین پاک پتنی نے سوال کیا کہ جو حضرت شیخ المشائخ شیخ قطب جمال رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ المشائخ شیخ علاؤ الدین کے درمیان نزاع (جھگڑا) مشہور ہے کہ حضرت علاؤ الدین کے خلافت نامے کو قطب جمال نے چاک کر دیا تھا یہ واقعہ ایک رات کو پیش آیا اسی بنا پر ان دونوں مشائخ حضرات کے درمیان یہ نزاع رونما ہوا کیا یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ حضرت نے فرمایا کہ یہ قصہ سراسر بہتان اور افترا ہے جو لوگوں نے اپنی طرف بنا (گھڑ) رکھا ہے۔

---

[1] ملفوظات شریف حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمت، ص ۱۷۵، مرتبہ حضرت میاں احمد قادری تونسوی علیہ الرحمت، سال تحریر ۱۲۶۰ھ مملوکہ میوزیم لاہور،

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ

طریقت کے مختلف سلسلوں میں سے ایک سلسلہ طریقت چشتیہ ہے۔ یہ سلسلہ خراسان کے ایک مشہور شہر چشت کی نسبت سے معروف ہے اسکی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہاں کچھ بزرگان دین نے روحانی اصلاح و تربیت کا ایک عظیم الشان نظام قائم کیا جسے تصوف میں بڑی شہرت حاصل ہوئی ہے اور وہ نظام اس مقام کی نسبت کی وجہ سے سلسلہ چشتیہ کے نام سے مشہور ہوا اس سلسلے کے اکابر بزرگان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلسلہ چشتیہ کے پہلے بزرگ تسلیم کیے جاتے ہیں جن کے نام کے ساتھ لفظ چشتی استعمال ہوا ہے آپ شام سے بغداد آئے اور وہاں حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت ممشاد علو دینوری نے آپ سے پوچھا بیٹے کہاں سے آئے ہو اور تمہارا نام کیا ہے آپ نے جواب دیا میرا نام ابو اسحاق ہے۔ حضرت ممشاد علو دینوری نے فرمایا کہ تم اہل چشت کے سردار ہو گے چشت کی مخلوق تم سے فیض پائے گی۔ اور تمہارے ہی نام سے تمہارے مرید چشتی کہلائیں سات سال تک حضرت ابو اسحاق اپنے مرشد کی خدمت میں رہے اور آخر جب آپ کامل ہو گئے تو آپکے مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز کر کے چشت میں قیام کا حکم فرمایا چنانچہ آپ چشت میں مکین ہو گئے۔ اور وہاں لوگوں کو روحانیت سے خوب مالا مال کیا آپ کی نسبت سے خانوادہ چشتیہ مشہور ہوا۔ آپ کا وصال ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار ملک شام میں ہے۔

Marfat.com

۲۔ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتیؒ

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی کے والد گرامی کا نام فرسنافہ تھا مگر سلطان فرسنافہ کے نام سے مشہور تھے آپ نجیب الطرفین سادات حسینی سے تھے آپ کا خاندان چشت میں حکمران تھا۔ اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ ۶ رمضان ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے آپکو بچپن ہی سے حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی کی صحبت میسر آئی اور ظاہری علوم انہی سے حاصل کیے علوم و فنون کی تکمیل کے بعد آپنے حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی کے دستِ حق پرست پر بیعت کر لی آپ کچھ عرصہ تک زہد و تقویٰ میں مصروف رہے اسکے بعد آپکے مرشد نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ تبلیغ کرو۔ اس روز سے آپ آخری دم تک خدمتِ دین میں مشغول رہے آپ کو سماع کا بڑا شوق تھا اور آپ کے ہاں اکثر محفل سماع منعقد ہوا کرتی تھی۔ آپنے ۹۵ برس کی عمر میں یکم جمادی الثانی ۳۵۵ھ میں رحلت فرمائی آپکا مزار اقدس چشت میں ہے۔

حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ نے فرمایا چونکہ ہمارے سلسلے کے چار مشہور خواجگان یعنی خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی، خواجہ ابو احمد چشتی خواجہ ابو محمد چشتی اور خواجہ ابو یوسف چشتی قصبہ چشت کے رہنے والے تھے اس لئے ہمارا سلسلہ انہی بزرگوں کی نسبت سے چشتیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

۳۔ حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ

آپ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی کے فرزند ارجمند و خلیفہ تھے آپ کا نام ابو محمد اور لقب ناصح الدین تھا آپ ۱۰ محرم ۳۳۱ھ میں پیدا ہوئے آپ مادرزاد ولی تھے آپ بڑے عالی مرتبت ولی اللہ تھے آپ بڑے زاہد اور عابد تھے آپ نے اکثر کوئیں میں لٹک کر نماز معکوس بھی ادا کی آپنے اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد ہنگامہ مشیخیت گرم

Marfat.com

کیا۔ چشت میں بے شمار مسلم آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے خرقے کو جو پھٹا ہوا تھا سی رہے تھے شاہِ فارس کا ولی عہد ادھر آنکلا گھوڑے سے اترا اور آداب بجالایا اور ہزار دینار کی ایک تھیلی آپکی خدمت میں پیش کی اور قبول کرنے کی درخواست کی آپنے فرمایا کہ یہ میرے پیران طریقت کا طریقہ نہیں آپ مجھے معاف فرمائیں۔ ولی عہد نے جب بہت اصرار کیا تو آپنے دریا کی طرف دیکھا دریا میں سے ہزاروں مچھلیوں نے منہ نکالا اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک سرخ دینار تھا آپ نے ولی عہد سے کہا دیکھو یہ کیا ہے اس پر ولی عہد نے سر خم تسلیم کیا اور آپ سے رخصت ہو کر چلا آیا آپ کا وصال (۷۰) ستر سال کی عمر میں ۱۴ ربیع الثانی ۴۱۱ھ کو ہوا مزار اقدس چشت میں مرجع خلائق ہے۔

۴۔ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ

آپ کا نام خواجہ ابو یوسف اور لقب ناصر الدین تھا۔ والد بزرگوار کا نام محمد سمعان تھا آپ خواجہ ابو محمد چشتی کے حقیقی بھانجے تھے آپ ۳۷۵ھ میں پیدا ہوئے ظاہری و باطنی تعلیم اپنے ماموں حضرت خواجہ ابو محمد چشتی سے حاصل کی اس کے بعد انہی کے دست پر بیعت کی اور انہی کی زیر نگرانی سلوک کی منازل طے کیں آخر جب آپ پر روحانیت کے دروازے کھل گئے تو آپکے ماموں نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس روز سے آپنے دین و دنیا کی خدمت کو اپنا شعار بنایا آپ امیروں سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے تھے آخری عمر میں آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی آپ کا وصال ۸۴ برس کی عمر میں ۳۔ رجب المرجب ۴۵۹ھ کو ہوا آپکا مزار پر انوار چشت میں ہے۔

۵۔ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ

Marfat.com

آپ خواجہ ابو یوسف چشتی کے فرزند تھے اور ۴۳۲ھ میں پیدا ہوئے آپ کا اصل نام مودود اور لقب قطب الدین تھا آپ نے اپنی تعلیم اپنے بزرگوار کے زیر سرپرستی حاصل کی والد محترم کے وصال کے بعد ان کے جانشین بنے آپ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے آپکو کشف القلوب اور کشف القبور پر خاصہ ملکہ حاصل تھا۔ آپ نے دین کی اشاعت اور تبلیغ کا بھی خوب کام کیا اس مقصد کیلئے آپنے مختلف مقامات کا سفر کیا۔ اور مخلوقِ خدا کو ہدایت کی آپ زیارت کعبہ کیلئے بھی تشریف لے گئے آپکا حسن اخلاق بہت اچھا تھا جو ملاقات کیلئے تشریف لاتا اس سے بڑی شفقت سے پیش آتے۔ آپکے اقوال اور اعمال بالکل شریعت کے مطابق تھے۔ آپ کی نصیحتوں میں بڑی تاثیر تھی جو بھی سنتا اثر قبول کرتا۔ حضرت خواجہ صاحب سماع کا بھی ذوق رکھتے تھے آپ کا وصال رجب المرجب ۵۲۷ھ میں ہوا۔ اور آپ کا مزار پرانوار چشت میں ہے۔

۷۔ حضرت حاجی شریف زندنی چشتیؒ

حضرت حاجی شریف زندنی زندنہ کے رہنے والے تھے جو بخارا کے علاقے میں ہے آپ نے ابتدائی تعلیم بخارا میں حاصل کی بڑے ہو کر آپ نے بے حد مجاہدات کیئے آپکے متعلق مشہور ہے کہ آپ چالیس برس تک جنگل وصحرا میں رہے آپ حضرت خواجہ مودود چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا شمار خاصانِ خدا میں ہوتا ہے آپ اللہ کے نہایت ہی مقبول بندوں میں سے تھے لوگ آپکی بے حد عزت کرتے تھے۔ ایک دفعہ سلطان سنجر نے دمشق کی جامع مسجد میں آپ سے ملاقات کی اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا جب سلطان سنجر کا انتقال ہو گیا تو ایک شخص نے اس کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے اعمال کی سزا میں فرشتے مجھے دوزخ میں ڈالنے والے تھے کہ فرمان الٰہی ہوا کہ اس نے فلاں دن دمشق کی جامع مسجد میں حاجی شریف زندنی کی قدم بوسی کی تھی اسکی وہ ادا ہمیں پسند آئی اور ہم نے

Marfat.com

اسے بخش دیا لہذا سلطان سنجر کی رہائی ہو گئی۔ آپ کا وصال ۱۲۰ برس کی عمر میں ۱۰ رجب ۶۱۲ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار اقدس زندنہ میں ہے۔

۷۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتیؒ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی کے مرید و خلیفہ تھے آپ کا نام عثمان کنیت ابو النور تھی آپ قصبہ ہرون میں پیدا ہوئے جو نیشاپور کے قصبات میں سے تھا۔ آپ حافظ قرآن تھے اور دن رات میں دو بار قرآن ختم کر لیا کرتے تھے آپ جید عالم تھے اور شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کے علوم میں امام العصر تھے آپ ۷۰ برس تک ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے آپ نہایت محویت و استغراق قلب کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو آپ کی نماز بہت پسند تھی۔ آپ نے زندگی کا کچھ حصہ سیر و سیاحت میں بھی بسر کیا۔ اور آخری عمر تک ان کا یہ مشغلہ جاری رہا حتیٰ کہ ہند ولی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ آپکے ہمراہ ۲۰ برس تک مسافرت میں رہے آپکا وصال ۹۱ برس کی عمر میں ۵ شوال ۶۱۷ھ کو ہوا آپ کو مکہ معظمہ میں دفن کیا گیا تھا لیکن اب نشان نہیں ملتا۔

۸۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتیؒ ہیں۔ آپ ۱۴ رجب ۵۳۶ھ میں بمقام سنجر پیدا ہوئے آپ نے خواجہ عثمان ہارونی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ بے حد ریاضت اور عبادت کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے خرقہ خلافت حاصل ہوا۔ آپ نے مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کی دوران سیاحت آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شہاب الدین سہروردی، خواجہ اوحد الدین کرمانی سے ملاقات ہوئی اور شرف نیاز سے مستفید ہوئے۔ آپ عرصہ دراز تک مدینہ شریف بھی رہے اور بارگاہ نبوت سے مراتب حاصل کئے پھر وہاں سے لاہور

Marfat.com

آئے اور یہاں سے براستہ دہلی اجمیر شریف میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے بے حد خدمت اسلام سرانجام دی لاتعداد غیر مسلم آپ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوئے آپ کا وصال ۱۶ رجب ۶۳۳ھ میں ہوا آپکا مزار اقدس اجمیر شریف میں ہے۔

۹۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا سلسلہ نسبت حضرت امام حسینؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی سید کمال الدین تھا آپ ماوراالنہر کے ایک قصبہ اوش میں پیدا ہوئے آپنے ابتدائی تعلیم مولانا ابوحفص سے حاصل کی ظاہری علوم کے حصول کے بعد مرشد کامل کی تلاش میں نکلے اور اصفہان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ بڑی جلدی مرشد کی نظر کیمیاء نے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا۔ سترہ سال کی عمر میں خرقہ خلافت عطا ہوا۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ہندوستان تشریف لائے تو آپ بھی ہمراہ تشریف لائے اور قیام دہلی کے دوران دہلی میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور یہیں ۱۴۔ ربیع الاول ۶۳۹ھ میں وصال ہوا۔ آپ کا روضہ مبارک مہرولی دہلی میں ہے۔

۱۰۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ

آپ حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ کے ماموں اور مرشد تھے اور انہی کی نظر کیمیاء سے حضرت صابر ولی کامل بنے۔ حضرت بابا صاحب حضرت فاروق اعظمؓ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ قصبہ کوٹھوال میں ۵۸۴ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ عالم شباب ہی تھا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تشریف لائے آپنے ان کے ساتھ دہلی جانے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن انہوں نے فرمایا کہ پہلے علم حاصل کرو پھر درویشی میں قدم رکھو چنانچہ آپ نے حسب ضرورت علم حاصل کیا۔ پھر مختلف مقامات کی سیاحت کی۔ آخر دہلی میں حضرت

Marfat.com

قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو گئے آپ نے بے حد ریاضت کی اس کے بعد مرشد گرامی نے خلافت سے نوازا. بعد ازاں آپ پاک پٹن میں آ کر اللہ کے بندوں کو راہ ہدایت دکھانے میں مصروف ہو گئے. آپ کے بے شمار خلفاء تھے مگر ان سب میں سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی، شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر، شیخ جمال الدین ہانسوی اور نجیب الدین متوکل بہت مشہور ہیں. آپ کا وصال سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں ۹۵ سال کی عمر میں ۵ محرم ۶۶۴ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار اقدس پاک پٹن میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

۱۔ خاندان

حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کا نسبی تعلق خاندان سادات سے تھا۔ آپ صحیح النسب سید تھے کیونکہ آپ کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت امام حسینؓ سے ملتا ہے۔ اِس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ صحیح النسب سید تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد عرصہ سے بغداد میں آباد تھے۔ آپ کا خاندان علوم ظاہری اور باطنی میں بڑا مشہور تھا۔

نسب نامہ پدری حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ بن سید عبداللہؒ بن سید فتح اللہؒ بن سید نور محمد رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت سید احمد قدس اللہ سرہٗ بن حضرت سید غیاث الدین قدس سرہٗ بن سید بہاؤ الدین قدس سرہٗ بن سید داؤد قدس سرہٗ بن حضرت تاج الدین قدس سرہٗ بن سید محمد اسمٰعیل قدس سرہٗ بن سید امام ناطق موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت امام جعفر صادقؒ بن حضرت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت مولیٰ مشکل کشا حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ آپ کا نسبی تعلق حضرت امام حسنؓ سے تھا، کیونکہ تواریخ آئینہ تصوف نے آپ کا جو شجرہ نسب دیا ہے۔ اس میں آپ کو اولادِ غوث الاعظم قرار دیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم المعروف سید عبداللہؒ حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ کے والد ماجد کا نام بعض تذکروں میں شاہ عبدالرحیم لکھا ہے۔ اور بعض میں سید عبداللہ لکھا ہے۔ لیکن معلوم یہی ہوتا ہے کہ آپ کے والد کے نام دو تھے لیکن زیادہ تر تذکرہ نگاروں نے آپ کے والد کا نام سید عبدالرحیم لکھا ہے۔ آپ کے والد ماجد بڑے نیک اور صالح انسان تھے، بغداد میں بروز اتوار بوقت سہ پہر بتاریخ ۱۱ ذیقعد ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم و تربیت وہاں حاصل کی، اور ایک دینی مدرسے میں علوم ظاہری کی تکمیل کی۔

Marfat.com

حضرت شاہ رحیم کے والد بھی ایک صاحب تصرف بزرگ تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے کی تربیت اور پرورش پر خصوصی توجہ فرمائی۔ بعض تذکروں میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت شاہ رحیم کو جب ان کے والد ماجد توجہ باطنی سے دیکھتے تو ان پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تو انہیں اُن کے والد گود میں لیتے اور آپ کو بوسے اور دعائیں دیتے۔

جب حضرت شاہ رحیم جوان ہو گئے تو آپ کے دل میں عشق الٰہی کا جذبہ عروج پر پہنچ گیا۔ تو آپ کے والد ماجد نے جب یہ محسوس کیا کہ فرزند روحانیت کو سنبھالنے کے قابل ہو گیا ہے۔ تو آپ کے والدِ ماجد نے آپ کو دستِ مبارک پر بیعت کر لیا اور سلسلۂ طریقت میں تعلیم دینا شروع کی۔ اور آپ کو راہِ سلوک میں بہت جلد کامل کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک روز مجلس میں اپنے بیٹے کو حاضرین کے سامنے سلسلہ جلیلہ اور سلسلہ رشیدیہ کی خلافت عطا فرمائی۔ آپ کو دستار خلافت عطا فرمائی اور اس پر سبز عمامہ باندھا۔ اس خلافت کے حصول سے حضرت عبدالرحیم کے روحانی مقامات میں زیادہ اضافہ ہوا۔ جب روحانی مقامات میں اضافہ ہوا تو آپ اپنے شہر سے نقل مکانی کر کے جذب و مستی میں پھرنے لگے حتیٰ کہ اسی حالت میں ہرات پہنچ گئے اور وہاں سے ایک روز سیر و گشت کرتے ہوئے قصبہ کھوٹوال (دیوان چاولی مشائخ ضلع ملتان) جا پہنچے۔ وہاں آپ حضرت جمال الدینؒ سلیمان کے گھر کے سامنے سے گزرے تو حضرت شیخ جمال الدینؒ نے آپ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور آپ کا حال دریافت کیا۔ جب حضرت عبدالرحیمؒ اپنا حال بیان کر چکے تو شیخ جمال الدینؒ نے آپ سے فرمایا کہ "مجھے ایک مدت سے تیرا انتظار تھا، خدا نے آج تجھ کو میرے پاس بھیج دیا ہے اب تو یہیں رہ" چنانچہ حضرت عبدالرحیم شیخؒ کے پاس رہنے لگے حتیٰ کہ دس برس تک آپ ان کی خدمت میں رہے۔ ان سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ اور اس عرصہ قیام کے دوران خدمت گذاری کرتے رہے۔

اس واقعہ کو حضرت سید عبدالرحیم عبدالسلامؒ نے اپنی تصنیف انوار الشہود میں تحریر فرمایا ہے۔

Marfat.com

کہ میں بتاریخ پنجم ماہ ذی الحجہ ۵۵۹ھ کو چہار شنبہ کے دن ظہر کے وقت شہر ہرات میں داخل ہوا اور ایک مکان کے دروازہ پر کھڑا ہوا مالک مکان نے میرا اور میرے آباؤ اجداد کا نام دریافت کیا۔ اور مجھ کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے مکان پر ٹھہرایا۔ اور ایک خط بنام مولوی جمال الدین سلیمان جو حضرت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ابن خطابؓ کی اولاد میں سے ہیں تحریر کیا، جس کا مضمون یہ تھا کہ میری خوبی قسمت سے حضرت عبد الرحیم عبد السلامؒ بلا سعی اور تلاش کے مجھ کو مل گئے اور میں نے آپ کی تحریر کے بموجب ان کو اپنے مکان پر فرزندارین حاصل کرنے کیلئے ٹھہرالیا ہے۔ کئی دن کے بعد حضرت محمد بن اسحٰق صاحب نے مجھ سے تذکرہ کیا کہ آج حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا خط آیا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ ان کے والد حضرت قاضی جمال الدین سلیمان نے آپ کے مل جانے کی خوشخبری سن کر سجدۂ شکر ادا کیا اور شادی مرگ ہو گئی[۱]

آخر کار حضرت شیخ جمال الدینؒ نے اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت ہاجرہؒ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد بھی کچھ روز آپ کھوتوال میں رہے پھر سسرال میں رہنا نامناسب خیال کر کے آپ تلاشِ معاش میں پھر ہرات پہنچے اور وہاں جا کر آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا اور اپنی زوجہ حضرت ہاجرہؒ کو بھی ہمراہ لے گئے۔ اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔ لیکن "انوار الشہود" مکتوب حضرت عبد الرحیم عبد السلام اور "ارکان الشہود" مکتوب محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور "ظہرت نامہ" مکتوب مولانا ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ گرگامی سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عبد الرحیم عبد السلام کا نکاح قصبہ کھوتوال ضلع ملتان میں بتاریخ ۱۷ جمادی الآخر ۵۷۱ھ کو شب پنجشنبہ میں بعد نماز عشاء حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر ہوا۔ اور آپ اٹھارہ ماہ تک وہاں قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد وہاں سے مع اہلیہ محترمہ کے ہرات میں بر مکان حضرت محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ کے پاس تشریف لائے۔ اور بدستور سابق قیام پذیر ہو گئے۔ آپ دن و رات ارشاد[۲]

---

[۱] مسالک السالکین، مرزا عبد الستار بیگ سہسرامی، ص ۳۰۹ [۲] تذکرہ مخدوم علی احمد صابر، ص سخاوت مرزا۔

Marfat.com

تعلیم طریقت مصروف کار رہتے تھے۔

اس درمیان میں علیم ابدال جن کو حضرت سید عبدالوہاب صاحب نے نگرانی کے لئے وقت روانگی عبدالرحیم عبدالسلام علیہ الرحمتہ کے روانہ کیا تھا برابر آتے جاتے رہے، اور ان کے ذریعہ سے سید عبدالوہاب قدس سرہٗ کو خیر و عافیت معلوم ہوتی رہتی تھی؛ اور انہیں کے ذریعہ سے تمام تبرکات و عطیات و فیوضات و مکتوبات بزرگان اور کیفیات باطن حضرت سید عبدالرحیم عبدالسلام قدس سرہٗ پہنچتی رہتی تھیں، اور جو اردو مکتوبات و اسناد آپ غلبہ جذب میں وہاں چھوڑ آئے تھے، آپ کو پہنچ گئے۔

حضرت علی احمد صابر کی والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت ہاجرہ تھا لیکن جمیلہ خاتون کے نام سے مشہور تھیں۔ حضرت ہاجرہ کے والد ماجد کا نام گرامی قاضی جمال الدین سلیمان تھا[1] آپ حضرت جمال الدین سلیمان کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ تھیں۔ آپ بڑی زاہدہ اور عابدہ تھیں کیوں کہ آپ کے والد ماجد ولی کامل تھے اور ان کی تربیت سے آپ کے خیالات ایسے مذہبی ماحول میں پروان چڑھے کہ آپ عالم شباب ہی میں نیکی اور عبادت کی طرف بے حد مائل تھیں آپ گھر کا

---

[1] حضرت قاضی جمال الدین سلیمان علیہ الرحمت کے والد ماجد حضرت قاضی شعیب فاروقی علیہ الرحمت جو تاتاریوں کے مسلسل حملوں کی بناپر افغانستان سے لاہور تشریف لے آئے تو اس وقت سلطان شہاب الدین غوری کی حکومت تھی آپ کو قصور کا قاضی مقرر کردیا سلطان کی رحلت کے بعد آپ کچھ عرصہ لاہور قیام کرنے کے بعد کھوتوال (جن کا موجودہ نام دیوان چاولی مشائخ ہے ضلع ملتان میں ہے) میں قیام پذیر ہو کر دینی اور روحانی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حضرت قاضی شعیب علیہ الرحمت حضرت خواجہ عثمان ہرونی علیہ الرحمت (المتوفی ۶۰۷ھ) کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت قاضی جمال الدین سلیمان علیہ الرحمت اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ کھوتوال کے قاضی القضاۃ منتخب ہوئے حضرت قاضی صاحب جو حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن اجمیری (۶۳۲ھ) علیہ الرحمت کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا انتقال اسی جگہ یعنی کھوتوال میں ہوا پھر آپ کے خلف الرشید حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر

Marfat.com

کام کاج بھی کیا کرتی تھیں بلکہ گھر کا سارا انتظام آپ کے سپرد تھا اس وجہ سے چھوٹے بہن بھائیوں پر آپ کا رعب اور دبدبہ قائم تھا، حضرت بی بی ہاجرہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے،

حضرت بی بی ہاجرہ ہمشیرہ بابا فرید الدین گنج شکرؒ علیہ بن قاضی شیخ جمال الدین سلیمان بن قاضی شیخ شعیب بن شیخ محمد احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین بن نصیر فخر الدین محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ سعود بن شیخ عبداللہ واعظ الاصغر بن واعظ الاکبر ابوالفتح بن شیخ اسحٰق بن ناصر الدین بن شیخ عبداللہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ [۲]

علیہ الرحمت (المتوفی ۶۶۹ھ) مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ [۲] تذکرہ جلیل، ص ۲۴، مرتبہ حاکم علی پیرزادہ، مطبوعہ دہلی۔

Marfat.com

ولادت اور پرورش

روزِ ازل میں اللہ تعالیٰ نے جب تمام ارواح کو پیدا کیا تو ارشاد ہوا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ تو روحوں نے جواب دیا تھا کہ ہاں تو ہمارا رب ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کچھ رُوحوں پر تجلی ڈالی تو وہ اس تجلیٔ نور سے ہمیشہ کے لیے متور ہو گئیں جن رُوحوں پر اللہ کی تجلی پڑی تو وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح تھیں ۔ اُن روحوں میں روح حضرت علی احمد صابر کی رُوح بھی شامل تھی، چنانچہ ایسی مخصوص روحیں جب دنیا میں تشریف لاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ آثار اور علامات ایسی پیدا کر دیتا ہے جن سے دنیا والوں پر عیاں ہو سکے کہ وہ روح جو دنیا میں تشریف لائی ہے اللہ کے خاص انسان کی روح ہے ۔ لہٰذا ایسے ہی حضرت علی احمد صابر کی ولادت سے قبل چند آثار ایسے پیدا ہوئے کہ جن کا اس طرف اشارہ تھا کہ اللہ کا خاص بندہ ہوگا ۔ جو روحانی کمالات کا مرقع ہوگا ۔

آثار قبل از ولادت

جس روز حضرت سیّد عبدالرحیمؒ سے حضرت ہاجرہ عُرف جمیلہ خاتون کا نکاح ہوا اُس وقت اس حجرے میں جہاں سنتِ نکاح ادا کی گئی تھی عجیب قسم کی تجلّیاں ظہور میں آئیں، یعنی ایک نور جو مثل یاقوت تھا حضرت عبدالرحیم صاحب کی پیشانی مُبارک پر چمک رہا تھا اور اُسی رنگ کا بادل بار بار حجرے کی چھت سے ملتا ہوا معلوم ہوتا تھا، جس نے تمام حجرہ کو اپنی خوشبو سے معطر کر دیا ہے ، نکاح کے بعد میں بھی یہ نور آپ کے والد کی پیشانی میں چمکتا رہا ، جب تک کہ آپ کا وجود شکمِ مادر میں نہ آگیا ، [1] وہ نور سرخ جو حضرت عبدالرحیم عبدالسلامؒ کی پشت مبارک میں ضوفشاں تھا گیارھویں ربیع

[1] تذکرہ جلیل، ص ۲۶ ، مرتبہ حاکم علی پیرزادہ ، مطبوعہ دہلی ۔

Marfat.com

الآخر ۵۹۱ھ کو شب جمعہ میں آپ سے منتقل ہو کر حضرت بی بی ہاجرہ آپ کی والدۂ ماجدہ کے بطن اقدس کو تفویض ہوا۔

ہاجرہ کے کمرے میں وہی خوش رنگ بادل چھایا ہوا رہنے لگا، اور تمام گھر کو اپنی خوشبو سے معطر رکھنے لگا۔ اور سرخ یاقوتی نور بقول صاحب کلیر کا چاند آپ کی والدہ ماجدہ کے زیادہ تر ناف کے نیچے اور کبھی کبھی پیٹ کے پیچھے اور کبھی سیدھے کاندھے پر اور کبھی بائیں کاندھے پر چمکنے لگتا تھا اور جوں جوں آپ کی پیدائش کا دن قریب آتا گیا اس نور کی چمک دمک میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ یوم پیدائش سے پہلے طرح طرح کے عجائبات و برکات کا اظہار ہر وقت ہونے لگا۔ آپ کی والدہ ماجدہ اکثر خواب میں حضرت صابر رحمتہ اللہ کو لوگوں سے ہم کلام دیکھتی تھیں، پیدائش سے نو روز قبل سے آپ کو آواز محسوس ہونے لگی کہ گویا کوئی شکم میں ذکرِ بالجہر میں مشغول ہو۔

پیدائش آپ ۱۹ ربیع الاوّل ۵۹۲ھ میں بوقت نماز تہجد پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے متعلق مؤرخین میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ آپ قصبہ کھوتوال میں پیدا ہوئے اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ ہرات میں پیدا ہوئے کیونکہ صاحب السالکین کا کہنا ہے کہ آپ قصبہ کھوتوال میں اپنے نانا حضرت جمال الدین سلیمان کے گھر پیدا ہوئے لیکن یہ تصدیق نہیں ہوتی کہ آپ کی والدہ کھوتوال سے ہرات میں آپ کو لے کر کب اور کس طرح آئیں، آپ کے بچپن کی کل روایات ہرات میں رہنے سے وابستہ ہیں، تذکرۂ اولیائے ہند جلد دوم میں صاف صاف تحریر ہے کہ حضرت عالی وقار ۱۹ ربیع الاوّل ۵۹۲ھ بوقت نماز تہجد جب کہ ایک پہر رات باقی تھی بروز جمعرات ہرات میں پیدا ہوئے تھے۔[1]

واقعہ بوقتِ پیدائش جب اللہ تعالیٰ چاہے تو پاکیزہ اشخاص اس دارِ فانی میں تشریف لاتے ہیں، لہٰذا حضرت مخدوم علی احمد صابر علیہ الرحمت کا تشریف

[1] تذکرۂ اولیائے پاک و ہند جلد دوم، ص ۱، مرتبہ مرزا احمد اختر دہلوی، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

لانا قدرتِ کاملہ کی مشیت ہے۔

آپ کی دایہ مسماۃ بصری بنتِ ہاشم کا بیان ہے "جس وقت شکم مادر سے برآمد ہوئے تو سر مبارک قبلہ کی طرف تھا اور پیر میری طرف تھے۔ میری یہ مجال نہ ہوئی کہ جسم اطہر کو ہاتھ لگا لوں۔ جب آپ کو غسل دینے کا ارادہ کرتی اور آپ کو اٹھانے کیلئے ہاتھ لگاتی تو میرے ہاتھ کانپ جاتے تھے یا ناقابل برداشت سوزش میرے ہاتھوں میں ہو جاتی تھی" یہ ماجرہ دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ نے دایہ کو ہدایت فرمائی کہ پہلے وضو کر لو بعدہٗ جسم پاک ہو ہاتھ لگا، چنانچہ دایہ نے وضو کرکے غسل کرایا۔ اس وقت بھی حضور کی والدہ ماجدہ کو وہی یاقوتی نور اور خوشبو سے لبریز بادل اپنے گھر کے گوشہ گوشہ میں معلوم ہوتا تھا اور یہ بھی محسوس ہوتا تھا کہ پاک روحیں بلباس سفید خوش پوش کثرت سے گھر میں آ رہی ہیں اور نوزائیدہ معصوم بچہ کی پیشانی کا بوسہ لے کر واپس ہو رہی ہیں۔" [۱]

اسمِ گرامی پیدائش کے بعد آپ کا نام نامی علی احمد رکھا گیا۔ لیکن بعد میں ایک بزرگ آپ کے والد ماجد بزرگوار کے پاس تشریف لائے اور آپ کو بلوا کر دیکھا اور پیار کیا اور فرمایا کہ یہ بچہ علاؤالدین کہلائے گا اور ایسا ہی ہوا، یعنی اب آپ کا اسم گرامی حضرت سید علاؤالدین علی احمد قدس اللہ سرہٗ ہی مشہور ہوا۔

آپ کا نام علی احمد رکھنے کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ

آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ کے خواب میں حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کہا ہونے والے بچہ کا نام احمد رکھنا، بعد کو ایک شب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خواب میں ظاہر ہوئے اور آپ کی والدہ کو ہدایت کی کہ اس بچہ کا نام علی رکھنا۔ [۲]

---

[۱] تذکرہ جلیل، ص ۲۸، مرتبہ پیرزادہ حاکم علی، مطبوعہ دہلی۔ [۲] کلیر کا چاند، ص ۲، مرتبہ ظہور الحسن شارب، مطبوعہ (انڈیا)

Marfat.com

مندرجہ بالا واقعہ کی بنا پر آپ کے والد نے آپ کا نام علاؤالدین رکھ دیا، مگر آپ کی والدہ نے علی احمد رکھ دیا تھا، مگر بعد میں دونوں ناموں کو ملا کر آپ کا نام علاؤالدین علی احمد جو مشہور زد خلائق ہوا۔ پیدائش کے موقعہ پر اس زمانے کے بزرگ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی نے آپ کے کان میں اذان کہی اور کہا کہ یہ بچہ قطب عالم ہوگا۔[1]

زمانہ رضاعت کی کرامت پیدائش کے بعد ایام شیر خوارگی میں آپ سے کئی خوارق جس سے آپ کی بزرگی کے واضح ثبوت ملتے ہیں، مثلاً آپ کے صبر و شکر کا پہلا واقعہ یہ ہے کہ پیدائش کے بعد کئی روز تک آپ نے دودھ نہیں پیا، آخر ایک روز آپ کے والد ماجد نے آپ کے صبر و استقلال اور بزرگی پر چار رکعت نماز نفل بغرض ادائے شکرانہ ادا فرمائیں اور آپ کے چہرۂ اقدس پر بوسہ دیکر اکیس بار

یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِر جِیْلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ اَمْدُدْنِی بِاِذْنِ اللّٰہ -

پڑھ کر آپ کے قلب پر دم فرمایا۔ پس اس اسم متبرک کی بدولت آپ نے اسی وقت دودھ نوش فرمایا اور ایک سال تک متواتر آپ کا یہ معمول رہا، کہ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن دودھ نوش فرماتے، اس کے بعد یہ دستور رہا کہ ایک دن دودھ نوش فرماتے اور دو دن صائم رہتے۔ اور دو سال کے بعد خود بخود دودھ پینا چھوڑ دیا۔ کنایتاً یہاں یہ نکتہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ازل سے ہی روزہ دار، قانع اور متوکل تشریف لائے تھے بچپن ہی سے چہرے پر صبر اور قناعت کے آثار نمایاں تھے۔[2]

بچپن کے واقعات صوفیا اور فقراء کا بچپن عام دنیا دار بچوں سے مختلف ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضرت مخدوم علی احمد صابر کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا، ان ایام شیر گی کے کئی واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے دودھ

---

[1] تذکرہ جلیل، ص ۲۸، مرتبہ پیرزادہ حاکم علی، مطبوعہ دہلی (انڈیا) [2] حقیقت گلزار صابری، ص ۱۳۹، محمد حسن صابری رام پوری، مطبوعہ قصور (پاکستان)

Marfat.com

پی لیا تو پی لیا ورنہ صبر کرتے رہے۔ اور آپ کے بچپن میں کئی عجیب و غریب واقعات و کمالات ظاہر ہوئے۔

سانپ کا دو ٹکڑے ہونا حضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد کا بیان ہے کہ تاریخ ۷، ربیع الاول ۵۹۲ھ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے صبح کے وقت مراقبہ سے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ ایک سانپ کے دو ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں، سانپ کا ایک ٹکڑا ان پر گرا اور دوسرا زمین پر گرا۔ حضرت صابرؒ وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت کے والد نے ان کی والدہ کو جگایا اور سانپ کے دونوں ٹکڑے دیکھ کر حضرت کی والدہ ماجدہ نے فرمایا "کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں؟" اب حضرت صابرؒ فرماتے ہیں "آج سے کوئی سانپ میرے خاندان کے کسی آدمی کو نہیں کاٹے گا" "میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے، اور سب سانپوں سے وعدہ لیا ہے کہ وہ میرے خاندان کے کسی بھی فرد کو ہرگز نہ کاٹیں گے۔[1] اور یہ آپ کے بچپن کی کرامت ہے جس کا ظہور اس وقت ہوا۔

بچپن کا تیسرا سال بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ کی عمر تین سال کی ہوئی تو آپ نے خود بخود دودھ پینا چھوڑ دیا اور روٹی کھانا شروع کر دی لیکن آپ عام بچوں کی طرح صبح دوپہر اور شام روٹی نہ کھاتے بلکہ دوسرے یا تیسرے روز روٹی استعمال فرماتے جو زیادہ مقدار میں نہ ہوتی جس سے صرف زندگی کی بقا مقصود ہوتی۔ اس کے لئے اس واقعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی میں صبر و شکر کا آغاز بچپن ہی سے ہو گیا تھا۔

واقعہ ذکر جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی تو آپ نے گفتگو شروع کر دی جس کے متعلق کافی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس وقت آپ کی عمر چار سال کی تھی تو آپ ربیع الاول ۵۹۶ھ بروز اتوار کو جب نیند سے بیدار ہوئے تو پہلا لفظ جو زبان حق بیان سے صادر ہوا وہ تھا لاموجود الا اللہ "یعنی اللہ کے سوائے کوئی موجود نہیں"۔

---

[1] حقیقت گلزار صابری، ص ۱۴۱، مرتبہ حضرت محمد حسن رامپوری، مطبوعہ قصور۔

Marfat.com

آپ کے والد صاحب بھی اس وقت قریب موجود تھے آپ کی قوتِ گویائی اور اس فصیح و بلیغ مخاطبت کے ساتھ جو صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کیلئے راحتِ رُوح ہے، سُن کر بے اختیار سجدہ شکر میں گر پڑے، درگاہ مجیب الدعوات میں عرض کرنے لگے کہ الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے اس بچہ سے سب سے پہلے اپنی موجودگی کا اقرار کرایا۔ اور اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

بالا سے یہ واضح ہے کہ آپ کی ولایت عہدِ طفلی ہی میں نمایاں ہوگئی۔ آپ کے حالات و واقعات پر مشتمل کتابوں میں مرقوم ہے کہ

اکثر یہ بات آپ سے صادر ہوئی ہے کہ آپ دن میں چھ مرتبہ سجدہ فرمایا کرتے تھے۔ اوّل صبح کو دوئم دوپہر کو، سوم تیسرے پہر کو، چہارم عصر کے وقت، پنجم مغرب کے وقت ششم عشاء کے وقت۔ اور اکثر آپ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد فرمایا کرتے تھے، اور کبھی کبھی ایک حالت خاص آپ پر طاری ہوجایا کرتی تھی۔ شب میں آپ بہت کم سوتے تھے زیادہ تر شب بیداری میں مصروف رہتے، اکثر سوتے سوتے آپ چونک پڑتے اور بے ساختہ اُس وقت آپ کے منہ سے اللّٰہ نکل جاتا۔ اور اُس آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہوجایا کرتا تھا۔ اکثر صوفیائے کرام نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ روزانہ آٹھ پہر میں دو چار مرتبہ آپ کے چہرۂ مبارک کی رنگت تبدیل ہوجایا کرتی تھی، کبھی انتہائی سُرخ ہوجاتا تھا۔ اور کف دہن مبارک سے جاری ہوجایا کرتا تھا، اور ایک غفلت سی آپ پر طاری ہوجایا کرتی تھی اور ایک پہر آپ اسی حالت میں رہا کرتے تھے۔ اور اُس حالت میں اگر کوئی شخص آپ کے جسم مبارک میں ہاتھ لگا دیتا تو اس کے بدن میں آگ سی لگ جاتی تھی اور وہ اسقدر سوزش محسوس کرتا تھا، کہ بے تاب ہوجاتا۔ جب آپ کو ہوش آتا تو فرماتے شکر! الحمد للّٰہ"۔ [1]

---

[1] تذکرہ مخدوم علی احمد صابرؒ، مرتبہ سخاوت مرزا، مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

آپ کی قناعت اور صبر و شکر کرنا جو تصوّف کی تاریخ میں بے مثال واقعہ ہے جس پر آج بھی انسانی عقل ورطۂ حیرت میں ہے۔

فاقہ کشی کم کھانا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا جو تصوّف کا بنیادی اصول ہے جیسے تمام اولیاء اللہ نے کم کھانے پر زور دیا ہے کیونکہ بھوکا رہنے سے اسرارِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اولیاء اللہ نے اس اصول پر عمل کیا جب آپ بالغ ہو چکے تھے تو قدرتی طور پر آپ نے کم کھانے کے اصول پر کرنا شروع کر دیا۔ لہٰذا جب آپ کی عمر چھ سال کی ہو گئی تو کھانا پینا کم ہو گیا تیسرے چوتھے روز جو بھی میسر آتا تناول فرما لیتے کیوں کہ آپ کی مالی حالت کمزور تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی والدہ بیوہ ہو چکی تھیں جس وجہ سے گزر اوقات بڑی عسرت اور تنگی سے ہوتا تھا اکثر دو دو تین تین دن تک کھانے کو کچھ میسر نہ آتا بلکہ فاقہ کشی میں دن گزر جاتے۔ اس لئے اللہ کے بندوں پر آزمائش کا وقت آ ہی جاتا ہے۔ بچپن ہی سے آپ کی آزمائش شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ یہ حضرت مخدوم علی احمد صابر کا معمول تھا کہ بچپن ہی میں روزے رکھنے شروع کر دیئے اور صرف ایک دو گھونٹ پانی سے روزہ افطار کر لیا کرتے تھے۔ اور دوسرے دن پھر روزہ۔ جب کبھی دوسرے تیسرے دن کچھ میسر ہوتا تو آپ اس میں سے بقدرِ ضرورت نوش فرما لیتے۔ شب میں ہمیشہ زمین پر سوتے تھے اور بچھونا وغیرہ کچھ نہ بچھاتے تھے۔

بچپن میں زہد و مجاہدہ بچپن میں ایک دفعہ آپ پر ایسا وقت آیا کہ آپ نے رات کو چارپائی پر سونا بھی ترک کر دیا، دن کو جنگلوں میں چلے جاتے اور وہاں یادِ الٰہی کرتے اور تمام تمام رات عبادت میں گزار دیتے، کئی کئی روز گوشۂ تنہائی میں بسر کرتے، کسی کو اپنے پاس تک نہ آنے دیتے اور نہ کچھ کھاتے اور نہ کچھ پیتے تھے۔ جب بھوک کا زیادہ غلبہ ہوتا تو اپنی والدہ سے کوئی چیز کھانے کے لئے طلب کرتے تھے۔ گھر کی مالی حالت اچھی نہیں تھی اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ کو بھوک لگتی اور

Marfat.com

گھر میں کھانے کو کچھ بھی موجود نہ ہوتا تھا۔

مزید بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ دو تین دن سے فاقہ تھا اور کھانے کو کچھ بھی میسر نہ آتا تھا اور کسی سے مانگنے یا ذکر کرنے کو میرا جی نہ چاہتا تھا۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مخدوم علی احمد صابر میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ آج بھوک بہت لگی ہے کچھ کھانے کو دو۔ دوپہر تک میں نے حیلہ حوالہ سے ٹالا اور بہت کوشش کی کہ کچھ میسر آ جائے تو پکا کر ان کو کھلا دوں، مگر کچھ بھی میسر نہ ہوا ظہر کے بعد پھر صابرؒ میرے پاس آئے اور کہا کہ اب میں بھوک کی وجہ سے بیتاب ہو رہا ہوں کچھ کھانا کھلا دیجیئے۔ میں نے اُس کی تسکین کیلئے ایک دیگچی میں صرف پانی ڈال کر چولہے پر رکھدی اور نیچے آگ جلا کر یونہی چمچے سے ہلانے لگی۔ اور جس وقت صابرؒ میرے پاس آتے تو میں یہی کہدیتی کہ ابھی تیار نہیں، تھوڑی سی کسر باقی ہے غرضیکہ اسی طرح مغرب کے وقت تک ٹالتی رہی، لیکن مغرب کی نماز کے بعد صابرؒ میرے پاس آئے اور کہا کہ اب مجھ کو تاب نہیں ہے آپ مجھے کچا ہی کھلا دیجیئے، اتنا کہہ کر وہ خود ہی دیگچی کے پاس گئے اور اُسے کھول کر مجھ سے کہا کہ چاول تو بالکل پک گئے ہیں۔ آپ مجھے جلدی سے کھلا دیجیئے مجھے یہ سُن کر نہایت درجہ حیرت ہوئی کہ دیگچی میں چاولوں کا تو نام بھی نہ تھا یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ چاول پک گئے، جا کر دیکھا تو فی الواقعی نہایت عمدہ چاول پکے ہوئے تیار تھے میں نے علی احمد صابرؒ کو اس میں سے نکال کر کھلائے اور مولوی محمد ابوالقاسم کو بلا کر چاول دکھلائے اور واقعہ من وعن بیان کیا اور ان سے کہا کہ اب علی احمد کے واقعات اس پر مجبور کرتے ہیں۔ کہ ان کو تعلیم باطنی دلوائی جائے۔ آپ کی رائے ہو تو ان کو بھائی حضرت شاہ شیخ بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر آؤں، وہ چاول مولوی ابوالقاسم گرگامی رحمتہ اللہ علیہ نے خود بھی تبرکاً نوش فرمائے اور اپنے احباب کو بھی کھلائے۔ اور سب حضرات نے آپ کی والدہ محترمہ کی رائے سے اتفاق کیا۔ ؎

؎ حقیقت گلزار صابری از پیر محمد حسن، مطبوعہ قصور۔

Marfat.com

یوں تو مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والے بچوں کی اکثر خصوصیات ہوتی ہیں مگر حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمت کا عہدِ طفلی کا انوکھا واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس سے آپ کی خداداد سعادت عیاں ہے۔

بچپن میں نماز کی پابندی

آپ نے سات سال کی عمر میں باقاعدہ نماز پڑھنا شروع کی جو نماز کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا فرماتے حالانکہ بہت ہی کم بچے ایسے ہوتے ہیں جو بچپن سے نماز پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں لیکن ایسے بچے جنہیں اللہ تعالیٰ نے جوانی میں نوازنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی خاص عنایت اور توفیق سے ان کا دل عبادات کی طرف مائل کر دیتا ہے چنانچہ حضرت علی احمد صابر بھی بچپن ہی سے عبادات کی طرف مائل ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ساتواں سال شروع ہونے پر حضرت نے پابندی کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنی شروع کر دی۔ دن میں ہر وقت عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے کسی وقت بھی عبادتِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے تھے بلکہ اکثر شب میں بعد نمازِ تہجد آپ جس کمرے میں ہوتے اُس سے " ظہورِ اللہ" ہوں کی مہیب آوازیں سُنائی دیتی تھیں۔ حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی رحمتہ اللہ علیہ و نیز دیگر اہالیانِ مکان نے اس آواز کو سنا اور تجسّس کرنے پر سوائے حضرت صابر علیہ الرحمتہ کے بہ نفس خود اور کسی کو بھی اس حجرے میں نہ پاتے۔ جس وقت آپ کی عمر شریف سات سال کی پوری ہو گئی تو یہ آواز سنائی دینا بھی موقوف ہو گیا۔ اور جب کبھی آپ سے اس کا تذکرہ تجسا کیا گیا تو آپ شرما گئے اور مسکرا دیئے۔

نماز کی پابندی کرنا جو کتاب وسنت میں قرار دیا ہے جس کی ہدایت خود آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتے مگر آپ مسلسل عباداتِ الٰہیہ میں مصروف رہے۔ اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ سراپا عبادت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی عباداتِ الٰہیہ کو اپنی زندگی

Marfat.com

کا شعار بنائے رکھا پھر اولیائے کاملین نے بھی جنکی مطابقت کرتے ہوئے اسی طریقے پر گامزن رہے لہٰذا حضرت سید علی احمد علاؤالدین صابر علیہ الرحمت کا کوئی ایسا لمحہ نہیں گذرا جو ذکر و فکر سے خالی ہو یہی وجہ ہے کہ بزرگانِ دین نے شب بیداری کی، مجاہدات کیئے جو روحانی ترقی کے موجبات میں سے ہیں۔

والدِ ماجد کا انتقال

اس بارے میں تذکرہ نگاروں میں اختلاف پایا ہے کہ آپ کے والد ماجد کا انتقال اس وقت ہوا جب کہ آپ کی عمر پانچ سال یا سات سال کی تھی، لیکن زیادہ مؤرخین کا خیال ہے کہ جس وقت آپ کی عمر پانچ سال ہوئی تو آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ جس کا تذکرہ مؤرخین کرتے ہیں۔ ۵۹۷ھ میں جبکہ آپ کی عمر صرف پانچ سال کی تھی، آپ کے والد ماجد دفعتاً درد قولنج میں مبتلا ہو گئے۔ بیماری کے دوران میں آپ اپنے والد بزرگوار کے پاس رہے اور ہر طرح سے خدمت گزاری اور تیمارداری کرتے رہے آخر کار بیماری کا تیسرا دن تھا کہ آپ یکایک فرمانے لگے کہ حضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میرے پدر بزرگوار کا انتظار کر رہی ہے اور یہ بہت جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے والے ہیں چنانچہ یہ کلمات کہتے ہی آپ کے والد ماجد کی رُوح عالمِ ملکوت کو پرواز کر گئی۔

آپ کو اپنے والد ماجد کی وفات حسرت آیات پر سخت صدمہ ہوا کئی روز تک آپ نے کھانا نہیں کھایا۔ اُسی روز سے آپ بہت مغموم اور سوگوار رہنے لگے۔ [1] کتابوں میں مزید مرقوم ہے کہ آپ والد کے انتقال کے بعد تقریباً ایک سال تک بالکل خاموش رہے اور کوئی کلمہ اپنی زبان مبارک سے ارشاد نہ فرمایا، اور نہ کسی سے کلام کیا اور نہ کسی کے سوال کا جواب دیا۔ اس عرصہ میں جب کوئی صاحبِ وطن تشریف لا کر آپ کی پیشانی کا بوسہ دیتا تو اس کو ایک وجدانی کیفیت محسوس ہوتی اور وہ ایک کیف میں مستغرق ہو جاتا۔ اور اکثر

---

[1] تذکرہ جلیل، ص ۳۰، مرتبہ پیر زادہ حاکم علی، مطبوعہ دہلی۔

Marfat.com

پہر پہر اور دو دو پہر تک اس مسرت سے لطف اندوز رہا کرتا۔ بعض حضرات کا معمول تھا کہ وہ روزانہ بلاناغہ آکر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا کرتے اور دولتِ استغراق سے مالا مال ہو جایا کرتے تھے۔ چھٹے سال میں آپ پر شدت سے غلبۂ جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی، کبھی کسی وقت سائلوں کو کچھ جواب دیدیتے، یا حسبِ حاجت مادرِ مشفقہ سے کوئی چیز مانگ لیتے تھے، ورنہ اپنے حال میں مستغرق رہتے۔ ایک سال کے بعد آپ کی طبیعت اقدس کو کچھ سکون ہوا اور حواس بجا ہوئے اکثر حضرات اہلِ باطن آپ کی زیارت اور قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے اور جس وقت آپ اُن کی زبان سے کوئی کلمہ متعلق عشقِ الٰہی سُن لیتے تو آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔

ذکر و فکر اور استغراق میں مستغرق ہونا حضرت مخدوم صابر علیہ الرحمت کا شعار تاریخی اوراق سے ثابت ہے۔ آپ نے اپنے بچپن ہی سے جو عبادات و ریاضیات کیں جس کی مثال بہت ہی کم ملتی ہے۔

ابتدائی دینی تعلیم

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم ہرات ہی میں حاصل کی، آپ کے والد محترم کا چونکہ اس وقت انتقال ہو چکا تھا جب کہ آپ کی عمر صرف ۵ سال تھی، اس لئے ان کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو دینی تعلیم دلوانے کی طرف پوری توجہ دی، تو آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید پڑھا۔ آپ کافی ذہین تھے۔ اس لئے قرآن پاک کے بعد عربی اور فارسی پڑھنا شروع کی اور تھوڑے عرصہ میں عربی اور فارسی کی تعلیم مکمل کر لی۔ جب آپ نے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کی تو مزید علم حاصل کرنے کی خاطر حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمت کی طرف رجوع کیا گیا۔

اعلیٰ اور روحانی تعلیم کے سلسلہ میں آپ کی والدہ ماجدہ نے حضرت گرگافیؒ سے مشورہ کیا، اور طے پایا کہ آپ کو آپ کے ماموں شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے پاس اجودھن بھیجدیا جاوے جہاں آپ ظاہری اور باطنی تعلیم حاصل کر سکیں۔

اجودھن میں آمد اور قیام

ایک روایت کے مطابق اپنی والدہ اور حضرت ابوالقاسم

Marfat.com

گرگانی کے ہمراہ ایک قافلہ کی معیت میں جو ہرات سے ہندوستان آرہا تھا۔ سنہ ۶۰۱ھ میں حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ گیارہ یوم کا سفر طے کر کے اجودھن پہنچ گئے۔ اس وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی۔ لڑکپن کا زمانہ تھا، کھیل کود کے دن تھے لیکن آپ کو ایسے مشغلوں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ چہرہ اور بشرہ سے حد درجے کی متانت، سنجیدگی اور اولوالعزمی ظاہر ہوتی تھی اور لڑکوں کی طرح کسی قسم کی شوخی آپ میں نہیں پائی جاتی تھی۔ والد بزرگوار کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا۔ پیارے وطن اور آبائی گھر کو خیرباد ایسے کہہ آئے تھے کہ پھر کبھی عمر بھر وہاں جانا نصیب نہ ہوا۔ اب کوئی دن میں والدہ ماجدہ سے بھی مفارقت ہونی تھی پھر بھی آپ بڑے استقلال کے ساتھ اپنے ماموں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حصول تعلیم کا شوق آپ کو بے حد دامن گیر تھا۔ لہٰذا آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لے کر اجودھن (پاکپتن شریف) میں لے آئی حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ (المتوفی سنہ ۶۶۹ھ) کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا کیونکہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت سے بڑھ کر وقت کا مل اور عالم دین کوئی نہ تھا۔ مزید برآں کہ قرابت داری بھی زیادہ قریب تھی۔

حقیقی ماموں کی آغوشِ محبت

آپ کے سوانح نگاروں نے حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کی خدمت میں حاضر ہونے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

جس وقت آپ کی والدہ معظمہ نے آپ کو بابا صاحب کے گود میں دیا تو آپ پر ایک عجیب و غریب کیفیت کا غلبہ طاری ہوا۔ اور سب سے پہلی بات جو آپ نے اپنے ماموں صاحب قبلہ سے کہی وہ یہ تھی آج سے تین سال کے بعد میرے دادا کا وصال ہو جائے گا۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ بیٹا تمہیں کیونکر اس کا علم ہوا۔ سید سیف الدین عبدالوہاب تمہارے دادا بغداد شریف میں ہیں تم یہاں ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ابھی میں نے اپنے قلب کی طرف دیکھا تو والد ماجد قبلہ کی صورت سامنے آگئی اور داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں میری طرف اٹھائیں اور یہ دلالت

Marfat.com

موت کی ہے یہ سن کر باباصاحب نے آپ کو سینے سے لگالیا اور لگانا ہی تھا کہ حضرت ممدوح کو بھی ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور حالت جذب میں آپ بار بار فرماتے "مرحبا فرزند علی احمد صابر بطن الولی، بطن الولی، بطن الولی" اور کمال استغراق کو حالت میں اپنے سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے سینہ پر بالائے قلب رکھ کر تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ تین تجھ سے جمال ذات ہوں گے۔

جس وقت آپ کو ان کیفیات سے فرصت ملی تو آپ کی ہمشیرہ نے عرض کیا کہ بھائی علی احمد یتیم ہوگیا ہے اور اب اس کی تعلیم و تربیت کا وقت ہے۔ مجھے آپ سے بہتر کوئی سر پرست اور معلم جو ظاہر و باطن دونوں میں کمال رکھتا ہو نظر نہیں آتا اس لئے میں اسے آپکے سپرد کرتی ہوں، اور امید کرتی ہوں کہ اسے آپ اپنے بیٹوں کی طرح غلامی میں قبول فرمائیں گے۔

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے ہمشیرہ میں آپ کا بے حد احسان مند ہوں کہ آپ نے ایسا بیش بہا سعادت مند فرزند عنایت کیا ہے۔ کہ اگر میرے بدن کا رونگٹا رونگٹا شکر خداوند عالم کا ادا کرے تب بھی ایک شمہ بھی اس میں سے نہیں ادا ہو سکتا، یہ بہترین مخلوق پروردگار ہے۔ اور اس کے مراتب اور فضائل پیشین گوئیوں کے ذریعہ سے مجھ تک پہونچائے گئے ہیں۔ اور میں اس کے مرتبہ سے واقف ہوں، انشاء اللہ ہر دو تعلیمات ظاہری و باطنی سے حتی الامکان اس کو بہرہ ور کروں گا مطمئن رہیئے۔[1]

حضرت باباصاحب علیہ الرحمت کی شفقت و عنایات پر آپ پر بہت زیادہ تھیں آپ جو ہر وقت اپنے ماموں جان کی مہربانیوں کا محور بنے رہتے۔ کیونکہ جو زیادہ قریب ہو وہ الطاف و کرم کا زیادہ مستحق ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مریدان صادق برسہا برس اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کئے۔ تب کہیں جا کر ولایت کے منصب پر فائز ہوئے جو ہر

---

[1] تذکرہ علی احمد صابرؒ، سخاوت مرزا، مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

شخص اس کا اہل نہیں ہوتا جیسے کہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا

حضرت بابا صاحب کی روحانی توجہ

حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ جب بابا صاحبؒ کے پاس آگئے تو بابا صاحب نے اپنے بھانجے کی ظاہری تعلیم پر توجہ دی۔ چنانچہ حضرت علی احمد نے عربی اور فارسی کی مزید تعلیم حضرت بابا صاحب کے زیر سایہ حاصل کی جیسے کہ بابا صاحب کا ارشاد ہے کہ مخدوم علی احمد کو میں نے تین سال تک علوم ظاہری کی تعلیم دی اور اس عرصہ میں علی احمد نے (رحمتہ اللہ علیہ) اتنا سیکھ لیا کہ دوسرے بچے ۷ سال میں بھی نہیں سیکھ سکتے ہیں۔ اس عرصہ تک مولوی محمد ابو القاسم صاحب گرگانی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کی والدۂ محترمہ پاک پٹن شریف میں قیام پذیر رہے

اس عرصہ میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کو حضرت علی احمد صابر میں وہ باطنی کیفیات نظر آئیں جو عام بچوں میں نہیں پائی جاتی تھیں لہٰذا آپ مطمئن تھے کہ حضرت علی احمد صابرؒ پر رب العزت کا وہ عظیم روحانی فضل ہونے والا ہے۔ جو اولیائے کاملین پر ہوتا ہے۔

روحانی منازل

روحانیت اور معرفت سے بھرپور کرنے کیلئے حضرت بابا صاحب نے آپ کو اپنی بیعت میں لینا مناسب سمجھا لہٰذا آپنے ۲۵ شوال بروز جمعرات بعد نماز عصر ۶۰۳ھ کو اپنے دست حق پرست پر بیعت فرمالیا اس وقت حضرت مخدوم علی احمد کی عمر گیارہ سال تھی۔ کیونکہ اس سے قبل حضرت بابا صاحب نے ایک روز خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب (جدامجد صابر صاحب) ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم مخدوم علی احمد صابر کو تمہارے سپرد کرتے ہیں آپ ہی ان کے اُستاد بھی ہیں، سرپرست بھی ہیں، اور پیر طریقت بھی ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر علیم اللہ ابدال کو بغداد شریف حضرت سید عبد الوہاب موصوف کی مزاج پرسی کے لئے روانہ کیا۔ اور خود اپنے حجرے میں اعتکاف

Marfat.com

میں مشغول ہو گیا۔ ۲۵ شوال ۶۰۳ھ کو تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر مولوی محمد ابوالقاسم گرگانی میرے پاس آئے اور کہا کہ میں تہجد کے بعد سو گیا تھا، عالم مثال میں حضرت سید عبدالوہاب کے جنازے کی نماز میں شریک ہوا ہوں اور آج شب بھر حضرت مخدوم علی احمد پر غلبہ کیفیت بہت شدت سے طاری رہا ہے۔ اور ظہر کی نماز کے بعد علیم اللہ ابدال نے بھی واپس آ کر حال انتقال سید عبدالوہاب صاحب بیان کیا۔ [1]

متذکرہ واقعہ جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ بزرگان دین کی نظر میں آپ کا روحانی کمال کس درجے کا تھا۔ آپ کی روحانی قدر و منزلت کس قدر نمایاں تھی۔

صاحب گلزار حقیقتِ صابری نے آپ کے خاندان علویہ حنفیہ میں بیعت کے واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ ۲۵ شوال ۶۰۳ھ کو بعمر اسمال بعد نماز عصر بروز پنجشنبہ کو ان بزرگان دین سے مزید روحانی طور پر وابستگی اختیار فرمائی۔

علی احمد قدس سرہٗ کو بلا کر حضرت بابا صاحب نے اپنی ہمشیرہ کی موجودگی میں اپنے دستِ حق پرست پر بیعت لی اور رموز باطنیہ سے آگاہ فرما کر سینہ بے کینہ کو اسرار معرفت کے خزانے اور نکات طریقت و حقیقت کے گنجینہ سے لبریز کر دیا۔ اور ہر دو خاندان علویہ حنفیہ کی اجازت سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ اور اسی سلسلہ میں آپ نے ایک مجلس ترتیب دی جس میں حضرات خواجہ عزیز الدینؒ، پسر خسرو شاہ فخر الدینؒ، حضرت مظفر جمال بغدادیؒ و عبد القادر بن حسن بغدادیؒ، شیخ محمد بن علیٰی ملتانی، شیخ ابوالقاسم خواجہ بدر الدینؒ، شیخ عبداللہ بن مکارم شیخ داؤد بن عثمان شیخ عبدالرحیم بن غیاث شیخ شہاب الدین شیرازیؒ، شیخ ابوالحسن کرویہؒ شیخ احمد منیر بلخیؒ، شیخ ابوبکر بن احمد شیخ محمد شاہ شیخ محمود حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ، شیخ ابوالغیث جمیل یمنی حضرت ابوالحسن جوسقی حضرت علی بن ادریس حضرت یونس بن حضرت یوسف احمد شامل تھے۔ اور وجیہ الدین بن رکن الدین سیستانی سوداگر کشمش اور چنے (چھلے ہوئے) اور مدینہ منورہ کے

---

[1] حقیقت گلزار صابری، ص ۱۵۵، مرتبہ محمد حسن صابری، مطبوعہ قصور

Marfat.com

خرمے بابا صاحب کی نذر کیلئے لائے تھے یہی سب سامان بعد فاتحہ کے سب کو تبرکاً تقسیم کیا گیا، اور حضرت علی احمد صاحب صابرؒ نے بھی اپنا حصہ نوش فرمایا۔ ؎

بالا بزرگان دین سے آپ کی نیازمندی بھی اور تبرکاً دست بیعت بھی ہوئے فیض یابی بھی ہوئی متذکرہ اولیاء اللہ جو اجل کاملین میں سے تھے جنکی علمی اور روحانی شہرت تھی لہٰذا حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد علیہ الرحمت نے مزید روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کی خاطر ان بزرگوں سے رجوع کیا۔

یہ بھی واضح ہے کہ متذکرہ بزرگان دین اگرچہ اس دار فانی سے رخصت ہو چکے تھے، مگر انہوں نے عالم ارواح میں تشریف لاکر آپ کو روحانی طور پر مستفیض کیا۔

حضرت کی والدہ صاحبہ کا ہرات کو واپس جانا

حضرت علی احمد صابرؒ کی جب ہر طرح سے پرورش کی تو آپ کی والدہ ماجدہؒ نے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں عرض کی، کہ میرے بچے کی میری خواہش کے مطابق علوم ظاہری اور باطنی کی تعلیم و تربیت ہو رہی ہے اور اب میرا ارادہ ہے کہ بچہ آپ کے زیر سایہ رہے اور مجھے واپس وطن ہرات جانے کی اجازت دیں۔ چنانچہ حضرت بابا صاحب نے آپ کی والدہ ماجدہؒ کو واپس ہرات جانے کی اجازت دی جس کا ذکر تذکرہ نگاروں نے یوں کیا چلتے وقت اپنے بھائی سے کہا کہ میرا لخت جگر شرم و حیا کا پتلا ہے منہ سے کبھی کچھ نہ مانگے گا میرے بچے کو بھوک پیاس کی تکلیف نہ ہو" حضرت بابا صاحبؒ نے حضرت مخدوم صاحب کو بلا کر ان کے سامنے حکم دیا کہ کل سے لنگر کی تقسیم تمہارے سپرد ہے، صبح سے لنگر مساکین اور فقراء کو تم ہی تقسیم کیا کرو۔ یہ سن کر آپ کی والدہ ماجدہ خوش ہوئیں۔

اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہؒ نے اپنے بھائی یعنی حضرت بابا صاحب کی خدمت میں اپنی خواہش کا اظہار کیا، کہ میں کچھ عرصہ ہرات رہ کر واپس آؤں گی، اور جب میں واپس آؤں

؎ حقیقت گلزار صابری، محمد حسن صابری رامپوری، ص ۱۵۶، مطبوعہ قصور

Marfat.com

گی تو آپ علی احمد کی شادی اپنی دختر نیک اختر سے کرنے کی متمنی ہوں تو اس پر حضرت بابا صاحب نے ہنس کر جواب دیا کہ آپ جب واپس آجائیں گی تو جس طرح آپ کا دل چاہے گا کر لینا کیونکہ دونوں بچے تمہارے ہیں اور تمہیں ہر قسم کا اختیار ہے۔ حضرت بابا صاحب کے جواب پر آپ کی والدہ ماجدہ نے اطمینان کا اظہار کیا، اتنا کہنے کے بعد آپ ہرات کی طرف واپس لوٹ گئیں، آپ کی والدہ ماجدہ کے جانے کے بعد حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت (المتوفی ۶۶۹ھ) کی کرم التفاف کے سائے میں علمی اور روحانی مقامات طے کرتے رہے، صبر و غنیٰ کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی روز روزے سے ہوتے تھے جب کبھی کچھ مل جاتا جس سے روزہ افطار فرمالیتے وگرنہ صبر و شکر کرکے سکونِ قلب محسوس کرتے۔

Marfat.com

ریاضت وعبادت

والدہ محترمہ کے ہرات واپس چلے جانے کے بعد حضرت علی احمد صابرؒ اپنے ماموں کے پاس رہنے لگے اور آپ کے مجاہدات کا زمانہ شروع ہوگیا کیونکہ رُوحانیت کے حصول کیلئے مجاہدات ازحد ضروری ہیں چنانچہ سب سے پہلے آپ نے نماز کی پابندی پر زور دیا اور نوافل کی کثرت کی حضرت باباصاحب بابا فریدؒ کی خانقاہ میں ایک لنگر خانہ قائم تھا۔

اس میں غربا، یتامیٰ، بیوگان، مساکین، محتاجین، مسافر، مہمان اور خدامِ بارگاہ کھانا کھایا کرتے تھے معمولاً روزانہ حسب ذیل مقدار میں کھانا پک کر تقسیم ہوا کرتا تھا۔

چنا سو رطل، جَو دو سو رطل، عدس (مسور) سو رطل، چاول ستر رطل، گندم پانچسو رطل، گوشت بکری دو سو رطل، نمک لاہوری سو مثقال، گھی پانچسو مثقال،

یہ کھانا تقریباً تین سو آدمیوں کیلئے کافی ہوجاتا تھا۔ لنگر کے مصارف عمر بن اسحٰق بن داؤد بن اصفر بن محمود بن صفی الدین بن سلیمان بن داؤد انطاکی رحمتہ اللہ علیہ جو قصبہ سرخس ضلع خراسان کے سرداروں میں سے تھے، ہر سال محرم میں پیشگی مصارف سال بھر کے لئے حساب کر کے باباصاحب کی خدمتِ اقدس میں بھیج دیا کرتے تھے۔ [۱]

لنگر کی تقسیم کرنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی جس کا حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

خدمات تقسیم لنگر حضرت باباصاحبؒ نے اپنی بہن سے آپ کی عادت کی کیفیت معلوم کر کے خیال کیا کہیں ایسا نہ ہو حضرت علی احمد رحمتہ اللہ علیہ اپنی

[۱] تذکرہ مخدوم علی احمد صابر کلیری، سخاوت مرزا، مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

عادت کے موجب کھانا طلب کرنے میں احتیاط برتیں اور کسی وقت آپ کو بلا کھانا کھاتے رہنا پڑے، دوسرے یہ بات بھی جیسا کہ موجودہ زمانے میں بھی قاعدہ ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں طلباً کو ذہنی تعلیم کے ساتھ عملی تعلیم بھی دی جاتی ہے بالکل اسی طرح اساتذۂ سلف بھی اپنے شاگردوں کیلئے ذہنی تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی اور عینی تعلیم کا انتظام کرتے تھے اور اس تعلیم کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت باباصاحبؒ نے یہ خیال کرکے کہ حضرت علی احمد رحمتہ اللہ علیہ کو بلا کسی طلبی اور محبت کے کھانا ملتا رہے اور عملی تعلیم کا درس بھی پورا ہوتا رہے اپنے لنگر کا کل انتظام ان کے سپرد کردیا۔ آپ کے لنگر میں دونوں وقت کھانا پکتا تھا اور فقیروں کو تقسیم ہوتا تھا۔ [1]

درویشوں، مساکین، بیوہ عورتوں اور مہمانوں کی خاطر مدارت کرنا اولیائے کاملین کا شیوہ رہا ہے جو خود فاقہ سے رہ کر دوسروں کو کھلانا ایک عظیم کام ہے۔ جو امراء کرتے سے قاصر رہے ہیں۔ امراء تو مال و دولت جمع کرتے ہیں مگر کامل فقیر خود اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتے بلکہ دوسروں کو کھلا کر خوش ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت صابر صاحبؒ خود تو فاقہ کشی کرتے رہے مگر دوسروں کو کھانا کھلاتے رہے۔

مجاہدات کے بارے میں روایات آپ کے مجاہدات کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بارہ سال تک تقسیم لنگر کی خدمت کو بجان و دل انجام دیا چونکہ آپ کو اجازت صریح حضرت پیر دستگیر علیہ الرحمتہ سے حاصل نہیں تھی کہ تم بھی لنگر کا کھانا کھانا۔ اس لئے آپ نے اس عرصہ دراز میں لنگر کا ایک دانہ بھی اپنے منہ میں نہ ڈالا اس قدر ریاضت و مجاہدات کئے کہ ایک لمحہ بھی اپنے جسم اطہر کو آرام نہ دیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ بوجہ صوم دائمی کے جسم اطہر کمزور ہوگیا۔"

جب روزہ پہ روزہ رکھتے رکھتے دو دو تین تین دن گزر جاتے اور بھوک کی شدت برداشت سے باہر ہوجاتی تو افطار کے وقت آپ جنگل کی طرف نکل جاتے وہاں جنگلی خودرو پھل پھول

[1] تذکرہ جلیل، پیرزادہ حاکم علی، ص ۳۶، مطبوعہ دہلی،

Marfat.com

اور درختوں کی پتیوں سے جو سوائے قدرتِ خدا کے کسی کی ذاتی ملکیت نہ ہوتی تھیں، اہلِ حلال سمجھ کر افطار کر لیتے تھے۔ اور بعد فراغت نماز مغرب پھر تقسیم لنگر کی خدمات پر حاضر ہو جاتے تھے مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین سے یہ بھی روایت ہے کہ اسی زمانے میں آپ نے کلام مجید حفظ کیا اور یہیں سے آپ کی شاعری کی بھی ابتدا ہوئی، آپ نے فارسی اور پراکرت میں اشعار کہے، اسی زمانے میں سلطان المشائخ حضرت محبوبِ الٰہی آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ میں اور حضرت محبوبِ الٰہی میں اچھا ربط و ضبط تھا، آپ محفل سماع میں بھی شرکت فرماتے تھے، لیکن تقسیم لنگر کے فرائض سے کبھی غافل نہیں ہوتے تھے۔ [1]

جناب حاکم علی پیرزادہ آپ کے مجاہدات پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ انہوں نے بارہ برس تک باورچی خانہ کی خدمت کو انجام دیا مگر خود بے اجازت ایک لقمہ بھی نہ کھایا، صرف درختوں کی پتیاں کھا کر گزارہ کیا جب یہ حال ان کے پیر روشن ضمیر پر روشن ہوا تو کمال مہربانی سے حال دریافت فرمایا مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین میں تحریر ہے کہ بوجہ کثرت ریاضت و مجاہدات اور صوم دائمی کے جسمِ اطہر پر سوائے استخوان کے گوشت کا نام نہ رہا۔ یہ حالت دیکھ کر ایک روز شیخ الشیوخ حضرت بابا صاحب رح آپ سے مستفسر حال ہوئے۔ ایسا ہی اقتباس الانوار میں درج ہے کہ ایک روز حضرت گنج شکر نے اپنے نورِ ولایت سے معلوم کر کے پوچھا، اے بابا علاؤالدین تم کھانا تقسیم کرتے ہو، خود بھی کچھ کھاتے ہو یا نہیں؟ آپ نے جواب میں عرض کیا بندہ کو حضرت پیر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر کیا قدرت و مجال تھی جو ایک دانہ بھی اس میں سے کھاتا۔" [2]

حدیقۃ الاولیا، خزینۃ الاصفیا، اور اقتباس الانوار کے مصنفین متفقہ طور پر بیان ہے، کہ آپ کا یہ جواب سن کر پیر روشن ضمیر حضرت بابا گنجشکر رح آپ کے اس کمالِ صبر سے نہایت خوش ہوئے اور اس درجہ ان کے دل میں جوش پیدا ہوا کہ ہر موئے تن سے تجلیاتِ انوارِ الٰہی ظاہر ہونے لگیں

[1] تذکرہ جلیل، حاکم علی پیرزادہ، ص ۳۷، مطبوعہ دہلی، [2] تذکرہ جلیل، حاکم علی پیرزادہ، ص ۳۸، ۳۹، مطبوعہ دہلی،

Marfat.com

اور حضرت قدس سرہٗ کو اپنے گلے سے لگا کر نعمت ہائے باطنی سے مالا مال کر دیا اور فرطِ خوشی میں فرمایا "ہمارا علی احمد صابر ہے" پس اسی روز سے آپ کا خطاب صابر قرار پایا "

حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر علیہ الرحمت کے مجاہدات اور مقامِ استغنیٰ اس قدر عمیق ہیں کہ جس کا مقام اتنا بلند ہے کہ جس کا ذکر تمام سوانح نگاروں نے کیا ہے۔ بزرگانِ دین کے نزدیک درویش کامل کی دلیل یہ ہے کہ وہ مجاہدہ اور ریاضت بکثرت کرے تاکہ تجلیات وانوارِ الٰہیہ کا ورود ہو یہ سب کچھ اپنے شیخ کی بدولت ہوتا ہے اور روحانی مقامات طے ہوتے ہیں۔

تقسیم لنگر کا انتظام

جب آپکو تقسیم لنگر کی ذمہ داری سپرد کی تو اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ آپنے ۲۶ شوال ۶۰۲ھ کو لنگر تقسیم کرنا شروع کیا آپکے لنگر تقسیم کرنے کا معمول یہ تھا کہ آپ صبح کی نماز باجماعت ادا کرتے اس کے بعد اپنے حجرے کے اندر ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے رفارغ ہوتے کے بعد آپ حجرے سے باہر تشریف لاتے غربا مساکین اور طلباء میں لنگر تقسیم کرتے، اس کے بعد پھر آپ حجرے میں تشریف لے جاتے اور وہاں اسی طرح عبادت میں مشغول ہو جاتے آپ دن میں دو مرتبہ لنگر تقسیم فرماتے، اول صبح کے وقت لنگر تقسیم کرتے پھر اس کے بعد نماز مغرب لنگر تقسیم کرتے اختتام تقسیم لنگر کے بعد آپ حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے، دن کو بھی درس وتدریس میں بھی باقاعدہ شامل ہوتے۔

صاحب گلزار صابری کا بیان ہے کہ آپ تقسیم لنگر کے بعد ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے خود ایک دانہ بھی لنگر سے نہ کھاتے، حجرے کا دروازہ بند کر لیا کرتے، اور تنہا دن رات اس میں مشغول عبادت و ریاضت رہا کرتے، ان دنوں آپ شغل نوری میں مصروف رہا کرتے تھے، اور جس وقت لنگر خانہ سے واپس تشریف لیجاتے تو پہلے یہ دعائے نوری باآواز بلند پڑھ لیا کرتے جو صوفیاء کی نظر میں بمنزلہ آبحیات ہے۔

دعائے نوری بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا

Marfat.com

فِی قَبْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ مُخِّیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَیْنَ یَدَیَّ وَنُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنِ الْیَمِیْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِیْ وَسَلَّمَ حَقًّا هُوْ ہ

حضرت شیخ فضل الرحمٰن صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے کبھی لنگر خانہ میں حضرت صابر رحمتہ اللہ علیہ کو کوئی چیز تناول فرماتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو ہرات گئے ہوئے پندرہ یوم گزرے تھے کہ ایک دن مجھے مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم صابر صاحبؒ اپنے حجرے میں اکیلے گریہ زاری میں مصروف ہیں، دوسرے وقت جب مخدوم صاحب لنگر تقسیم کر کے اپنے حجرے میں تشریف لے جانے لگے تو میں بھی ان کے ہمراہ حجرے میں اندر چلا گیا، اور دریافت کیا کہ بیٹا تم گذشتہ دن گریہ زاری میں کیوں مصروف تھے، تم کو کیا صدمہ تھا۔ مخدوم صاحبؒ نے جواب دیا کہ مجھ کو اپنے سلوک کے حذف ہو جانے کا رنج ہے یعنی خداوند جل وعلیٰ نے مجھے دنیا سے علیحدہ کر دیا، بندگان خدا میں سے کوئی سوائے اولیاء اللہ اور رجال الغیب میرے پاس نہ آسکے گا۔ گو سلوک جذب سے کم نہ ہوگا، مگر جذب کی کیفیت ابھی سے غالب ہوتی جا رہی ہے۔ خدا خیر کرے معلوم نہیں کیا حشر ہوگا، یہ سن کر خاموش حجرے سے باہر چلا آیا، اور صابر صاحبؒ نے حجرہ اندر سے بند کر لیا۔ بہتیرا منع کیا اور سمجھایا کہ آپ مخدوم صاحب کے حالات سے واقف ہیں اور ان کے تشریف لانے کا وقت آگیا ہے، جو آتے ہی ہوں گے، آپ تشریف لے جایئے، مگر انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ میرے باپ کا لنگر ہے آپ منع کرنے والے کون ہوتے ہیں، یہ کہکر لنگر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ احتیاطاً ابوالقاسم صاحب بھنڈاری نے کچھ تھوڑا سا حصہ چھپا کر رکھ لیا تھا عزیزالدین صاحب نے ضد کر کے زبردستی وہ حصہ بھی لے کر تقسیم کر دیا اور لنگر خانے سے واپس مکان گئے اور والدہ محترمہ سے بیان کیا کہ آج میں

Marfat.com

لنگر تقسیم کیا ہے. انہوں نے فرمایا کہ تم نے علاؤالدین سے دریافت کر کے تقسیم کیا یا ان کی بلا مرضی.
انہوں نے کہا وہ تو حجرے میں تھے بلا اجازت ہی تقسیم کیا ہے، والدہ یہ سن کر بہت خائف ہوئیں
اور کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا ابھی دو بچوں کا صبر کر چکی ہوں. آج تو یہ رنگ لایا ہے، خدا ہی خیر
کرے. اسی اثناء میں جناب مخدوم صاحب بغرض تقسیم لنگر حجرے سے برآمد ہو کر لنگر خانہ میں
تشریف لے گئے. تو ابوالقاسم صاحب نے کل واقعہ بیان کیا. آپ نے دریافت فرمایا کہ کچھ بچا بھی ہے
بھنڈاری صاحب نے فرمایا کہ کچھ بھی نہیں، تو آپ نے غیظ میں آکر فرمایا کہ "وہ موذی بچہ ہے" یہ
فرمانا تھا کہ عزیز الدین صاحب کی روح جسم سے پرواز کر گئی یہ وہی وقت تھا کہ جب وہ اپنی
والدہ سے گفتگو کر رہے تھے. گھر بھر میں ایک کہرام مچ گیا جب بابا صاحب نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ
کیوں وہ موذی ان کی خدمت مقررہ میں دخل دینے گیا تھا. کئے کا ثمرہ پایا. [1]

آپ کے مجاہدات، تقسیم لنگر، پھر حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کی خدمت اقدس میں درس سننا
ہی آپکی مصروفیت تھی. کیونکہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت نے آپکے ذمے ہی ذمہ داری سپرد
کی تھی بزرگان دین کا فرمان ہے کہ سب سے بہترین کام غرباء، مساکین، بیوگان، اور مہمانوں کو
کھانا کھلانا ہے کیونکہ سخاوت سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں، جیسے کہ خود حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے.

اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ فَاسِقًا (الحدیث)

ترجمہ! سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو.

چنانچہ فرمان نبوی علیہ التحیتہ والثناء کے مطابق تمام بزرگان دین نے اس پہ پورا پورا
عمل کیا ہے. یہی وجہ ہے کہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کا لنگر اس قدر وسیع تھا کہ ہر وقت زائرین
حاضر ہو کر لنگر سے حسب ضرورت اشیاء استعمال کرتے جس کے منتظم اعلیٰ حضرت مخدوم صابر پاک
علیہ الرحمت ہوتے تو ان لنگر کی فیوض و برکات کی ڈھونڈنے سے کہاں مثال مل سکے گی.

[1] محمد حسن رامپوری، حقیقت گلزار صابری، ص ۱۵۸، ۱۵۹، مطبوعہ قصور

Marfat.com

حضرت مخدوم صابرؒ کی جلالی کیفیت

حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت کی جلالی کیفیت کے متعلق صاحب حقیقت گلزار فریدی لکھتے ہیں۔ آپ قدرت کی طرف سے شانِ جلالی اور قہاری لیکر پیدا ہوئے تھے اور بہت سے واقعات جن سے آپ کے جلال کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اپنے موقعہ پر درج کئے جائیں گے۔ آپ مثل ایک برق جہندہ اور شمشیر برہنہ کے تھے، اگر ذرا بھی آپ کی شان میں بے ادبی یا آپ کی مرضی کے خلاف کسی نے کوئی بات کی اور آپ کے جلال سے خاک سیاہ ہوا، چنانچہ بابا صاحب کی تصنیف "سر العبودیت" میں تحریر ہے کہ وہ اکثر بغرض تبلیغ احکام طریقت سفر کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب سفر سے واپس تشریف لائے تو معلوم ہوا ۲۷ محرم ۶۱۰ھ سہ شنبہ کے دن زوال کے وقت ان کا ایک لڑکا نعیم الدین کہ جس کی عمر تقریباً تین سال کی تھی کھیلتے کھیلتے حضرت صابرؒ کے حجرے کے سامنے پہونچا، اور دروازوں سے جھانکنے لگا؛ جھانکنا تھا کہ معاً خون کی ایک قے ہوئی اور جان بحق تسلیم ہوگیا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک چھوٹا لڑکا فرزند بخش نامی جس کی عمر ایک سال کی تھی یکم صفر ۶۱۱ھ کو جمعہ کی نماز کے قبل آپ کے حجرے کے سامنے کھیل رہا تھا، اتفاقیہ آپ کے حجرے کی جانب منہ کر کے کھڑے ہو کر اس نے پیشاب کر دیا، اسی وقت ایک بچھو نے کہ جو بہت زہریلا تھا، اس طرح ڈنک مارا کہ بدن سے خون جاری ہوگیا، اور اس قدر سخت تکلیف ہوئی کہ اسی وقت انتقال کر گیا۔ جب بابا صاحب نے یہ دونوں واقعات سنے تو بہت افسوس کیا، اور خادموں سے سخت تاکید کردی، کہ تم لوگ جانتے نہیں ہو کہ صابرؒ شمشیر برہنہ ہے۔ جو کوئی اس کے قریب ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا، خبردار کسی کو اس کے حجرے کی طرف مت جانے دو، اور جس وقت وہ لنگر تقسیم کرنے کے لئے باہر آئے کوئی شخص اس سے آنکھ نہ ملائے اور نہ کچھ حجت کرے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ یہ سن کر تمام خدام خائف رہنے لگے۔

ان دونوں واقعات کے گیارہ دن کے بعد کا تذکرہ ہے کہ حضرت بابا صاحب

Marfat.com

کے فرزند اکبر کہ جن کا نام شیخ عزیز الدین تھا۔ اور تقریباً بائیس سال کی عمر تھی، لنگر خانہ میں گئے اور ابوالقاسم صاحب بھنڈاری سے کہا کہ روز مخدوم صابر صاحبؒ لنگر تقسیم کرتے ہیں آج میں بانٹوں گا، بھنڈاری صاحب نے بہت منع کیا لیکن بابا صاحبؒ کے لخت جگر نے لنگر بلا اجازت صابر صاحبؒ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جب صابرؒ صاحب برائے تقسیم لنگر آئے لیکن لنگر تقسیم ہو چکا تھا تو حضرت مخدوم صابرؒ کو بہت غضب ہوا اور زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلنا تھے کہ "وہ موذی بچہ ہے" حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کے لخت جگر کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔

والدہ محترمہ کی ہرات سے واپسی یہ تینوں سخت واقعات جب پے در پے وقوع پذیر ہوئے تو علیم اللہ ابدال نے ہرات جا کر آپ کی والدہ صاحبہ سے عرض کئے۔ آپ سن کر نہایت مغموم ہوئیں اور فرمایا کہ یہ شرمندگی بھی مجھے بھائی صاحب اٹھانی پڑی۔ چنانچہ آپ بغرض تعزیت و معذرت کے ہرات سے علیم اللہ ابدال کے ہمراہ پاک پٹن شریف ۱۹ جمادی الاول ۶۱۵ھ کو جمعہ کے دن بعد عصر تشریف لائیں اور بھائی سے بہت کچھ اظہار افسوس کیا اور معذرت چاہی، بابا صاحب نے فرمایا کہ تم افسوس مت کرو، یہ سب باتیں منجانب اللہ تھیں، اس کے بعد آپ نے اپنے بیٹے کو دیکھنے کیلئے طلب فرمایا۔ اس وقت حضرت مخدوم صاحبؒ کو غذا ترک کئے ہوئے سات سال ہو چکے تھے۔ اور آپ نے ایک دانہ بھی زبان مبارک پر نہ رکھا تھا، صرف دعائے نوری پر اکتفا کیا گیا تھا۔ آپ کے جسم میں پوست ہڈیوں سے مل گیا تھا، اور آپ بہت نحیف اور زار و نزار ہو رہے تھے جس وقت آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کی صورت ملاحظہ کی تو زمین پیروں تلے سے نکل گئی۔ دریافت فرمایا کہ کیا تجھے میرے جانے کے بعد کھانا

لہ حضرت محمد حسن رامپوری سے تسامح ہوا ہے اور حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کا سب سے پہلا صاحبزادہ جو پیدا ہوا اس کا نام شیخ عزیز الدین لکھا ہے مگر آپ کا صاحبزادہ اس نام کا نہیں بلکہ حضرت شیخ نصیر الدین نصر اللہ علیہ الرحمت ہے جسکے ثبوت میں حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کے حالات و واقعات پر مشتمل کتابیں ملاحظہ فرمائیں مثلاً سیر الاولیاء، جواہر فریدی،

Marfat.com

ہی نہیں ملا۔ اور اپنے بھائی (بابا صاحب) کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے تو چلتے وقت آپ سے بہت منت اور سماجت سے عرض کیا تھا کہ میرا بچہ بہت شرمیلا ہے، جب تک آپ خود اُسے کھانے کو نہ پوچھیں گے وہ کچھ نہ کھائے گا لیکن افسوس کہ آپ نے اس کو بھوکوں مار ڈالا۔ بابا صاحب نے جواب دیا کہ میں نے تو تمہارے ہی کہنے پر اس کو کل لنگر خانہ کا انتظام سپرد کر دیا تھا اس سے پوچھو کہ اس نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔ جب ماں نے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں بیشک آپ نے لنگر کا اہتمام میرے سپرد کر دیا تھا مگر خود مجھے کھانے کی کب اجازت دی تھی۔ اور بدون حکم میں ایک دانہ بھی کیسے کھا سکتا تھا۔ تب بابا صاحب نے فرمایا کہ ہمشیرہ! خدائے عزوجل نے علی احمد (رحمتہ اللہ علیہ) کو دنیا میں کھانے کیلئے نہیں پیدا کیا۔ اس سے بہت ہی عجیب و غریب باتیں بچپن سے سرزد ہو رہی ہیں، اور بہت سی باتیں سرزد ہونے کے لئے باقی ہیں۔ یہ بچپن سے اس قسم کا صبر ظاہر کر رہا ہے اور یہ واقعہ تو اس قدر زبردست ہے کہ بے اختیار ہو کر میں اسے صابر کا لقب دیتا ہوں۔ اور انشاء اللہ دونوں جہان اسے صابر کے نام سے یاد کریں گے۔" [1]

آپ چونکہ پیکرِ صبر و استغنا تھے اسی بنا پر آپ نے فریدی لنگر سے کچھ استعمال نہ فرمایا، بلکہ صبح و شام لنگر ہی تقسیم فرماتے رہے۔ جب آپ کی والدہ صاحبہ پاکپتن شریف میں تشریف لائیں تو اپنے صاحبزادہ کی کیفیت دیکھ کر برداشت نہ کر سکیں اور اپنے بھائی سے شکوہ کیا جس کے نتیجے میں حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت اپنے خواہرزادہ باکمال و عظمت کے فقر و ایثار کی حالت دیکھ بہت ہی خوش ہوئے جسے اپنے سینے سے لگا کر روحانی مقام کی منزل پر آپ کو ایک ہی لمحے میں پہنچا دیا۔

زبانِ فرید سے صابر کا خطاب یہی وجہ ہے کہ آپ رح کو بے حد خوش ہو کر حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت نے صابر کا خطاب

[1] حضرت محمد حسن صابری رامپوری، حقیقت گلزار صابری، ص ۱۶۳ / ۱۶۴۔ مطبوعہ قصور۔

Marfat.com

دیا۔ کثرتِ ریاضت و مجاہدات اور صوم دوام کی وجہ سے جسم مبارک پر سوائے ہڈی کے گوشت کا نام باقی نہ رہا تھا، یہ حالت دیکھ کر ایک روز حضرت باباصاحبؒ نے دریافت فرمایا جس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

روزے حضرت گنجشکر حالش بحدِ حقیر دید پرسید کہ اے علی احمد تراچہ حالت است کہ چندین حقیر می شوی، دیگر فقرا عرضداشت کردند کہ مدت دوازدہ سال ست چیزے از جنس طعام نخوردہ اند، حضرت قطب العالم گنج شکر فرمودہ کہ چرا نمی خوری، شیخ علاؤالدین علی احمد صابر عرضداشت کرد حضرت برائے خورانیدن فرمودہ اند نہ برائے خوردن۔
(ملفوظات شریفی)

ایک دن حضرت گنج شکرؒ نے آپ کو نہایت کمزور حالت میں دیکھ کر فرمایا، علی احمد کیا بات ہے؟ تم اتنے ڈبلے کیوں ہوتے جا رہے ہو، فقراء نے عرض کیا حضرت انہوں نے ۱۲ سال سے کچھ کھایا پیا نہیں، حضرت باباصاحبؒ نے فرمایا تم نے کھانا کیوں نہیں، حضرت مخدومؒ نے عرض کیا حضرت آپ نے مجھے لوگوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا تھا نہ کھانے کے متعلق، چونکہ حکم نہ تھا بغیر اجازت اور حکم کے کیونکر کھاتا۔

حضرت باباصاحب اس کمالِ صبر سے نہایت خوش ہوئے اور اس درجہ متاثر ہوئے کہ بن مو سے تجلیاتِ نورِ الٰہی ظاہر ہونے لگیں، حضرت مخدوم صاحب کو گلے سے لگا کر نعمت ہائے باطنی سے مالامال کر دیا، فرمایا علی احمد صابر ہے، اسی روز سے آپ کا لقب صابرؒ مشہور ہو گیا[1]

یہ شعر آپ کی ذات گرامی پر منطبق ہوتا ہے کہ

افلاک سے کھینچی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے ساغر سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

Marfat.com

حضرت بابا فریدؒ مخدوم پاکؒ کے حجرے میں

اُوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ والدہ کی واپسی ہرات کے بعد حضرت مخدوم صاحبؒ ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہو گئے تھے، بند حجرہ میں شب و روز مصروف عبادت و گریہ زاری رہتے تھے، ۱۱ ذیقعدہ ۶۰۳ھ کو حضرت بابا صاحبؒ کو مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ علی احمد صابرؒ تنہا حجرے میں مصروفِ گریہ و زاری ہیں، اس روز آپ کی والدہ کو ہرات گئے ہوئے پندرہ دن ہوئے تھے، اس روز حضرت مخدوم صاحب لنگر تقسیم کر کے حجرہ میں جانے لگے تو بابا فریدؒ بھی اُن کے ساتھ ہو لئے اور حجرے میں پہنچ کر مخدوم صاحب سے دریافت کیا کہ فلاں روز جب تم گریہ و زاری کر رہے تھے، اس کا سبب کیا تھا ؟

حضرت مخدومؒ نے جواب دیا کہ مجھے خداوند کریم نے دنیا سے الگ کر دیا ہے، اور بذریعہ الہام بتلا دیا ہے کہ کوئی خدا کا بندہ سوائے اولیاء اللہ اور رجال الغیب کے تیرے پاس نہ آئے گا، یہ سُن کر حضرت بابا صاحب واپس چلے آئے۔ مراۃ الاسرار میں ہے کہ آپ شانِ عظیم رکھتے تھے، بلند حال اور قوی ہمت تھے۔ غلبہ استغراق ذاتِ مطلق کی وجہ سے آپ ہرگز دُنیا کی طرف متوجہ نہ ہو سکتے تھے۔ آپ ابتدائے سلوک سے اس قدر ریاضت مجاہدہ اور ترک و تجرید پر عمل پیرا ہوئے کہ احباب آپ کی صحبت کی تاب نہ لا سکے اور ہمیشہ اکیلے رہتے تھے، اسلیے آپ تمام صوری و معنوی قیود سے آزاد اور بے نیاز تھے۔ حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت کی دنیا و مافیہا سے بے نیازی اور ذکر و فکر استغراق اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ آپ کو عہدِ طفلی میں اس قدر اعلیٰ وارفع مقام حاصل ہوا جس کی نظیر نہیں ملتی یہ سب فیضانِ کرم تھا حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کا۔

آپ کے زہد و تقویٰ کے متعلق کیفیت ملاحظہ ہو:۔

Marfat.com

آپ کی عبادت گزاری کا یہ حال تھا کہ کسی بھی وقت آپ کا وضو نہیں ٹوٹنے پاتا تھا۔ آپ کے حجرے کے متعلق صاحب تذکرۃ الاولیاء ہند کا بیان ہے کہ حضرت کا حجرہ تاحال پاک پٹن میں موجود ہے۔ اور اب تک اس حجرے سے آپ کی شانِ جلال ظاہر ہے کہ اُس حجرے میں ایسے ویسے آدمی کا کام نہیں ٹھہر سکے۔ ۵؎

دو سال کے بعد آپ حجرے سے باہر تشریف لانے لگے، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو سماع سے شوق تھا اور اس سلسلہ کے مشائخ سماع کے شائقین رہے ہیں، اور خاندان چشتیہ کے دستور کے مطابق آپ بھی اِن محافلِ سماع میں شرکت فرماتے تھے۔ جو کہ حضرت بابا گنجشکرؒ کے دربار میں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ اس دربار میں مہمانان کی آمد و رفت کثرت سے تھی۔ بڑے بڑے کامل، سالک، قلندر، فقراء اور واصلین و حاجت مندان حاضر ہوتے تھے۔ آپ سب کے ساتھ محبت سے پیش آتے تھے۔ انکی خدمت کرتے تھے۔ حاجتمندوں اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری ہونے کیلئے دعائیں کرتے تھے۔

طالبانِ زہد و تقویٰ کو پند و نصائح بھی فرماتے تھے، آپ جب سے اجودھن میں تشریف لائے تھے اجودھین میں رہے۔ آپ کو سیر و سیاحت میں ذرا بھی رغبت نہ تھی کیونکہ آپ کا سارا وقت یادِ الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ آپ کو زمانے کے اُمراء، رؤسا اور سلاطین وغیرہ سے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا۔ وہ خیال فرماتے تھے کہ ان لوگوں سے تعلقات رکھنا دنیا کے پھندوں میں پھنسنا ہے۔ آپ بڑے استقلال سے بے باکانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جس قدر مجاہدہ و ریاضت حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کے خلفاء میں سے حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت نے کی جس کی ذات بذاتِ خود نظیر ہے۔ کیونکہ عہدِ طفلی سے لیکر اِس دارِ فانی سے رخصت ہونے تک کے واقعات جس کا واضح ثبوت ہیں جو کتابوں سے ملاحظہ کیئے جاسکتے ہیں، نیز یہ کہ طالبانِ حق کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔

۵؎ مرزا احمد اختر دہلوی، تذکرۃ الاولیائے پاک و ہند، جلد دوم، ص ۱، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

اور خود تو غم و اندوہ کو اپنا لیتے ہیں مگر کسی پر بزرگان نہیں بنتے یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین عمر بھر مزاحمت خود تو برداشت کر لیتے ہیں مگر کسی کو تکلیف نہیں دیتے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے کوئی درویش کامل جب شعار اسلام اور بزرگان دین کے علم و عقائد کی توہین ہوتے دیکھ لے تو وہ کبھی بھی کسی صورت میں برداشت نہیں کرتے کیونکہ خاموشی اس وقت بے معنی ہوتی ہے اور جلالت و غیرت کا باقاعدہ مظاہرہ کرتے ہیں، جیسے کہ حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت نے سرزمین کلیر میں جس کا مظاہرہ کیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

Marfat.com

۴۔ ازدواجی زندگی

حضرت مخدوم سید علی احمد صابر علیہ الرحمت کی والدہ ماجدہ جب ہرات سے واپس اجودھن (پاک پتن) تشریف لے گئیں تو انہوں نے سوچا کہ اب بیٹا جوان ہوگیا ہے اور کیوں نہ اسکی شادی کی جائے۔ والدہ ماجدہ کی سوچ اگرچہ مثبت تھی لیکن حضرت مخدوم علی احمد صابر کی روحانی کیفیات اور مجاہدہ اس بات کا متقاضی تھا کہ ان کی شادی نہ کی جائے مگر والدہ ماجدہ نے آپ کی شادی کے بارے میں حضرت بابا صاحبؒ سے عرض کی کہ میری خواہش ہے کہ آپ اسے اپنا بیٹا بنالیں اور اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرے بیٹے کی شادی کر دیں۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام حضرت نصیر الدین تھا۔ دوسرے کا نام حضرت شہاب الدین تھا۔ اس سے چھوٹے کا نام بدرالدین سجان، چوتھے کا نام نظام الدین اور چھوٹے کا نام شیخ یعقوب تھا۔ آپ کی بیٹیوں کے نام بی بی منورہ، بی بی شریفہ اور بی بی فاطمہ تھا [۱]

آپ کی والدہ ماجدہ نے جب حضرت بابا صاحب سے لڑکی کا رشتہ مانگا تو انہوں نے حضرت علی احمد کی شادی کے بارے میں کہا کہ بہن میری طرف سے ہاں ہے مگر علی احمد شادی کے قابل نہیں، وہ ہر وقت حالتِ جذب میں رہتا ہے، ایسی حالت میں انکی شادی کرنا بیکار ہے، ہمشیرہ صاحبہ نے کہا، بھائی وہ جیسا بھی ہے، چونکہ وہ یتیم ہے، بن باپ ہے، اور میں بیوہ ہوں اسلئے آپ اپنی صاحبزادی دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا۔ نہیں نہیں یہ بات نہیں، مجھے تمہاری دل شکنی

---

[۱] سیر الاولیاء ص ۱۹۱ از میر خورد مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

پسند نہیں، میری طرف سے اجازت ہے۔ جب چاہو شادی کر سکتی ہو۔

نکاح اور زوجہ محترمہ کا وصال

حضرت کی والدہ کے اصرار پر مورخہ ۲۱ شوال بروز بدھ بعد نماز عصر ۶۱۳ھ کو حضرت صابر صاحب کا نکاح حضرت بابا صاحب کی صاحبزادی سے ہو گیا۔

رات ہوئی تو مخدوم صاحب کی والدہ محترمہ نے آپ کے حجرے میں چراغ روشن کر کے دلہن کو حجرہ میں پہنچا دیا۔ دلہن بہ پاس ادب دست بستہ کھڑی رہی، تہجد کے وقت جب آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو سامنے عورت کھڑی ہوئی نظر آئی، آپ نے دریافت کیا۔ تم کون ہو؟ کیوں کھڑی ہو؟ دلہن نے جواب دیا۔ میں آپ کی زوجہ ہوں خدمت گزاری کے لئے حاضر ہوں۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا خدا وحدہٗ لاشریک ہے اسکی کوئی بیوی نہیں میں اسکا بندہ ہوں اور اس کے جمال میں گم ہوں، یہ فرما کر آپ پھر مراقبہ میں مشغول ہو گئے، آپکے ان الفاظ پر جہاں آپ تھے وہاں جلالی انوارات الٰہی کا نزول ہوا جنہیں آپکی دلہن برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہو کر گر گئی اور کچھ دیر کے بعد قضائے الٰہی سے اللہ کو پیاری ہو گئی۔

حضرت مخدوم صاحب کی والدہ کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہو رہے تھے۔ وہ حضرت مخدوم صاحب کی مجذوب حالت سے باخبر تھیں۔ احتیاط کے طور پر انہوں نے حجرہ کا دروازہ کھلوایا۔ یہ دیکھ کر کہ مخدوم صاحب مراقبہ میں مصروف ہیں اور دلہن اللہ کو پیاری ہو گئی ہے۔ والدہ محترمہ نے نہایت غصہ کی حالت میں حضرت مخدوم صاحب کی پشت پر زور سے ہاتھ مار کر فرمایا کہ میں نے تمہارے ماموں کی بیٹی سے تمہاری شادی کی تھی لیکن تم نے دلہن کو کیا کر دیا ہے بتاؤ میں تمہارے ماموں کو کیا جواب دوں گی۔ اور کیا منہ دکھاؤں گی؟ مخدوم صاحبؒ نے جواب دیا۔ اماں جان میرا کیا قصور ہے یہی رضائے الٰہی تھی۔

جملہ محققین کی رائے میں حضرت مخدوم پاکؒ حضرت بابا گنجشکر رحمتہ اللہ علیہ کے بھانجے

Marfat.com

اور داماد و خلیفہ تھے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ حضرت صابرؒ کا نکاح حضرت بابا صاحب کی صاحب زادی سے ہوا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت بابا صاحب کی صرف تین لڑکیاں تھیں جن میں سب سے بڑی اور سب سے چھوٹی لڑکیوں کے شوہروں کے نام درج ہیں اور منجھلی صاحب زادی بی بی شریفہ کے شوہر کا نام کہیں نہیں ملا جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت صابرؒ کا نکاح حضرت بی بی شریفہ سے ہی ہوا تھا۔ اور انھوں نے اپنی دلہن کو بھی دیکھا ہوگا۔ وہ کب گوارہ کر سکتے تھے کہ فطری اور دنیاوی آرام کی خاطر تحیر کی بہترین راحت سے محروم ہو جائیں اور اپنے پہلو میں سوائے خدا کے اور کسی کو جگہ دیں۔ چنانچہ انھوں نے ایک نظر میں اپنی منکوحہ کو بھی اپنے ہی رنگ میں رنگ لیا اور اپنی دلہن کی خواہشاتِ نفس کو فنا کر دیا اور جلا کر راکھ کر دیا۔ تاکہ اس کے تنِ خاکی کو جیسے حضرت صابرؒ کو زوجہ کی ضرورت نہیں تھی، ایسے ہی اُنکی منکوحہ کو بھی زوج کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ اس عشق کی آگ دلِ سالک سے ماسوا اللہ سب کو جلا دیتی ہے۔ جلانے اور فنا کرنے کے معنی اس پاک جماعت صوفیائے کرام کے نزدیک خواہشاتِ نفس کو جلانا اور فناہ کرنا ہیں۔ [1]

حضرت علی احمد صابرؒ کی منکوحہ کو بھی آپ کے توسل سے تحیر و تجرد کی بہترین راحت نصیب ہوگئی۔ ان کیلئے بھی قربِ اللہ کے دروازے کھل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا درمیانی پردہ اٹھا کر انکو اپنی وحدانیت میں جاگزیں فرما دیا اور انکی نگاہ میں جلال و جمالِ الٰہی سما گیا اور خود متحیر فانی ہو کر حق سبحانہ کی حفاظت میں آگئیں اور خواہشاتِ نفس بالکل ختم ہوگئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی شانِ جلالت اس قدر زیادہ تھی کہ کوئی شخص بھی آپ کے نزدیک بیٹھ نہیں سکتا تھا اگر کوئی بیٹھنے کی کوشش بھی کرتا تو گرمی جلالت کی وجہ سے اس پر بجلی کی طرح کرنٹ لگتا جو اس کی قوت برداشت سے باہر ہوتا۔

---

[1] تذکرہ جلیل از حاکم علی پیرزادہ ص ۴۸، مطبوعہ دہلی

Marfat.com

نئی دلہن کے وصال کے غم سے والدہ کا وصال

بہو کی اچانک موت سے آپکی والدہ کے دل پر گہرا اثر ہوا، اور وہ بیمار ہو گئیں آہستہ آہستہ بیماری بڑھتی گئی آخر ۲ محرم ۶۱۴ھ بروز جمعہ اس دار فانی سے کوچ کر گئیں آخر والدہ کے وصال کی خبر جب آپکو ملی تو آپ لنگر تقسیم کرنے کیلئے باہر تشریف لائے تو مولانا ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے رات کو بعد مغرب انتقال فرمایا ہے، اور لوگ اس وقت دفن کرنے کیلئے جنازہ قبرستان میں لئے جا رہے ہیں، آپ بھی شریک ہو جایئے۔ آپنے جواب میں فرمایا کہ اس خدائی لنگر سے زیادہ دنیا میں مجھے کوئی چیز عزیز نہیں ہے والدہ صاحبہ کی تجہیز و تکفین و تدفین کیلئے بابا صاحب کی موجودگی کافی ہے یہ فرما کر حجرے میں واپس تشریف لے گئے۔

نو سال کا استغراق

والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد آپکی استغراقی حالت شدت اختیار کر گئی اور اس کے بعد آپنے لنگر تقسیم کرنا چھوڑ دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے بعد مولوی ابوالقاسم صاحب بھنڈاری برابر لنگر تقسیم کرتے رہے۔ یہ لنگر ابتداء سے کر یوم جمعہ شب برات ۶۱۴ھ تک تیرہ سال سات ماہ گیارہ یوم تقسیم ہوا۔ اس کے بعد عمر بن اسحٰق اپنے عہدۂ سرداری موضع سرخس مذکور سے علیحدہ ہو گئے اور حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم باطن کے حاصل کرنے میں مشغول رہے اور لنگر کی تقسیم بند ہو گئی۔ اولیاء اللہ کا عالم استغراق اسقدر قوی ہوتا ہے کہ جسے دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی کیونکہ کیفیتِ استغراق اپنی پیدا کردہ نہیں ہوتی بلکہ شیخ کامل کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

"یہ وہ نشہ نہیں کہ جسے ترشی اتار دے"

یہ نعمتِ خداوندی ہے کہ کہیں حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی علیہ الرحمت کی شکل میں جمال ہے اور کہیں حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت کی صورت میں جلال ہے۔

Marfat.com

۵۔ بیعت و خلافت

مقبولانِ حق پر ایک ایسا مقام بھی آجاتا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسے وارفتہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے پیشِ نظر سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی مقصدِ حیات ہی نہیں رہتا۔ اسی دوران حضرت علی احمد صابرؒ کی والدہ کا جب انتقال ہوا جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے تو اس کے بعد آپ پر حالت استغراق کا غلبہ زیادہ ہو گیا اور آپ پر نو سال تک یہی کیفیت رہی لیکن اس عرصہ کے دوران بھی حضرت بابا صاحبؒ کی باطنی توجہ آپ پر مسلسل رہی لیکن ایک روز حضرت بابا صاحبؒ نے محسوس کیا کہ حضرت صابر صاحبؒ کا استغراق ختم ہونا چاہیے۔ چنانچہ اسی غرض سے آپ ۱۱ محرم بروز جمعرات کو اشراق کی نماز کے بعد حضرت صابر صاحبؒ کے حجرہ میں تشریف لائے آپ نے دیکھا کہ حضرت صابر صاحبؒ پر بہت زیادہ استغراق کی کیفیت ہے تو حضرت بابا صاحبؒ نے آپ پر حالتِ استغراق سے ہوش میں لانے کیلئے خصوصی توجہ کی اور آپکے بائیں کان میں سات مرتبہ باآوازِ بلند کلمہ شریف پڑھا، حضرت بابا صاحبؒ کا کلمہ پڑھنا ہی تھا کہ آپ ہوش میں آگئے۔ پھر آپ بابا صاحبؒ کے ہمراہ حجرہ سے باہر تشریف لے آئے اور حضرت بابا صاحبؒ کے پاس آکر خصوصی محفل میں بیٹھ گئے اور اسی روز آپنے حضرت بابا صاحبؒ کے دست حق پرست شرفِ بیعت حاصل کیا۔

بیعت کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۷ ماہ محرم الحرام بروز جمعرات ۶۲۳ھ حضرت بابا صاحبؒ نے بعد نماز عصر حاضرین محفل کے رُو برو حضرت شیخ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاتھ پر توبہ اور بیعت کرائی اور خاندان چشتیہ میں مشرف فرما کر کیفیت باطن و تعلیم سلوک سے مستفیض فرمایا۔ اور اپنی کلاہ مبارک پہنادی اور خرقہ مقدسہ اپنا اُٹھا دیا۔"

Marfat.com

اذکار واشغال کا دور دست بیعت ہونے کے بعد آپ دن کا زیادہ حصہ حضرت بابا صاحبؒ کے ہاں خدمت گذاری کرتے اور حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کے فرمان کے مطابق مختلف اوقات میں اوراد و وظائف پڑھتے۔ اور پھر رات بھی یادِ الٰہی میں بسر کرتے اور آپ رات کو خلوت گزیں ہو جاتے۔ ذکر و فکر کے ساتھ ساتھ بابا صاحبؒ کی صحبت اکسیر اختیار کر کے تصوّف اور فقر کے مراتب حاصل کئے۔ اور ستائیس سال تک اسی طرح مجاہدات اور میری تعلیم لسانی پہ بدل و جان عمل پیرا رہے اور مراتب اعلیٰ ولایت اور کیفیاتِ باطن کے ثمرات سے بہرہ ور ہوتے رہتے۔

بشارت قبل از خلافت حضرت علی احمد صابرؒ حضرت بابا صاحبؒ کے حقیقی بھانجے اور داماد ہونے کی حیثیت سے آپ کے بہت زیادہ قریب تھے بلکہ آپ محبوب مریدوں میں سے تھے۔ آخر ۲۷ سال کی ریاضت اور مجاہدہ کے بعد حضرت بابا صاحبؒ کو حکم ہوا کہ حضرت علی احمد صابرؒ کو خلافت سے نواز دیا جائے اس بشارت عظمیٰ کے بارے میں حقیقت گلزار صابری میں یوں بیان تحریر ہے کہ ۲۴ رمضان المبارک ۶۵۰ھ کو شب پنجشنبہ میں نماز تہجد کے بعد میں نے خواب میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا "مخدوم صابر علی احمد کو جلد لے چلو" میں نے عجلت کے باعث عالم مثال میں ہی مخدوم صابر علی احمد (قدس اللہ سرہٗ) کو اُن کے حجرے سے اپنے ہمراہ لیا اور حضرت پیر و مرشد قبلہ کے عقب میں روانہ ہوا۔ تھوڑی سی دیر میں عالم ملکوت سے عالم جبروت کی طرف رجوع ہوا۔ وہاں پہنچا تو ہر چہار جانب ایک نور کا عالم بسیط تھا، اور ایک عالی شان دربار منعقد تھا جہاں حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات رحمتِ عالم حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم رونق افروز ہیں اور ارد گرد تمام حضرات سلسلہ چشتیہ عالیہ کے اور دیگر حضرات متقدمین و متاخرین کی ارواح مقدسہ حسب مراتب متمکن ہیں۔ میرے پیر و مرشد نے مجھ کو اور (حضرت مخدوم علی احمد صابر (قدس اللہ سرہٗ) کو حضوری میں پیش کیا۔ اور میں نے بموجب ارشاد حضرت مرشد پاک (حضرت مخدوم علی احمد (قدس اللہ سرہٗ) کو بندگانِ عالی میں پیش کیا۔ حضور سرورِ کائناتؐ نے (حضرت مخدوم

Marfat.com

علی احمد صابر قدس اللہ سرہٗ کے پشت کی جانب ہاتھ رکھ کر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا "ھٰذا ولیّ اللّٰہ" پھر میں نے بھی یہی کہا "ھٰذا ولیّ اللّٰہ" اس کے بعد میرے پیر و مرشد نے اور ان کے بعد دیگر حضرات نے یکے بعد دیگرے کہا "ھٰذا ولیّ اللّٰہ" اور بعد میں اس قدر مبارک باد کی آوازیں میرے کان میں گونجنے لگیں کہ میں بے اختیار ہو کر جاگ پڑا۔ آنکھ جو کھل گئی تو اس قدر روشن رات تھی کہ بالکل لیلۃ القدر معلوم ہو رہی تھی۔ میں اسی وقت (حضرت) مخدوم صابر قدس اللہ سرہٗ کے حجرہ میں گیا، تو دیکھا کہ حجرہ کا دروازہ خلافِ معمول کھلا ہوا ہے، اور انوار کی بارش ہو رہی ہے، اور مخدوم صابر قدس اللہ سرہٗ عالم استغراق میں مشغول ہیں اور تمام رقبا، نقبا، نجبا، ابدال، اقطاب، اغیاث و رجال الغیب اور بادشاہ جنات آ آ کر (حضرت) مخدوم علی احمد صابر (قدس اللہ سرہٗ) کی مہرِ ولایت کو دیکھ کر "ھٰذا ولیّ اللّٰہ" کہتے ہیں، اور مجھ کو مبارک باد دیتے ہیں۔ [1]

خرقہ خلافت

اس واقعہ کے گذر جانے کے بعد اسی دن حضرت بابا شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم صابر علاؤ الدین علی احمد قدس اللہ سرہٗ کو اپنے سامنے ایک مجلس میں بٹھلا کر کہ جس میں بڑے بڑے بزرگانِ وقت مثلاً حضرت شیخ ابوالحسن صاحب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ حمید الدین صاحب ناگوریؒ و حضرت شاہ منور علی صاحب الہ آبادیؒ، حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار مکنپوریؒ، حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ، حضرت مولانا محمد ابوالقاسم گرگانیؒ و حضرت شیخ ابوالغیث بن جمیلؒ [2] وغیرہم اجمعین شامل تھے بٹھلا کر عام حضرات کے سامنے

---

[1] حقیقتِ گلزار صابری از شاہ محمد حسن ص ۱۰۰۔ [2] مرزا سخاوت نے جن بزرگانِ دین کی موجودگی میں آپ کو خلافت نامہ اور خرقہ خلافت دینے کا جو ذکر کیا ہے وہ تاریخی حالات سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ جس میں بیشتر ایسے اولیاء اللہ کا ذکر ہے جو واقعہ سے قبل وفات پا چکے تھے اور پاکپتن شریف میں انکا تشریف لانا ثابت نہیں ہے حتیٰ کہ اس مجلس میں حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمت بھی موجود نہ تھے ہو سکتا ہے کہ مؤلف کتاب نے ان بزرگان دین کا تشریف لانا۔ ان کی وفات کے بعد انکی ارواح طیبہ کا باطنی تصرف ہو اور وہ تصرف کر کے پاک پتن میں تشریف لائے ہوں تو یہ عین ممکن ہے۔

اولیاء را ہست ممکن ایں چنیں .:. می روند اندر دمے در ملک چیں (حضرت رومی علیہ الرحمت)

Marfat.com

مہر ولایت کا انکشاف بموجب حکم باطن فرمایا سب حضرت نے یکے بعد دیگرے مہر ولایت کو دیکھ کر هٰذَا وَلِیُّ اللہ کہکر بابا صاحب کو مبارکباد دی۔ اس کے بعد بابا صاحب نے امامت و ارشادات خاندان چشتیہ عالیہ سے مشرف فرما کر اپنی کلاہ حضرت صابرؒ کے سر اقدس پر رکھ دی۔ اور اس پر اپنا سبز عمامہ باندھ دیا اور سند خلافت جس میں ولایت شہر کلیر مع ہندوستان کا حوالہ تھا۔ سب حاضرین محفل کو سنا کر عطا فرمائی۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ پیشتر بابا صاحب نے آپ کو دہلی کی قطبیت و شاہنشاہی عطا فرمائی تھی مگر جب آپ کے خلافت نامہ کو حضرت شیخ جمال صاحب بانسوی نے جو حضرت بابا صاحب کے اولین خلیفہ تھے آپ کے جلالت مآب ہونے کی وجہ سے دہلی کی بربادی کا خیال کرکے چاک کر ڈالا۔ تو پھر بابا صاحب نے آپ کو کلیر کی قطبیت اور ہندوستان کی غوثیت عطا فرمائی اس کا مفصل تذکرہ آگے آئے گا۔ اور **قطب عالم اغیاث ہند الاجلال شاہ مخدوم علی احمد صابر رحمۃ** اللہ علیہ کے باطنی خطاب مبارک سے سرفراز فرما کر سب کو آگاہ کیا۔ اور اسم ظاہری سند خلافت میں بالقاب **بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر مختم الارواح سلطان الاولیاء** تحریر فرمایا۔ اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ آج صابرؒ میرا علم ظاہر و علم باطن لے چلا۔ اسی وقت نبات، شیر و شہد پر فاتحہ کیا گیا اور سب حاضرین محفل کو تبرکاً تقسیم کیا گیا۔

سندِ خلافت حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر قدس اللہ سرہ عطیہ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ الّذی قدّم احسانہ علیٰ نعمتہ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن لا موٴخر ولا مقدم لما آخر ولا معلن لما ابطن ولا مخفی لما اظھر ولا یکاد نطق الاوائل والاواخر علیٰ یومنۃ اعتبارا تقائلا والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ المصطفیٰ محمد والہ اھل الود والارتضیٰ۔

Marfat.com

امّا بعد فاعلموا ایہا الحاضرون والغائبون ان اللہ تعالیٰ
اعطیٰ خرقتہ وقلنسواہ فِی الْمِعْرَاج اِلیٰ رَسُولُ اللہ صَلّیٰ اللہُ عَلَیہِ
وَسَلَّمَ وھو اعطیٰ السیّدنا علی اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہٗ و
ھو اعطیٰ السید خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ وعن اعطی الخواجہ
عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ وھو لااعطیٰ لخواجہ فضیل بن عیاض
نور اللہ ضریحہ وھو اعطیٰ لخواجہ ابراھیم بن ادھم نور اللہ قبرا
لاکرم وھو اعلیٰ لخواجہ حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ العلی الولیّ و
ھو اعطیٰ لخواجہ ھبیر البصری قدس سرہٗ اللہ تعالیٰ القوی وھو
اعطیٰ لخواجہ مُمشاد علی دینوری رحمۃ اللہ العلی الباری مع
ولایتہ دینوریٰ وھو اعطیٰ لخواجہ قطب الدین ابو اسحٰق نور قبر اللہ
الرزّاق مع ولایتہ شام، وھو اعطیٰ لخواجہ ابو احمد ابدال رحمۃ اللہ
الجلال مع ولایتہ سیستان، وھو اعطیٰ ابو محمّد محترم نور قبر اللہ الصمد
الاکرم، وھو اعطیٰ لخواجہ ناصر الدّین ابو یوسف قدس سرّہٖ اللہ
الرّؤف، واعطیٰ لخواجہ قطب الدّین مودود نور ضریحہ اللہ الودود،
وَھو اعطیٰ لخواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرّہٗ اللہ العلیٰ، وھو
اعطیٰ لخواجہ عثمان ھارونی قدس سرّہٗ اللہ القوی، وھو اعطیٰ لخواجہ
سیّد معین الدّین حسن سنجری رحمۃ اللہ الباری مع ولایتہ
ھند، وھو اعطیٰ لخواجہ قطب الدّین بختیار کاکی قدس سرّہٗ اللہ
تعالیٰ مع ولایتہ الدھلیٰ وھو اعطیٰ لاضعف الفقیر فرید ارحمنی
اللہ المجید، وانا اعطیت خرقتہ قلنسوۃ مقراضا وعصاءً وکاسا
ومصلیٰ، وسلمت ما فی قلبی وروحی وظاھری وباطنی مع نظامۃ

Marfat.com

کلیرلولد الرشید قرۃ العین الامام المتقی المرتضیٰ قطب مشائخ
زین الائمۃ والعلماء مقتخرا الاجلۃ والاتقیاء علاء الملۃ والدین
سید علاؤ الدین علی احمد صابر سترہ اللہ تعالیٰ ابدًا وفرحہ اللہ
تعالیٰ فی الدارین وعظمۃ اللہ اھان من اھانہ واعانہ اللہ تعالیٰ
ابتغاء مرضاۃ اللہ واناله المنتھیٰ رحمۃ واعلیٰ درجاتہٗ سبقا بعد
سبق من اولہ الیٰ اٰخرۃ بشرط بذل الجد والاجتہاد فی الصحیح و
الشقیح من اللہ وعلیہ المحلول واللہ الموافق والمیسر حورت ھٰذا السطور
بیدہ الفقیر فرید کان ذالکَ فی یوم الجمعۃ سنۃ اثنی وخمسین وست
مائۃ من ہجری النبوی۔ (۶۵۲) ہجری [1]

حضرت شیخ جمال الدین قطب ہانسیؒ

حضرت شیخ جمال ہانسویؒ حضرت بابا فریدالدین گنجشکرؒ کے سب سے پہلے خلیفہ تھے
حضرت بابا صاحبؒ کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ حضرت باباؒ جس کو خرقہ خلافت عطا کرتے
تو پہلے اس کو ارشاد فرماتے تھے کہ پہلے ہانسی جاکر خلافت نامہ پر مُہر لگوالو۔ بغیر مُہر کے کسی کو خلافت
نامہ عطا نہ فرماتے تھے۔

حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ حضرت امام ابوحنیفہ کی اولاد میں سے تھے، حضرت باباؒ کے
خلفاء میں آپ سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ اخبار الاخیار میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے

"صالح کمالات ظاہر و باطن بود شیخ	جامع کمالاتِ ظاہری و باطنی تھے۔ حضرت باباصاحبؒ
فریدالدین دوازدہ سال بہ محبت در ہانسی	اُن کی محبت میں بارہ سال تک ہانسی میں رہے
بود و در حقِ او فرمودہ است جمال جمالِ ماست	اور اُن کے حق میں فرمایا کہ جمال ہمارا جمال ہے

---

[1] تذکرہ حضرت علی احمدؒ از سخاوت مرزا، مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

وگاہے فرمودے جمال می‌خواہم کہ گرد تو گردم وہر کہ را شیخ خلافت دادے بر وئے فرستادے اگر او قبول کردے خلافت او درست واگر رد کردے باز شیخ او را قبول نہ کردے ۔ [۱]

اور کبھی فرماتے تھے کہ جمال میرا دل چاہتا ہے کہ میں تیرے چکر لگاؤں اور جس کسی کو شیخ خلافت عطا فرماتے ان کے پاس بھیجتے اگر وہ قبول کر لیتے خلافت اس کی درست ہو جاتی اور اگر رد کر دیتے تو پھر شیخ بھی اس کو قبول نہ کرتے ۔

حضرت قطب جمالؒ سے حضرت بابا فریدؒ کی محبت اور دلی تعلق کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔

۲۔ روزے شخصے از ہانسی بخدمت گنجشکر آمد ازوے پرسید جمالِ ما چگونہ ست عرض کرد کہ مخدوم ازاں روز کہ بخدمت کردہ است، مواضع واسباب و شغلِ خطابت بکلی ترک دادہ است وگرسنگی ہا و بلا ہائے سخت می کشد شیخ فرید الدین خوش حال شد و فرمودہ الحمد للہ خوش می باشد ۔ [۲]

ایک روز ہانسی سے کوئی شخص حضرت گنجشکر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بابا صاحبؒ نے فرمایا۔ ہمارے جمال کا کیا حال ہے عرض کیا گیا حضور وہ جس روز سے حضور کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ دنیا کے تمام کام ترک کر بیٹھے ہیں۔ بھوک اور قسم قسم کی بلاؤں میں گرفتار ہیں حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا الحمد للہ خوش رہے گا ۔

آپ کا مزارِ مبارک ہانسی ضلع حصار میں ہے، آپ کی آغوش میں آپ کے تین صاحبزادے بھی آسودہ خاک ہیں ۔

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمت (المتوفی سنہ ھ) چونکہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت

---

[۱] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، فارسی، ص مطبوعہ مجتبائی دہلی

[۲] " " " " " " ، ص "

کے اکابر خلفاء میں سے تھے ۔ لہٰذا حضرت ہانسوی کو مرحمت نامہ خلافت پر مہر لگانے اور اسکی تصدیق کرنے کی ذمہ داری سپرد تھی جو بھی حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت اپنے کسی مرید کو خلافت نامہ مرحمت فرماتے تو حکم صادر فرماتے کہ جاؤ ! ہانسی میں میرے جمال الدین کے ہاں وہیں سے تصدیق کروا کے مہر ثبت کرواؤ چنانچہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمت کو خلافت نامہ مرحمت ہوا جسکی تصدیق کرانے مہر لگوانے کی خاطر ہانسوی روانہ کر دیا گیا ۔

سند خلافت پر مُہر تصدیق کا حکم

چنانچہ اسی حکم کے مطابق حضرت صابر صاحب ہانسی کی طرف روانہ ہوئے جس کا ثبوت پیش خدمت ہے

حضرت مخدوم صاحبؒ کی ہانسی کو روانگی

حضرت مخدوم صاحبؒ پاک پٹن سے سوار ہو کر ہانسی روانہ ہو گئے ۔ جب وہاں پہنچے تو اپنی سواری پر سوار ہی خانقاہ میں داخل ہو گئے ، حضرت قطب صاحب نے آپ کا استقبال کیا ، حضرت مخدوم صاحب سواری پر سوار ہی لب فرش تک تشریف لے گئے ، یہ بات اگرچہ حضرت جمالؒ صاحب کو ناگوار گزری پھر بھی آپ نے کمال اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کے فرائض مہمانداری ادا کئے ۔ دونوں بزرگوں نے ایک ساتھ مغرب کی نماز ادا کی ، نماز کے بعد حضرت مخدوم صاحبؒ نے اپنی جیب سے خلافت اور قطبیت نامہ نکالا ، اور دہلی جانے کا مفصل حال بیان کیا ۔ [1]

حضرت مخدوم صابرؒ ہانسی پہنچ کر اپنی آمد کی وجہ بیان کی تو اسی ضمن میں آپ سے یہ کرامت صادر ہوئی ۔

حضرت مخدوم پاکؒ کی انگلی شمع کی طرح روشن ہو گئی

اس روز مطلع غبار آلود تھا ، آفتاب غروب ہو چکا تھا ، رات کی تاریکی پھیلنی شروع ہو گئی تھی ، کچھ پڑھا لکھا

[1] شبیر حسن چشتی نظامی ، مخدوم صابر کلیری ، ص ۳۳ ، مطبوعہ دہلی ۔

Marfat.com

نہیں جا سکتا تھا۔ قطب صاحب نے فرمایا اس وقت موقع نہیں ہے اب آرام فرمایئے، صبح کو مُہر و دستخط کر دیئے جائیں گے، حضرت مخدوم صاحب نے اسی وقت مُہر و دستخط کرنے پر اصرار کیا چراغ طلب کیا گیا، اس روز ہوا زور سے چل رہی تھی، ہوا کا جھونکا آیا چراغ گل ہو گیا۔ حضرت مخدوم صاحبؒ نے اپنی انگلی پر کچھ پڑھ کر دم کیا، مثل شمع کے روشن ہو گئی اور فرمایا کہ اب بھی چراغ بجھ جائے گا۔

حضرت شیخ صاحب نے آپ کی اس حرکت اور غصے پر بہت کچھ غور فرما کر کہا کہ ابھی روشنی کم ہے صابر صاحب نے جھلا کر پھر انگلی پر دم کیا تو وہ مثل مشعل کے روشن ہو گئی، شیخ صاحب نے تب تو خیال فرمایا کہ جب ان کے غصہ اور تنگ مزاجی کا یہ حال ہے تو یہ دہلی کی قطبیت کیا کریں گے، دو چار دن میں جلا کر خاک کر دیں گے، اور دہلی بلا وجہ تباہ و برباد ہو جائے گی؛ اور صابر صاحب سے فرمایا کہ بھائی تم تو بہت جوشیلی طبیعت کے آدمی ہو اور دہلی والے تمہارے غصہ اور جلال کی تاب نہ لا سکیں گے تم ذرا سی ہی بات پر اسکو جلا کر خاک سیاہ کر دو گے، اس لئے میں نہیں مناسب سمجھتا کہ تمہیں دہلی میں رکھا جائے یہ فرما کر سندِ قطبیت کو چاک کر ڈالا۔ حضرت صابر صاحب جو عین مظہر جلال تھے بھلا اس حرکت کی تاب کہاں لاسکتے تھے، غصہ میں آگ ہو گئے اور جلال میں آ کر فرمایا" تو سندِ من چاک کردی۔ من سلسلہ ترا بریدم"، یعنی تم نے میری سند چاک کر ڈالی، میں نے بھی تمہارا سلسلہ قطبیت قطع کر دیا۔

یہاں یہ ہو رہا تھا اور اُدھر بابا صاحبؒ قدس اللہ سرہٗ اپنی مجلس میں ارشاد فرما رہے تھے کہ آج دین کے دو بڑے پہلوانوں میں لڑائی ہو رہی ہے خدا خیر کرے۔

" اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد حضرت مخدوم پاکؒ حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہانسی کا واقعہ گوش گذار فرمایا، حضرت بابا صاحبؒ نے سماعت فرما کر ارشاد فرمایا" پارہ کردہ جمال را فرید نتواں دوخت"

پارہ کردہ جمال را فرید نتواں دوخت	جمالؒ کے چاک کئے ہوئے کو میں نہیں
ولیکن ترا بہ ازیں کاغذے نوشتہ می دہم	سی سکتا، غم نہ کرو میں اس سے بہتر تمہیں حکم

Marfat.com

خاطر جمع دار دو تنگ دل مشو۔ نامہ لکھ کر دوں گا۔

(اقتباس الانوار)

حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ جب جمال نے تمہارا قطبیت نامہ چاک کیا تو تم نے اپنی زبان سے کچھ کہا تو نہیں؟ مخدوم صاحبؒ نے عرض کیا میں نے طیش میں آکر یہ کہہ دیا تھا کہ تم نے میرے فرمانِ قطبیت کو چاک کیا، میں نے تمہارا سلسلہ چاک کر دیا۔ حضرت بابا صاحبؒ نے پوچھا اوّل سے یا آخر سے؟ مخدوم صاحبؒ نے جواب دیا "اوّل سے" حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا درین کے پہلوانوں کا تیر خطا نہیں کرتا۔ خیر ہوئی کہ تم نے اوّل سے کہا آخر سلامت رہا، تمہارے سلسلہ میں ایک قطب پیدا ہوگا، وہ (تمہارا مرید) دعا کرے گا اس کی دعا کی برکت سے قطب ہانسوی کا سلسلہ باقی رہے گا۔

کتب سیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ جمال الدین قطب ہانسوی کے بڑے فرزند عشق الٰہی میں دیوانہ ہو کر باپ ہی کے سامنے خلد بریں کو روانہ ہو گئے تھے۔ حضرت قطب صاحب کے وصال کے بعد ان کے چھوٹے صاحبزادے حضرت برہان الدین نے حضرت بابا صاحبؒ سے تعلیم و تربیت اور دولت ظاہری و باطنی حاصل کی لیکن دولتِ پدری اور رتبہ خلافت و اجازتِ بیعت سے محروم رہے، مگر حضرت نور الدین چھوٹے صاحبزادے حضرت جمال الدین کبیر الاولیا پانی پتیؒ کے مرید ہو کر درجۂ کمال کو پہنچے۔ [1]

محولہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ جب حضرت بابا صاحب علیہ الرحمت کا مرحمت کردہ خلافت نامہ حضرت ہانسوی علیہ الرحمت نے در شق کیا تو حضرت مخدوم صابر صاحب علیہ الرحمت ہانسی سے واپس اجودھن (پاک پتن شریف) تشریف لا کر حالات سے آگاہی بخشی تو حضرت بابا صاحب نے آپ کو دوبارہ خلافت نامہ لکھ مرحمت فرمایا اور سرزمین کلیر کو بخش کر وہیں جانے کا حکم صادر فرمایا۔

[1] شبیر حسن (چشتی نظامی) مخدوم صابر کلیری، ص مطبوعہ دہلی۔

Marfat.com

۶۔ کلیئر میں قیام اور سلسلہ رشد و ہدایت

قصبہ کلیئر شریف جو قبل از اسلام آباد تھا جس کی تمام تر آبادی غیر مسلم دیوتا پرستوں کی آبادی تھی جس کا ذکر صاحب تذکرہ علی احمد صابر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

کلیئر کے تاریخی حالات یہ شہر ہردوار کے ملحقات میں ہے ۲۸۳ھ میں راجہ کرم پال نے اسے آباد کیا تھا، اور اس کا نام "ہردوار گڈھی بگ" رکھا۔ یہ قصبہ دریائے گنگا کے کنارے کنارے کوسوں تک آباد ہوتا چلا گیا، کچھ دن گزرنے پر ایک بڑا عظیم الشان بتخانہ یہاں تعمیر کیا گیا، اور اس کو بہت کچھ فروغ دیا گیا، سینکڑوں بت سونے اور چاندی کے نصب کئے گئے تھے، راجہ کرم پال کے مرنے پر راجہ بکرم پال تخت نشین ہوا۔ اُس نے اُس بت خانے کو اور زیادہ رونق دی۔ اور ایک مہنت کہ جس کا نام گوکل چند تھا اس میں مقرر کرکے کل انتظام اس کے سپرد کردیا۔ کئی سو برس تک مختلف راجہ سلطنت کرتے رہے آخر میں کلیان پال راجہ ہوا۔ اور اس نے اس قصبہ کا نام اپنے نام کی نسبت سے کلیر رکھا۔

ہندوستان سے جتنے جاتری ہردوار کی زیارت کے لئے جاتے ہیں کلیر ہوتے ہوئے جاتے ہیں، گویا یہ دروازہ کلیئر ہے۔ یہ بھی بجائے خود کفر کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ۳۳ کروڑ دیوتا جو مشہور ہیں ان سب کی مورتیاں یہاں رکھی گئی تھیں، اور ان پر حیوانوں کے علاوہ انسان بھی قربان کئے جاتے تھے۔ مہنتوں میں عیاشیوں اور عیش پرستیوں کا عام رواج تھا، اپنے دیوتاؤں کو عیاشیوں کی تمثیل میں پیش کرکے عیاشی کو بجائے گناہ کے کار ثواب ظاہر کیا جاتا تھا۔ سری کرشن جی کو بدنام کیا جاتا تھا کہ بھگوان خود ہی گوپیوں میں ہر وقت مست رہا کرتے تھے، ان کی تقلید کرنا عین عبادت ہے، "ت کی تاریکی اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ شراب نوشی اور قمار بازی ہر وقت کا مشغلہ تھا، دختر کشی

Marfat.com

ستی۔ سوئمبر کے ذریعہ شادی بہت پاک و مبارک رسمیں سمجھی جاتی تھیں۔ عورت کی کوئی وقعت نہ تھی۔ محض خدا کی طرف سے ایک آلۂ عیش سمجھی جاتی تھی۔ جن مہاتماؤں کے پاس وہ حصول برکات کیلئے جاتی تھیں، مہاتما ان کو خدا کی بھیجی ہوئی نعمت سمجھ کر مجلس نشاط گرم کیا کرتے تھے۔ نیچ اقوام کی تو اس قدر مٹی پلید تھی کہ پڑھنا تو درکنار وہ سنسکرت کے الفاظ کو سننے کے بھی مجاز نہ تھے۔ اگر اتفاق سے کسی شودر کے کان میں دیوبانی پڑ گئی تو اس کے کانوں میں گرم کر کے تیل ڈالا جاتا تھا غرضیکہ ان تمام جہالتوں اور حماقتوں کا نام مذہب تھا۔ اور یہی تمام مذموم افعال عبادت سمجھے جاتے تھے۔ مسلمانوں کو ملیچھ نجس سمجھنا، آفتاب، ماہتاب، ستاروں، درختوں، پہاڑوں یا جانوروں کی پرستش کرنا، بیکنٹھ کا ذریعہ سمجھے جاتے تھے۔ ناچنا گانا بھی عبادت کا ایک جزو خاص تھا، کیونکہ اس کے بغیر کوئی دیوتا راضی ہی نہ ہوتا تھا۔" [1]

قبل از اسلام کلیر شریف واقعی کفر و ضلالت کی آماجگاہ تھا۔ جہاں پر انسانی قدر و قیمت نہ تھی عیاشی اور شراب کو باعثِ فخر تصور کیا جاتا تھا، برسوں سے ضمیر مُردہ ہو چکا تھا، فکری زاویئے بالکل مفقود تھے انسانیت سسک سسک کر پژمُردہ ہو چکی تھی۔ جہاں کسی کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ مہاراجے اور پنڈت جو چاہتے کر گذرتے، عوام کی بہو، بیٹیاں ان کے نزدیک اپنے ملکیتی ریوڑ کی سی حیثیت رکھتی تھیں۔ طوائف الملوکی بے ہنگم آوازوں کا دور دورہ تھا، پر آشوب ماحول میں کسی مظلوم کی آہ فضا میں تحلیل ہو جاتی مگر ان کی دل جوئی کرنا ان کے نزدیک گناہِ عظیم تھا۔ مگر بزرگان کے خلوص و محبت اور محنت شاقہ کی بدولت کلیر شریف دین فطرت کا مرکز بن گیا۔

عوام پر رئیسوں اور امیروں کا کافی زور تھا۔ ساہوکاروں کا بازار گرم تھا نسلی برتری اور کم تری کا امتیاز تھا۔ قوم پرستی بڑھی ہوئی تھی۔ خود غرضی، تکبر، غرور اور فسق و فجور کا عام رواج تھا، مطلب پرستی اور عہد شکنی ہر خاص و عام میں پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس آبادی میں بارہا انقلاب آئے جو اس کے زوال کا باعث ہوئے اور بعد کو یہ مقام ہندوستان اور پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے گوشے

[1] مرزا سخاوت، تذکرہ علی احمد صابر، مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

گوشے میں ایک زیارت گاہ کی حیثیت اختیار کر گیا اور دنیا کا ہر حصہ حتیٰ کہ دور دراز خطہ افریقہ کے لوگ بھی یہاں کے معتقدین ہو گئے اور یہاں زیارت کیلئے آنے لگے، یہ سب صدقہ اور طفیل اس ذات بابرکات عارفِ کامل، صاحبِ ارشاد جامعہ سیادت و شرافت و نجابت و اہلِ شریعت و طریقت و معرفت شوق ذوق و وجد و سماع و خوارقِ رحمت حضرت مخدوم پاک سید علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ العزیز کا ہے جو اس سرزمین پر صاحبِ ولایت ہو کر حسب فرمان اپنے مرشد یہاں تشریف لاتے ہیں۔

شمعِ حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمین قابل نہ تھی
اقبالؔ [1]

تاریخ شاہد ہے کہ بزرگانِ چشت کے قدوم میمنت کی بدولت ارضِ پاک و ہند رحمت و سعادت کا مرکز بن گیا، کفر و ضلالت کا دور بالکل ختم ہو گیا، صنم خانے ویران ہو گئے، مساجد و خانقاہیں تعمیر ہوئیں، جس میں توحید و رسالت کے نعرے بلند ہوئے وہ لوگ جو صدیوں سے جبر و استبداد سے شاکی تھے ان کو اسلام قبول کرنے کے بعد سکونِ قلب میسر آیا۔ بے چینی اور اضطرابی کی کیفیت بالکل ختم ہو گئی، عصمت و عفت محفوظ ہو گئی۔ مہاراجوں اور پنڈتوں کی چیرہ دستیاں جاتی رہیں۔ سرزمین کلیر بھی انہی بزرگوں کے طفیل مسلمانوں سے معمور ہو گئی۔ ان کے ارد گرد غیر مسلم ہندو آبادیوں پر بھی روحانی اثرات مرتسم ہوئے کہ وہ بھی مشرف باسلام ہو گئے۔ کلیر میں جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی تو مساجد تعمیر ہو گئیں، مسلمانوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اسی سرزمین پر ایک جامع مسجد تعمیر کی گئی جس کا ذکر سخاوت مرزا ان الفاظ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کلیر کی جامع مسجد وسط کلیر میں ایک بہت بڑی مسجد جو جامع مسجد کے نام سے موسوم تھی تعمیر تھی، جس کی بلندی زمین سے فرش نماز تک گیارہ درعہ تھی، اور وہاں تک پہنچنے کیلئے اکہتر سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں، ان سیڑھیوں پر ایک بہت بڑا دروازہ تھا اور دروازے پر ایک بہت بلند نشان زرین کھڑا کیا گیا تھا۔ مسجد کے فرش میں سنگِ یشب کے

[1] حاکم علی پیرزادہ، تذکرہ جلیل، ص ۶۲، مطبوعہ دہلی،

Marfat.com

مصلے بنائے گئے تھے، اور مصلوں کے درمیان میں سنگِ مقصود تنک خطوط بنائے گئے تھے۔ صحن مسجد کا فرش طولاً دو سو گز نو گرہ اور عرضاً سو گز تیرہ گرہ کا تھا۔ اور دالان مسجد کی لمبائی چھیانوے گز ۱۳ گرہ، اور چوڑائی پچاسی گز تھی۔ منبر سوا گز کی چوڑائی میں تین گز بلند سنگِ یشب یاقوت نگار، طلائی مرصع مینا کار تھا۔ دالان مسجد میں محراب دار تیرہ دروازے تھے۔ چھت پر تین بہت بڑے گنبد تھے، جن کے کلس نقرئی و طلائی مینا کار تھے اور چھت پر ہر چہار طرف چھوٹے بڑے ایک سو پانچ کنگورے تھے، جن کے کلس بھی نقرئی و طلائی مینا کار تھے، در و دیوار و سقفِ مسجد میں رنگین قیمتی پتھروں کی منبت کاری تھی۔ ایک حوض ۷ گز لمبا اور ۴ گز چوڑا وسطِ صحن میں بنا ہوا تھا۔ تین غسل خانے فرشِ مسجد کے پہلو میں بنے ہوئے تھے اور سو ظروف غسل و وضو کیلئے زرین سرخ و سفید اور عمدہ قسم کے پتھروں کے بنے ہوئے رکھے تھے"۔ [1]

واقعی کلیر شریف میں جو شاندار مسجد تعمیر کی گئی جس کا حدود اربعہ بہت زیادہ وسیع تھا جس میں مسلمان بکثرت عباداتِ الٰہیہ کرتے اور اسی مسجد میں باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا، جس میں مسلمان بچے دینی تعلیم حاصل کرتے جو بڑے ہو کر دینِ فطرت کے علمبردار ثابت ہوتے اور اس مسجد کے منتظم اعلیٰ قاضی تبرک تھے جس کے تفصیلی حالات مزید بیان کئے جائیں گے۔

حضرت مخدوم صاحبؒ کی کلیر کو روانگی

حضرت بابا صاحبؒ نے جب دیکھا کہ بحالاتِ موجودہ مخدوم صاحبؒ کا دہلی جانا دشوار ہے۔ تو حضرت بابا صاحبؒ نے آپ کو شہر کلیر شریف کا شاہ ولایت مقرر فرما کر اپنے دست مبارک سے ایک حکم نامہ تحریر فرمایا، اس وقت حضرت مخدوم صاحبؒ کی عمر ۵۵ سال تھی، کلیر میں اسلام پھیلے ۴۸ برس گزر چکے تھے۔ حضرت مخدوم صاحبؒ کو حضرت بابا صاحبؒ نے ۱۵ ذی الحجۃ ۶۵۲ھ علیم اللہ ابدال کی معیت میں جانبِ کلیر روانہ فرمایا۔

حضرت کی کلیر میں آمد

کلیر میں آپ کی تشریف آوری کے بارے میں صاحب سیر الاقطاب

[1] مرزا سخاوت، تذکرہ علی احمد صابر: ص ۳۲ مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

بیان کرتے ہیں کہ آپ پاک پتن شریف سے جانے کے بعد ایک دن میں ۱۰، ذالحجہ ۶۵۰ھ کو کلیر میں پہنچ گئے۔ اور وہاں ایک مکان میں سکونت اختیار کی جو مسمات گل زادی کا تھا گل زادی کے اہل خانہ آپ کو ملنے والوں میں سے تھے۔ جہاں آپ نے قیام کیا وہاں جمال تیلی اور مسمات نعمت کا بھی مکان تھے۔ اور آپ کی رہائش کے شمالی جانب قاضی تبرک کا مکان بھی تھا۔ چنانچہ آپ نے مکان کے ایک گوشہ میں سکونت اختیار کرلی اور حسب معمول عبادت اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اگلے روز عصر کی نماز کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ مسجد کے نمازیوں سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد آپ کے زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت کی شہرت تمام آبادی کلیر میں پھیلنے لگی اور لوگ آپ کو دیکھنے کیلئے آنے جانے لگے۔ لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے آپ کے نزدیک کوئی نہ آتا۔ بلکہ دور ہی سے نیاز حاصل کر کے واپس ہو جاتے تھے۔

جامع مسجد میں وعظ

آخر کار ایک دن حضرت مخدومؒ پاک عصر کے وقت جامع مسجد کلیر میں تشریف لے گئے۔ حضرت علیم اللہ ابدال بہاؤالدین اور جمال الدین روغن گر معہ اپنے بیٹوں کے آپ کے ساتھ مسجد میں گئے۔ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت صابر صاحب حاضرین مجلس کو ہدایت کرنے لگے۔ اس وقت مسجد میں تقریباً دو ہزار افراد موجود تھے آپ نے لوگوں کو بتایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اُس کے سب بندے برابر ہیں۔ خدا کی نگاہ میں اس کا خاص بندہ وہی ہے جو صدق دل سے اس کی عبادت و اطاعت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا پابند ہو اور اس کے بعد شیخ بہاؤ الدین اور جمال روغن گر مع ہفت فرزندان ہمراہیان حضرت ممدوح نے بہ آواز بلند حاضرین مسجد سے کہا کہ اے لوگو! یہ حضرت اقطاب ہند ہیں۔ اور کلیر کی ولایت انہیں عطا کی گئی ہے۔ لہٰذا آپ سب لوگوں کو چاہیئے کہ حضرت عالی مرتبت کے دست حق پر بیعت کر کے مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرو۔ یہ حضرت بابا فرید گنج شکر کی طرف سے مامور ہو کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ اور اللہ کی طرف سے انہیں بلند رتبہ عطا کیا گیا ہے اس لیے ان کے وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔ لوگوں نے خاموشی سے آپ کی اور آپ کے ہمراہیوں کی باتیں

Marfat.com

سن لیں لیکن کسی ایک نے بھی بیعت کیلئے ہاتھ نہ بڑھایا۔

دوسرے دن کی مجلس وعظ

دوسرے دن فجر کی نماز کے وقت دوبارہ حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب جامع مسجد شہر کلیر میں تشریف لے جا کر حاضرین مسجد کو وعظ ہدایت فرمایا اور طریقت کی تعلیم فرمائی۔ اس وقت قریباً پانچ ہزار افراد مسجد میں حاضر تھے۔ سب حاضرین نے انکار محض کیا۔ اور جواب میں کہا کہ ہمارا پیر کلام مجید ہے اور امام ہمارا قاضی تبرکوفی بن ہوتنک بن صوطی بن قاسم بن ہافض بن ہارون بن سریا بن عماد یہ بن حماں مقرر اور مامور ہے خلاف برائے اس کے ہم کس دلیل سے تم کو امام اور اپنا پیر گردانیں اور دستور قدیم میں رخنہ ڈالیں۔ حضرت بادشاہ دوجہاں نے جواب میں ان کے ارشاد فرمایا کہ فقیر اپنے حضرت پیر و مرشد سے خلافت نامہ تم لوگوں پر امام ہونے کا بخطاب سلطان الاولیا کے حاصل رکھتا ہے اس دلیل سے ہدایت طریقت کرتا ہے۔
اس اعلان کی شہرت تمام آبادی میں ہوگئی۔ چونکہ اس آبادی کے لوگ عام طور پر تعلیم و تربیت سے ناواقف تھے اور کچھ ان میں مطلب پرست اور کچھ دین فروش قسم کے لوگ تھے۔ لہٰذا کچھ لوگوں پر اس اعلان کی ایسی چوٹ پڑی کہ وہ آپ کی مخالفت پر کمربستہ کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ رئیسوں نے سمجھا کہ اس کے تاثرات سے غریبوں کو اپنا غلام بنائے رکھنا ممکن نہیں۔ ان کو اپنی ریاست کیلئے خطرہ دکھائی دینے لگا۔ ساہوکاروں نے بھانپ لیا کہ ہماری ساہوکاری نہیں چلے گی۔ نسل پرستوں کو معلوم ہو گیا کہ انہوں نے جو اپنی نسلی برتری کا ڈھونگ مچا رکھا ہے اس کا باقی رہنا مشکل ہے۔ اقتدار پسندوں کو آگاہی ہوگئی کہ ان کا اقتدار خطرے میں آگیا ہے، کیونکہ حضرت قدس سرہٗ کی تعلیم میں کم تری اور برتری کا کوئی امتیاز نہیں تھا۔ اُن کی نظر میں سب برابر تھے۔ قوم پرستوں کو معلوم ہو گیا کہ اب قومیت کی برتری کا سکہ نہیں چل سکتا جو لوگ اپنے باپ دادا کے رسم و رواج کے دلدادہ اور لکیر کے فقیر تھے وہ سمجھ گئے کہ اب ہماری خیر نہیں۔ غرض یہ ہے کہ حضرت صاحب قدس سرہٗ بزرگان دین سلف کی طرح مخلوقِ خدا کو بلا لحاظ مذہب و ملت راہِ حق دکھانے اور سماجی اصلاح کرنے، زیردستوں کو زبردستوں کے پنجوں سے نجات دلانے اور اخوت و مساوات کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہو گئے۔

Marfat.com

مندرجہ بالا حالات کے باوجود سب سے پہلے مسماۃ گل زادی آپ کی مرید ہوئی اُس کے بعد اُس کا لڑکا اور شوہر بھی حضرت کے مرید ہو گئے اور پھر دوسرے لوگ بھی آنے لگے، آپ کی تعلیم محبت آمیز تھی، اور مذہبی تعصب سے مبرّا تھی کہ غیر اقوام کے لوگ بھی آپکی عظمت و کمال کی تعریف کرنے لگے اور آپ کے وقار کا شہرہ کلیر کی گلی گلی اور گھر گھر میں ہو گیا۔ ؎

آپکی علمی اور رُوحانی وجاہت کے علاوہ خداداد جلالت بھی نمایاں تھی۔

قاضی تبرک کی مخالفت

حضرت صابرؒ کی رُشد و ہدایت اور وقار، قاضی تبرک کو ناگوار معلوم ہوئے، اُس نے کھلم کھلا آپکی مخالفت شروع کر دی جو لوگ آپکے مرید ہو گئے تھے اُن کو بہکانا شروع کر دیا اور جو لوگ بیعت کیلئے آتے تھے، اُن کو روکنا اور طرح طرح سے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ آپ تک نہ پہنچ سکے اور بعض لوگوں نے آپ کی قربت بھی چھوڑ دی، ثابت قدم رہنے والے مریدوں میں صرف شیخ بہاء الدین شیخ جمال الدین، مسماۃ گلزادی، اُس کا لڑکا اور اس گلزادی کا خاوند تھا۔

قاضی تبرک کی مخالفت اور ظلم و ستم کی کچھ انتہا ہی نہ رہی، یہاں تک کہ اُس نے قیام الدین رئیس کلیر کو بھی آپکی طرف سے بدظن کر دیا اور شکایت کی کہ کلیر میں ایک ایسا شخص وارد ہوا ہے جو خود کو امام کہلانا چاہتا ہے اور اپنی بزرگی اور برتری کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے آپ کو کسی مرشد کا بھیجا ہوا صاحبِ ولایت علاقہ کلیر کہتا ہے۔ وہ مسجد میں بھی اسی قسم کے وعظ اور تلقین کرتا ہے جس سے نمازیوں کی نمازوں میں فتور پڑتا ہے۔ اگر فوراً اس کا تدارک نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہ وہ کسی دن ہمارے مراتب اور اقتدار کیلئے نقصان رساں ثابت ہو، بہت جلد اُس کے اثر و رسوخ کو زائل کرنا چاہیئے۔ رئیس کلیر نے جب قاضی تبرک کی یہ باتیں سنیں تو اس پر بھی بہت اثر ہوا اور اسے اپنی ریاست میں اپنا اقتدار ختم ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔

گم شدہ بکری کا واقعہ

قاضی تبرک کی باتیں سُن کر آخر قیام الدین ذموان رئیس کلیر جمعہ کے دن مسجد میں آیا حضرت مخدوم صاحب اسکے آنے سے

Marfat.com

قبل ہی تشریف لاچکے تھے۔ اُس نے دریافت کیا کہ قاضی صاحب وہ کون شخص ہے، جو امامت کا
خواستگار ہے، قاضی تبرک نے حضرت صابرؒ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ صاحب ہیں، زموان
نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر آپ امامت اور خلافت کے مدعی ہیں اور اپنے کو قطب زمانہ کہتے ہیں تو میری
سفید رنگ کی نہایت خوبصورت اور قدآور بکری عرصہ تین ماہ سے گم ہے بتلائیے وہ کہاں ہے، اگر آپ
بتلادیں گے تو ہم کو یقین ہو جائے گا کہ آپ آفتاب ہند میں سے ہیں اور آپ کو اپنا امام مان لیں گے
اور بیعت کرلیں گے۔ حضرت مخدوم نے ایک ذراسی توجہ عالم ارواح کی جانب فرمائی اور ہاتھ اٹھا کر
فرمایا کہ اے بکری کے کھانے والو نکل آؤ۔ ایک آن کی آن میں ستائیس آدمی پریشانی کے عالم میں
جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ حضرت صابرؒ صاحب نے فرمایا کہ رئیس شہر کی بکری تم لوگوں نے پکڑ کر کھائی ہے
اس کا مفصل حال بیان کرو۔ ان لوگوں نے رئیس کے خوف کی وجہ سے صاف انکار کیا کہ ہم پر بہتان
ہے، ہم قطعی نہیں جانتے۔ حضرت نے فرمایا کہ بہتر یہی ہے کہ تم لوگ خود ہی اپنا اپنا حال بیان کردو،
ورنہ ابھی ذراسی دیر میں پردہ فاش ہو جائے گا، اور اس وقت تم لوگوں کو بہت شرمندہ ہونا پڑے گا،
مگر وہ لوگ انکار ہی کرتے رہے، تب حضرت نے رئیس شہر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم اپنی بکری کا
نام لیکر پکارو، تب اُس نے "حرمنہ" (کہ اس بکری کا نام تھا) کہہ کر بکری کو آواز دی تو ہر شخص کے
شکم سے جدا جدا آواز آئی کہ میں ان لوگوں کے پیٹ میں ہوں، ان لوگوں نے آدھی رات کو چاہ صدق
کے کنارے پر ذبح کر کے میرا گوشت بھون کر کھایا تھا اور ہڈیاں، کھال میں رکھ کر اور ایک پتھر اس میں
رکھ کر کنوئیں میں چھوڑ دیا تھا۔ یہ کنواں صدرق کے کوچہ میں تھا اور اس کو رئیس نے بہت گہرائی میں
کھدوایا تھا۔ اور جس پر عتاب ہوتا تھا وہ اس کنوئیں میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اب رئیس کو بالکل یقین
ہو گیا اور اس نے آپ سے عرض کیا کہ آپ واقعی اقطاب میں سے ہیں۔ اور چاہتا تھا کہ آپ کے
ہاتھ پر بیعت کرے۔ کہ مکار قاضی نے سوچا کہ یہ تو معاملہ پلٹا چاہتا ہے اور میری بزرگی اور وقعت
سب خاک میں ملا چاہتی ہے، تو چپکے سے اُس نے رئیس کے کان میں کہا کہ" اس کے دھوکے
میں نہ آیئے گا یہ بہت بڑا جادوگر معلوم ہوتا ہے" رئیس اُس کے ورغلانے میں آگیا اور کہا کہ

Marfat.com

"تمہارا یہ معاملہ جادو کا معلوم ہوتا ہے" تم قطب نہیں ہو حضرت مخدوم صابر علیہ الرحمت نے مسکرا کر فرمایا کہ "الحمد للہ آج یہ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی اس عاجز سے ادا ہوئی کہ جادو گر خیال کیا گیا" ۔ [1]

قاضی تبرک چونکہ پیدائشی مغرور اور حاسد تھا علم حاصل کرنے کے باوجود بھی اسی طرح مغرور اور مقبولانِ حق سے کینہ اور عداوت رکھتا تھا چنانچہ اس نے حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمت سے بغض وحسد کیا اور باز نہ آیا، ہر مرحلے پر اس نے آپ کے خلاف معاندانہ رویہ رکھنے کی انتہا کر دی مگر دوسری سمت حضرت مخدوم صابر علیہ الرحمت صبر و تحمل کا مظاہرہ فرماتے رہے مگر قاضی تبرک آپ کے ضبط و تحمل کو کمزوری پر محمول کرتا رہا حالانکہ وہ غلط فہمی کا شکار تھا۔

بابا صاحب کی حالات کلیر سے آگاہی

قاضی تبرک کی مخالفت روز بروز شدت اختیار کرتی گئی اور رئیس کلیر کو چاہیے تو یہ تھا کہ قاضی تبرک کو ظلم وستم سے باز کرتا لیکن الٹا اس نے اسکی مدد کرنا شروع کر دی۔ چنانچہ حضرت مخدوم صابر صاحب نے حضرت بابا صاحب کو کلیر کے حالات سے آگاہ کرنے کیلئے آپ کے نام ایک خط لکھا۔

سیر الاقطاب میں یوں لکھا ہے۔

آنحضرت بندہ را ملکی معین فرمودہ اند کہ	آنحضرت نے بندہ کو جس مقام پر مقرر فرمایا
برائے نمازِ جمعہ ہم جائے نمی یابد و کسے	ہے وہاں نمازِ جمعہ کیلئے جگہ نہیں پاتا،
نمی داند کہ کیستم، و بے اجازت حضرت پیر	اور کوئی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور
دستگیر دم زدن نتوانم ازیں باب ہر چہ فرمان	حضرت پیر دستگیر کی اجازت کے بغیر تاب دم
شود برآں عمل نمایم، حضرت قطب	زدن نہیں، اس باب میں جو حکم فرمایا جائے
الکاملین جواب آں صادر فرمود کہ آں ولایت	اس پر عمل کروں حضرت قطب الکاملین نے
بہ تعلق شما است طوریکہ ذوق خاطر شما	جواب دیا کہ وہ ولایت تم سے متعلق ہے

[1] محمد حسن رامپوری، حقیقت گلزار صابری، ص ۱۸۰، مطبوعہ قصور،

Marfat.com

باشد نمایند و ہر چہ دانند بکنند اختیار شما است۔

جس طرح تمہارا دل چاہے کرو، اور جو مناسب ہو کرو تمہیں اختیار ہے۔

حضرت مخدوم کا مسجد میں دوبارہ جانا

حضرت بابا صاحب کا جواب موصول ہونے پر حضرت مخدوم صاحب پھر جامع مسجد میں تشریف لے گئے، اس مرتبہ بھی اہالیانِ کلیر نے آپ کے ساتھ وہی سلوک کیا جو پہلے کر چکے تھے۔ اقتباس الانوار میں ہے۔

بعد از انکہ جماعۃ برائے نماز رسیدند بشدت پیش آمدہ گفتند کہ ازیں جا برخیزید و جائے دیگر بنشینید، اصحاب شیخ علی صابر تواضع عذر گی کردند کہ جائے خالی بود آمدہ نشستیم از مکارمِ اخلاق خود معذور باید داشت، آنہا زیادہ درشتی آغاز کردند کہ ایں جائے نشستنِ آبا و اجدادِ ماست، شمارا ایں جا ہرگز نمی گذاریم چوں سخن بسیار بلند شد شیخ علی صابرؒ سر از مراقبہ برآوردہ فرمود کہ صاحبِ ولایت ایں دیار برائے نشستن چنیں جائے از شما سزاوار تر است، آں بے عاقبت اندیش بہ یک بار غلو کردہ گفتند از کجا معلوم شود کہ شما صاحبِ ولایت ہستند برہان می باید او را غیرت مظہر جلال در کار شد و حالے عجیب رو نما گشت پس از مسجد برآمد

جس وقت جماعت کھڑی ہوئی لوگوں نے نہایت سختی سے کہا کہ تم یہاں سے اٹھ کر کسی دوسری جگہ بیٹھ جاؤ حضرت مخدوم صاحبؒ کے ساتھیوں نے فقیرانہ تواضع سے اظہار معذرت کرتے ہوئے کہا کہ جگہ خالی تھی ہم آکر بیٹھ گئے، ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارا عذر قبول فرمائیں گے، یہ بات سن کر نمازی اور بھی سر پر چڑھ گئے کہنے لگے کہ یہ جگہ ہمارے باپ دادا کی ہے ہم تمہیں اس جگہ نہیں بیٹھنے دینگے، غرض یہ کہ بات بڑھ گئی مسجد میں شور غوغا سن کر حضرت مخدوم صاحب نے مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کیا تمہارے باپ دادا کے مقابلہ میں اس مقام کا صاحب ولایت اس جگہ بیٹھنے کا اہل نہیں ہے اس بات پر سب

Marfat.com

وگفت کہ برہانش ایں ست و شما دریں ساعت ہمہ ببینید،

لوگوں نے ہجوم اور شور وغل کرتے ہوئے کہا تمہارے پاس شاہ ولایت ہونے کی کیا دلیل ہے؟ یہ سنتے ہی حضرت مخدوم صاحب جلال سے بے قابو ہو کر مسجد سے باہر آگئے اور فرمایا کہ میری ولایت کی دلیل ہے۔

آپ مسجد سے باہر آکر کھڑے ہو گئے، اہل مسجد کو ہدایت فرمانے لگے، مگر وہ کب ماننے والے تھے نماز کھڑی ہو گئی، لوگ سجدے میں گئے تو آپ نے مسجد سے فرمایا تو بھی تو سجدہ کر، یہ کہتے ہی مسجد فوراً گر پڑی اور تمام قرامطہ اور خوارج دب کر مر گئے۔ [1]

قاضی تبرک نے باباؒ صاحب کا خط چاک کر دیا

حضرت مخدوم صاحب نے اپنا خط علیم اللہ ابدال کو دے کر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں روانہ کیا حضرت علیم اللہ ابدال حضرت کا عریضہ لے کر کلیر سے منزل بہ منزل پاک پٹن آئے اور حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر مخدوم صاحب کا خط دیا۔ حضرت بابا صاحب نے آپ کا خط پڑھا اور جواب میں ایک جامع فتویٰ لکھا جو قاضی تبرک کے نام تھا اور وہ فتویٰ علیم اللہ ابدال کو دیا اور فرمایا کہ یہ عریضہ حضرت مخدوم کی خدمت میں لے جاؤ چنانچہ حضرت علیم اللہ ابدال وہ عریضہ لے کر واپس حضرت کی خدمت میں آگئے اور حضرت کو وہ فتویٰ دکھانے کے بعد حضرت بابا صاحب کے حکم کے مطابق وہ فتویٰ قاضی تبرک کو دیا۔ اس کمبخت نے اس گرامی نامہ کو چاک کر ڈالا۔ اور اس کی پشت پر یہ تحریر کیا کہ "پیر ہمارا کلام مجید ہے، اور امامت قدیم سے ہمارے حصہ میں چلی آتی ہے، ہم کو بیعت کی حاجت نہیں ہے۔ ہم آپ کے کہنے کے مطابق کیونکر یقین کریں کہ آپ پر خدا اور رسولؐ کا حکم ہمارے لئے صادر ہوا ہے۔ اگر خدا اور رسولؐ ہم کو حکم دے تو ہم آپ کے خلیفہ کو امام و سرتاج بنالیں ورنہ یہ کافی نہیں ہے۔"

[1] شبیر حسین نظامی، مخدوم صابر کلیری، ص ۴۲، بحوالہ سیر الاقطاب،

Marfat.com

یہ لکھ کر اور صفت بن قہوان نامی ایک شخص کے ذریعے سے حضرت مخدوم صابر علیہ الرحمت کی خدمت بابرکت میں واپس کردیا۔

حضرت صابر کی تنبیہہ

حضرت مخدوم صاحب نے اپنے مرشد کی تحریر ہدایت نامہ کی تعظیم کھڑے ہوکر کی لیکن اسکو چاک کیا دیکھکر آپ غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ "اے لوگو تم کو اُس کے چاک کرنے سے کیا حاصل ہوا اگر تم یونہی واپس کر دیتے تو تمہارا کیا نقصان تھا"۔ اور جلال میں آکر فرمایا "کہ اے گستاخو جاؤ تم نے ہمارے بزرگ کے خط کو چاک کیا ہے ہم تم سب کے ناموں کو لوح محفوظ سے چاک کئے دیتے ہیں، آج کی بات یاد رکھو کہ تم لوگ مع کلیر کی زمین کے جلد سے جلد سوختہ ہو جاؤ گے اور ایسے جلو گے کہ قیامت تک تم سب جلتے رہو گے۔

قاضی تبرک کو حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت کو بغض وحسد سے باز رہنے کی ازحد تلقین کی مگر وہ ضدی تھا اسی ضد کی بنا پر گستاخی کرنے پر اُتر آیا۔ جس کا حوالہ ملاحظہ ہو:

حضرت بابا صاحبؒ اور رئیس کلیر کے بذریعہ خط مذاکرات

اُسی دن آپ نے وہ چاک کیا ہوا مکتوب اور اپنی عرضی حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں بغرض اطلاع حالات روانہ فرمائی جس وقت نامہ مبارک آپکے ملاحظہ سے گزرا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ٹھہرو جواب دیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے استغراق فرمایا اور تیرہ یوم تک حجرے سے باہر نہ تشریف لائے، چودھویں دن فجر کے وقت برآمد ہو کر ایک فرمان فرمان رئیس کلیر کے نام بدیں مضمون تحریر کیا "خدائے بزرگ و برتر نے تجھے کلیر کی ریاست عطا فرمائی ہے' اور مخدوم علاءُ الدین علی احمد صابرؒ کو بادشاہی دو جہان کی عطا فرمائی ہے، تجھ کو لازم ہے کہ تو فوراً ان کی اطاعت کر، تو اُن کے مرتبہ سے ناواقف ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اُن کا باپ شاہ عبدالرحیم عبدالسلام جیسا بزرگ اور دادا عبدالوہاب ولی اللہ اور جدِ امجد جناب قطب ربانی غوث صمدانی شیخ حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی والحسینی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ تم قرآن کو اپنا پیر بتلاتے ہو اور آل رسول کو نہیں مانتے ہو۔

Marfat.com

اُن کی موجودگی میں غیروں کو امام بناتے ہو، آلِ محمد پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہو۔ خدا کے رسول کا حکم ہے کہ
اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ صَالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ ۔ اور کچھ نہیں
تو حضرت مخدوم صابر کو اولادِ علی و آلِ رسول سمجھ کر اس کی عزت کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ اگر تم اس سے انحراف کروگے اور اس کی بیعت سے انکار کروگے تو ہلاک ہو جاؤ گے تم سب کے نام لوحِ محفوظ سے چاک ہو چکے ہیں، مگر اب بھی اگر تم اپنی بہتری و سلامتی چاہتے ہو تو حضرت مخدوم صاحب کی اطاعت اور خوش رکھو۔ میں ان کو لکھتا ہوں وہ تم سب پر مہربانی کریں گے۔ قرآن کریم جس کو تم اپنا پیر بتلاتے ہو اس میں آنکھیں کھول کر دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ میری یہ تحریر قاضی صاحب کو بھی مخاطب کرتی ہے۔ اور اُن کو بھی میں تاکید کرتا ہوں، اگر اس کے خلاف کروگے، پچھتاؤ گے، اور قیامت تک مفر نہ پاؤ گے۔ اس کے بعد نامہ بند کیا۔ اور مُہر لگا کر علیم اللہ ابدال کو واپس کر دیا۔ وہ خط علیم اللہ ابدال نے لا کر ذموان (رئیس کلیر) کے حوالے کیا۔ قاضی تبرک بھی اس وقت مجلس میں موجود تھا۔ رئیس نے علیم اللہ ابدال سے خط لیکر دریافت کیا کہ تم کب پاک پٹن سے روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہی ظہر کی نماز حضرت بابا صاحب کے ساتھ پڑھی تھی اور عصر کی نماز یہاں آکر حضرت مخدوم صاحب کے ہمراہ پڑھی اور اب تمہارے پاس خط کر آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ تیز رفتاری انسانی قدرت کے خلاف ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے، علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ مجھ کو حضرت مخدوم صاحب کی خدمت کے طفیل میں یہ مرتبہ حاصل ہے اور یہ بہت ادنیٰ سی بات ہے۔ اگر تم بھی حضرت مخدوم صاحب کی اطاعت کرو۔ تو بہت ممکن ہے کہ اس سے کہیں زیادہ مراتب عالیہ تم پر کشادہ ہو جائیں۔ قاضی تبرک کمبخت نے کہا کہ آپ کا کدھر خیال ہے۔ یہ سب محض باطل ہے۔ اگر آپ نے اطاعت کی تو آپ کی یہ ریاست وغیرہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ تب رئیس نے کہا کہ اگر خدا کو ہمیں کافر کرنا منظور ہے تو وہ کافر ہی کرے گا۔ اور اگر ہم کو مسلمان رکھنا ہے تو ہم مسلمان ہی مریں گے۔ ہم کو لوحِ محفوظ سے ڈراتے ہو، اگر ہمارے سب کے نام لوحِ محفوظ سے سوخت ہو گئے۔ تو اب تک ہم لوگ تباہ ہو گئے ہوتے۔ ہم کو ایسی دھمکیوں کی پرواہ نہیں ہے۔ قاضی نے کہا کہ اس تحریر کو چاک

Marfat.com

کردو اور لکھدو کہ ہمیں آپ کی اطاعت و امامت منظور نہیں ہے۔ جیسا ہوگا ویسا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ رئیس نے ایسا ہی کیا اور تحریر علیم اللہ ابدال کے ہاتھ حضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں واپس کردی حضرت مخدوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بہت صدمہ ہوا، اور شب میں تہجد کی نماز کے بعد علیم اللہ کو پھر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں واپس کیا اور یہ عریضہ ارسال کیا کہ حضرت فقیر کو بہت صدمہ ہے، اور ہر وقت آپکا ہی خیال رہتا ہے۔ حضور انور کو تمام حال روشن ہے۔ جلد اس فکر و تردد سے رہا فرمائیے، ورنہ فقیر کی پریشانی طوالت پکڑے گی اور حدِ علاج سے گزر جائے گی۔ آئندہ حضور کو اختیار ہے جو چاہے سو کرے بندے کو خدا سے کیا چارہ ہے، وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔ فقط عریضہ دے کر علیم اللہ ابدال سے تاکید فرمائی کہ جس قدر جلد امکان ہو سکے جلد جواب لے کر آجانا۔ توقف نہ کرنا۔

علیم اللہ ابدال حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پہنچے اور چاک کیا ہوا گرامی نامہ اور حضرت مخدوم صاحب کا عریضہ خدمت بابرکت میں پیش کیا۔ حضرت بابا صاحب نے تاسف کیا اور علیم اللہ کو حکم دیا کہ تم جاکر رئیس و قاضی دونوں کے نسب نامے لے آؤ۔ چنانچہ علیم اللہ نے آکر حضرت مخدوم صاحب سے عرض کیا نسب نامے قاضی و رئیس شہر کے حضرت بابا صاحب علیہ الرحمہ نے طلب فرمائے ہیں۔ حضرت نے شیخ بہاؤالدین کو بلا کر ان سے فرمایا کہ تم جاکر کسی طرح سے رئیس و قاضی شہر کے نسب نامے لے آؤ۔ چنانچہ وہ بموجب حکم دفتر قضا میں گیا اور نسب ناموں کی جستجو میں مصروف ہوگیا۔ کسی شخص نے قاضی کو خفیہ اطلاع کردی قاضی نے فوراً بہاؤالدین کو گرفتار کرکے مقید کرادیا۔ جب اسکی خبر حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمتہ کو ہوئی تو آپ نے علیم اللہ کو حکم دیا کہ تم جاکر تمام شہر کے نسب نامے دفتر سے اٹھا لاؤ، اور شیخ بہاؤالدین کو قید خانہ سے چھڑا لاؤ۔ چنانچہ علیم اللہ ابدال نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔

حضرت مخدوم صاحب نے اسی وقت علیم اللہ کو دونوں نسب نامے دے کر حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ علیم اللہ نے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر نسب نامے پیش کئے۔ اور اپنی واپسی کی نسبت دریافت کیا کہ میرے لئے کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیوں اس قدر پریشان ہو۔ تب علیم اللہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے اس وجہ سے پریشانی ہے کہ مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے

Marfat.com

کہ کلیر پر بہت جلد تباہی آنے والی ہے، اور اس سے مفر ناممکن ہوگا، اور مجھے اپنے لئے خوف معلوم ہوتا ہے، کہ کہیں میں بھی قہر خدا میں نہ مبتلا ہو جاؤں، ساری عمر میں مجھے آج کا ایسا کبھی ہراس نہیں ہوا تھا، خدا کے واسطے حضور میری تسکین فرمائیں، حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علیم اللہ کی پشت پر دستِ شفقت پھیر کر فرمایا کہ تجھ کو خوف نہ کرنا چاہیئے، مخدوم صاحب کی تائید و حمایت تجھ پر سایہ فگن ہوگی، اِن کلمات سے علیم اللہ کی تشفی ہوگئی، اس گفتگو میں مغرب کا وقت آگیا، نماز مغرب ادا کی گئی، اور اس کے بعد حضرت بابا صاحب نے جواب نامہ حضرت مخدوم صاحب کو تحریر فرما کر علیم اللہ ابدال کے حوالے کیا، اور اسی روز نماز عشاء کے وقت علیم اللہ حضرت مخدوم صابرؒ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور خریطہ ملفوف ابلاغ خدمت عالی میں کیا، آپ نے اس کو لیکر آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھ کر تعظیماً بوسہ دیا کی، اور علیم اللہ کو دے کر پڑھنے کا حکم دیا، حضرت بابا صاحبؒ نے بہت مختصر الفاظ میں یہ تحریر فرمایا تھا میرے مخدوم کلیر تیری بکری ہے چاہے ماس کھا چاہے دودھ پی۔ اس کے سوا اور کچھ تحریر نہ تھا، حضرت مخدوم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بَرَزَ وَلِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے ظہور کا زمانہ قریب آپہنچا، علیم اللہ نے عرض کیا کہ حضور اس قہر خداوندی میں میرے لئے کیا حکم ہے، مجھے کہاں پناہ ملے گی، آپ نے فرمایا کہ تم میرا ساتھ نہ چھوڑنا، یہیں تم کو پناہ ملے گی اگر تم علیحدہ ہو جاؤ گے تو تم بھی قہر خدا میں پھنس جاؤ گے اور پھر امن نہ ملے گا۔" [1]

کلیر میں زلزلہ بتاریخ ۹ محرم ۶۵۱ھ بروز پنجشنبہ صبح کے وقت حضرت مخدوم صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وردِ سیف اللہ، حرز یمانی شریف، حرز مرتضوی کو بہ ترکیب قیومی روحی تلاوت فرمایا، اور آسمان کی طرف دم کر دیا، اور دوسرے دن اسی سلطان الاوراد کو بہ ترکیب غوثی معنوی تلاوت فرما کر زمین کی طرف دم کر دیا، اسی وقت زمین میں ایک جنبش بطورِ زلزلہ کے محسوس ہوئی، تھوڑے عرصہ کے بعد پھر ایک زلزلہ آیا، اور ایک پہر دن چڑھے پھر تیسری مرتبہ زمین متحرک ہوئی، رئیس شہر نے قاضی کو بلوا کر دریافت کیا کہ آج کیا بات ہے

[1] مولانا محمد حسن رام پوری، حقیقت گلزار صابری، ص ۱۹۲، مطبوعہ قصور،

Marfat.com

کہ صبح سے اس وقت تک تین مرتبہ زلزلہ آچکا ہے، قاضی خود مبہوت اور متحیر تھا، اور اس نے جواب دیا کہ خود میری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آتا ہے۔ اس وقت پھر رئیس شہر کے دل میں خیال پیدا ہوا اور اس نے قاضی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قہر خدا ہے، جو حضرات اقطاب ہند کی ناخوشی کے سبب سے ہم پر نازل ہونے والا ہے۔ اب بھی بہتر ہے کہ چل کر اُن سے معافی مانگ لیں اور اُن کی بیعت کرلیں قاضی مردود نے جواب دیا کہ آپ تو ذرا ذرا سی باتوں سے ڈر جاتے ہیں، یہ سب سحر کی کرامات ہے۔ اور سحر باطل ہوتا ہے، اور اگر آپ سحر کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو میں نے بھی ایک ساحرہ تلاش کرلی ہے، زموان نے خوش ہو کر حکم دیا کہ اُسے فوراً بلاؤ، چنانچہ وہ اسی وقت رئیس کے سامنے لائی گئی۔ زموان نے اُس سے دریافت کیا کہ آج کیا بات ہے جو زمین کو تین مرتبہ زلزلہ آچکا ہے، یہ تذکرہ ہو ہی رہا تھا کہ پھر چوتھی مرتبہ زلزلہ آیا، اُس نے جواب دیا کہ یہ تو معمولی سحر کا تماشا ہے، اگر حکم ہو تو کنیز بھی ابھی زمین متزلزل کر دے اور ایک بار نہیں جتنی بار حضور حکم دیں، رئیس نے آزمائش کیلئے حکم دیا۔ چنانچہ اُس نے بھی گیارہ مرتبہ سحر کرکے زمین کو جنبش دی۔ لیکن دراصل یہ سحر سے اُن کے قلوب کا زلزلہ تھا۔ جس سے اُن کو زمین کا زلزلہ محسوس ہوا۔ غرضکہ اس ساحرہ کی اس حرکت سے زموان کی تسکین ہوگئی۔ اور سب کی سمجھ میں بھی آگیا کہ واقعی یہ زلزلہ سحر کی کرشمہ سازی ہے غرضیکہ جمعہ کی اذان کے وقت تک سات مرتبہ زمین کو جنبش ہوئی۔ اذان کی آواز سن کر سب لوگ جامع مسجد مذکور کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت مخدوم صابر صاحب مع علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاؤالدین کے پیشتر ہی مسجد میں جلوہ افروز ہو چکے تھے، اور مصلیٰ امامت پر تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں رئیس شہر و قاضی تبرک بھی حاضر ہوئے اس وقت مسجد میں بقول بعض تیرہ ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔[1]

کلیر کی جامع مسجد کا رکوع جس وقت قاضی تبرک اپنے مصلیٰ امامت کے قریب آیا تو اس وقت پھر حضرت مخدوم صاحب نے باآواز بلند ہدایت

[1] مولانا احمد بیلی، سوانح حیات مخدوم علی احمد صابر، ص ، مطبوعہ کراچی،

Marfat.com

فرمائی اگر آج بھی تم لوگ کہ صبح سے قہر خداوندی کا نازل ہو رہا ہے سمجھ جاؤ" اور راہ راست پر آجاؤ' اور میری بیعت کرو اور امامت کو تسلیم کرو تو اب بھی خیر ہے ورنہ تم کو پچھتانے کا بھی موقع نہ ملے گا کسی طرح بھی مغفرت کی صورت نہ ہوگی۔ قاضی مردود نے جواب دیا کہ تم ہم کو بار بار کیوں دھمکاتے ہو۔ ہم تمہارے سحر و ساحری سے اچھی طرح واقف ہو گئے ہیں' اور تمہارے سحر کے جواب کیلئے ہم نے ساحرہ تلاش کرلی ہے۔ ہم ہرگز تم کو اپنا امام نہ بنائیں گے۔ یہ سن کر حضرت مخدوم صاحب نے فوراً امام کا مصلّے چھوڑ دیا۔ اور اگلی صف میں بیٹھ گئے؛ مگر لوگوں نے وہاں سے یہ کہہ کر کہ یہ ہماری جگہ ہے ہٹا دیا۔ اسی طرح دامان سے صحن مسجد میں ہوتے ہوئے بیرونی دروازہ کے قریب آخری صف میں حضرت مخدوم صاحب پہنچ گئے مگر وہاں بھی کسی مردود نے یہ کہہ کر کھڑا نہ ہونے دیا کہ یہ میری جگہ ہے؛ اور سیڑھیوں پر بھی جگہ نہ ملی تو آپ مسجد کے باہر تشریف لے آئے۔ آپ کے ہمراہ علیم اللہ ابدال کو بھی باہر آنا پڑا۔ شیخ بہاء الدین کو سیڑھی پر جگہ مل گئی' حضرت کو اُس وقت بہت غصہ آیا، آپنے مسجد کو حکم دیا کہ جس وقت یہ لوگ رکوع میں جائیں تو بھی رکوع کر' اور ان سب کو تحت الثریٰ میں پہنچا دے'، اُسی اثنا میں اگلی صف کے شروع اور آخر سے دو آدمیوں نے آواز دی کہ یا حضرت ہم ولی ہیں اور آپ کی بزرگی اور امامت کے دل سے قائل ہیں ہم کو نجات دلوایئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ تم دونوں نے اوّل روز ہی میری امامت کو کیوں نہ تسلیم کی۔ اب فقیر کا مارا ہوا مردود ہوتا ہے' وہ چاہے ولی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ فرما کر آپ بھی نماز میں مشغول ہو گئے اور علیم اللہ ابدال حضور کے پس پشت نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے جس وقت سب لوگ رکوع میں گئے۔ بموجب حکم کے مسجد نے بھی رکوع کیا اور تمام لوگوں کو داب کر اسفل السافلین کی طرف پہنچا دیا۔ مسجد کی اس حرکت سے سارے شہر میں سخت زلزلہ آیا، اس وقت حضور اقدس کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔ یَا هُوْ یَا مَنْ هُوْ یَا مَنْ لَیْسَ لَهُوْ اِلَّا هُوْ حَقْ حَقْ، جو لوگ مسجد کے باہر تھے اس ہیبت خیز واقعہ کو دیکھ کر بے تحاشا شہر کی جانب بھاگے اور جا کر لوگوں کو مسجد کی تباہی کی خبر دی۔ مسماۃ گل زادی بھی یہ سن کر روتی چلاتی ہوئی آ کر حضرت کے پاؤں پر گری، اور عرض کرنے لگی کہ میرے بہاؤالدین کو بچایئے'

Marfat.com

وہ بھی نمازیوں میں شامل تھا حضرت عالی نے فرمایا کہ جا آخری سیڑھی کے نیچے دبا ہے جاکر نکال لے۔ اُس نے عرض کیا کہ بھلا حضور مجھ سے سیڑھی کا ہیکو اُٹھے گی۔ تب حضرت نے علیم اللہ کی طرف اشارہ کیا کہ تم جاکر نکال دو، چنانچہ بموجب حکم عالی کے علیم اللہ ابدال نے جاکر سیڑھی کو اٹھایا تو اُس کے نیچے سے شیخ بہاؤالدین صحیح وسالم برآمد ہوئے۔ اُن کو مسماۃ گلزادی کے سپرد کرکے آپ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ بارہ پہر تک مجھ کو عبدیت خاص حاصل ہے، تم فوراً شہر سے بارہ کوس پر اپنے عزیز و یگانوں کو لے کر نکل جاؤ یہاں قہر خداوندی کا نزول ہوگا۔ اور بارہ کوس کے اندر کسی شئے کو پناہ نہ ملے گی۔ اس کے بعد حضرت ممدوح اپنی جائے قیام یعنی مسماۃ گلزادی کے مکان پر تشریف لائے، وہاں ایک انبوہ کثیر لوگوں کا جمع ہوگیا۔ اور ہر شخص حضور سے معافی مانگنے کا ملتجی تھا۔ مگر علیم اللہ ابدال بوجہ جذب خاص وحالت جلال، کسی شخص کو بھی حضرت کے سامنے نہیں جانے دیا۔ اور یہ کہہ کر ٹالتے رہے، کہ اب وقت گزر گیا ہے۔ حضرت بہت جلال میں ہیں۔ یہاں سے بھاگو۔ مگر جب شہر کی خلقت نے زیادہ یورش کی تو آپ وہاں سے اٹھ کر کسی دوسری جگہ چل دیئے۔ اور ایک جگہ پر قیام نہ فرمایا۔ [1]

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کو حالات کی اطلاع

اس کے بعد آپ نے علیم اللہ ابدال کے ذریعہ سے ایک عریضہ مشتمل بر حالات انہدام مسجد حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں عصر کے وقت روانہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب تو واپس آئے تو میرے پس پشت رہنا ورنہ جل کر خاک سیاہ ہو جائے گا۔ اور جو کچھ میں حکم دوں اس کی تعمیل کرنا، ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ یہ سن کر علیم اللہ پاک پٹن شریف کی جانب روانہ ہوئے۔

علیم اللہ ابدال عریضہ مذکور لے کر حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اُس وقت عشاء کی نماز کا وقت تھا۔ اسی دن ٹھیک اسی وقت جبکہ کلیر میں مسجد منہدم ہوئی

[1] تذکرہ حضرت علی احمد صابر از سخاوت مرزا ص ۷۲، ۷۳، مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

تھی۔ یہاں حضرت بابا صاحب کے مکان پر حضرت قطب الدین ابو الغیث بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ جنازے کی نماز کیلئے حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت اقدس میں بہت سے حضرات جمع تھے اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر رہے تھے کہ یا حضرت جب سے کلیر کی جامع مسجد کے الٹ جانے کا القاء والہام ہم لوگوں کو ہوا ہے۔ قلب پر ایک باطنی کیفیت طاری ہے۔ اور کسی کا حال سن کر سکون نہیں ملتا ہے، سوائے اس کے کہ مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا جائے۔ حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ یہ واقعہ میرے مخدوم صابر کے عروج اولوالعزمی مرتبہ شاہنشاہی کا باعث ہے۔ اور جب تک تم لوگ جا کر مخدوم صاحب کی مزاج پرسی نہ کر آؤ گے اس وقت تک کسی اہلِ باطن کو اس سے رستگاری حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور اسی وقت آپ نے اپنے اٹھائیس خلفاء کو بذریعہ ابدال کے طلب فرمایا۔ علیم اللہ ابدال نے عریضہ حضرت مخدوم صاحبؒ کا حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت عالی میں پیش کیا، حضرت نے خوش ہو کر نامہ کو کھولا اور ملاحظہ فرمایا۔ اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ تم لوگ جا کر علیم اللہ سے کلیر کے کل صحیح حالات معلوم کر کے اپنے اپنے مکتوبات میں درج کر دینا، تاکہ ان تحریرات کے ذریعہ سے میرے مخدوم کے خلفاء کو اول سے آخر تک کل حالات معلوم ہو سکیں، علیم اللہ نے کل حالات کلیر کے من اولہ الی آخرہ سب سے بیان کر دیئے۔ اور اس کے بعد عشار کی نماز سب کے ساتھ پڑھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ [1]

اولیا کی حضرت مخدوم صاحبؒ کی مزاج پرسی

گیارھویں محرم ۱۵ ۶ھ شنبہ کے دن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت بابا شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بجائے بدر الدین صاحب سجادہ نشین فرزند اکبر اور اپنے دیگر چھبیس خلفاء اور اٹھارہ حاضرین محفل کو (جن کے اسمائے گرامی بوجہ طوالت یہاں درج نہ ہو سکے) بغرض مزاج پرسی حضرت مخدوم صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ و شرف اندوزی عروج کیفیت باطن حضرت موصوف کلیر کی جانب روانہ کیا۔ اور ہدایت فرمادی کہ راستہ میں اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے جانا۔

[1] مولانا محمد حسن رامپوری، حقیقت گلزار صابری، ص ، مطبوعہ قصور،

Marfat.com

چنانچہ ایسا ہی اُن سبھوں نے کیا۔

علیم اللہ ابدال نے حضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں تہجد کے وقت حاضر ہو کر جملہ حالات پاک پٹن شریف کے بیان کر دیئے۔ مگر علیم اللہ ابدال نے ملاحظہ کیا کہ حضرت مخدوم صاحبؒ ایک جگہ پر قیام نہیں فرماتے ہیں۔ حضرت مخدوم صاحبؒ نے علیم اللہ سے فرمایا کہ اب تم ہم سے عالم امکان کی گفتگو مت کرنا۔ بلکہ اگر کچھ کہنا ہو تو عالم وجوب کی کہنا۔

چار چیزوں کی آتشِ غضب سے حفاظت کی دُعا

۱۲ محرم ۶۵۱ھ کو جب آپ عبدیت خاص سے فارغ ہوئے۔ اس وقت تہجد کا وقت تھا۔ اس وقت آپ مسماۃ گلزادی کے مکان پر تشریف لائے اور جس جگہ پر حضور انور کا مزارِ مقدس ہے۔ یہ جگہ اوّل روز سے ہی حضور کو پسند تھی۔ اسی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ علیم اللہ ابدال بھی حاضر تھے۔ اس عرصہ میں مخلوق کلیر آپ کو تلاش کرتی رہی۔ مگر کہیں بھی آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ کلیر کی چار چیزوں نے بزبانِ حال آپ سے استدعا کی کہ وہ قہر الٰہی سے محفوظ اور مامون رہیں، حضور عالی نے ان چاروں کی التجا قبول فرما کر دُعا فرمائی۔ وہ چاروں چیزیں یہ تھیں، (۱) درخت گولر یہ اب بھی مزار اقدس کے قریب موجود ہے۔ (۲) ایک فاختہ کہ اُسی گولر کے درخت پر آشیانہ رکھے ہوئے تھی۔ (۳) ایک قطعہ زمین جو حضرت کے جائے قیام سے تھوڑے سے فاصلہ پر تھی (۴) قطعہ مزار حضرت سیدنا امام الدین صاحب جو حضرت غوث الاعظم پیران پیر دستگیر سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے، اور حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے اور ہنگام فتح کلیر جام شہادت نوش فرما کر یہیں آسودہ تھے۔

کلیر میں آتش زدگی

ان چاروں چیزوں کے تحفظ کی دعا فرما کر گولر کے درخت کے قریب رو بقبلہ ہو کر کھڑے ہوئے، علیم اللہ ابدال آپ کے ہمراہ سایہ کی طرح حاضر تھے۔ آپ نے اپنی پشت مبارک گولر کے درخت سے لگا دی، اور بائیں ہاتھ سے ایک شاخ اُس کی پکڑ لی اور بائیں ہاتھ کی مٹھی بند کر کے انگشتِ شہادت علم کی اور ہاتھ قلب کے سامنے لا کر آسمان کی

Marfat.com

جانب نگاہ کی۔ تھوڑی دیر تک ایک استغراقی حالت میں آپ رہے۔ بعد تھوڑی دیر کے آپکے ہاتھ سے درخت کی شاخ چھوٹ گئی اور دوسرا ہاتھ بھی نیچے چھوڑ دیا۔ آسمان کی جانب سے آنکھیں ہٹ گئیں اور آپ اسی حالت میں درخت گولر سے ہٹ کر تھوڑے فاصلہ پر کہ اب اسی جگہ پر مزار اقدس ہے کھڑے ہو گئے۔ بعد ایک ساعت کے آپنے اپنی چشم جلال کو جودا کیا اور نظر برق صورت جو زمین پر پڑی تو آپ کے پائے مبارک سے سات قدم کے فاصلہ پر زمین سے آگ نکلنا شروع ہوئی۔ اور چاروں طرف بڑھی اور پھیلتی گئی۔ اور انہیں چاروں اشیاء مذکور الصدر کو چھوڑ کر باقی ہر ایک شئے کو جلانا شروع کیا تمام مکانات درخت جانور اور تمامی کلیر کی مخلوق جلنے اور تباہ ہونے لگی۔ شعلہ آگ کے بلند ہوتے تھے، اور کسی کو پناہ نہ ملتی تھی، آگ بڑھتے بڑھتے بارہ کوس کی حد میں پھیل گئی کئی دن تک آگ کا تسلسل ختم نہ ہوا۔ اور سارا شہر کلیر کا جل بھن کر خاک سیاہ ہو گیا صرف وہی چاروں چیزیں باقی رہیں، آگ لگے ہوئے چار دن گذر چکے تھے مگر زمین مثل تنور کے گرم تھی، کسی کی ہمت و جرأت نہ تھی کہ اس بارہ کوس کے حلقہ کے اندر قدم رکھ سکے کہ اس اثناء میں حضرت بابا صاحبؒ کے خلفاء آپ کی مزاج پرسی کے لئے پہنچے مگر شدت تپش سے اور آگے کوئی صاحب قدم نہ بڑھا سکے۔ ناچار حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمہ کا نام نامی باآواز بلند لے کر سب نے پکارنا شروع کیا تب علیم اللہ ابدال کو حضرت مخدوم صاحب نے ان سب کے لانے کیلئے بھیجا اور حکم دیا۔ اور اب اسی استغراقی کیفیت میں محو ہو گئے، کبھی درخت گولر کے قریب کھڑے ہوتے اور کبھی جائے اقامت پر پہنچ جاتے، مگر جس وقت آنکھ کھولتے اور نگاہ قہر زدہ زمین پر پڑتی تو شعلہ بلند ہو کر پھیلنا شروع ہو جاتے۔ علیم اللہ ابدال سب حضرات کو لیکر حاضر ہوئے، آپ کی زبان پر وہی کلمات یَا ھُوَ یَا مَنْ ھُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَہٗ ھُوَ اِلَّا ھُوَ جاری تھے، اور کسی کسی وقت شدت جذب میں لَا لَا۔ علیم اللہ ابدال نے پس پشت سے بارگاہ عالی میں عرض کیا کہ سب حضرات بغرض مزاج پرسی حاضر ہیں، آپ نے جواب میں فرمایا الحمد للہ، یا حق' اور سب لوگ شاد کام و بامراد آپ کی انتہائی کیفیات باطن سے متاثر پھر علیم اللہ ابدال ان سبھوں کو پیچھے کی طرف سے لے جا کر آگ کی حد سے باہر چھوڑ آئے۔ اسی طرح اور اکثر حضرات بغرض مزاج پرسی مختلف

Marfat.com

اوقات میں تشریف لا کر مشرف ہوئے۔ لہ

سلطان ناصر الدین کا خط حضرت بابا فریدؒ کے نام

کلیر کی مسجد کا انہدام اور آتشزدگی کی خبریں سن کر سلطان ناصر الدین محمود والی ہندوستان کے دل میں خطرات پیدا ہوئے اور بہت پریشان ہوئے، ایک عرضی حضرت خواجہ شیخ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت میں ارسال کی۔ اور اس میں اسطرح عرض حال کیا کہ جب سے میں نے کلیر کا حال سنا ہے بہت سخت پریشان ہوں کسی وقت چین نہیں آتا ہے، ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ کہیں ذموان کی طرح میرا حال بھی خراب نہ ہو۔ خدارا میری حفاظت و حمایت فرمایئے اور وہ تدابیر بتلایئے کہ جن سے اس قہر الٰہی سے مامون اور محفوظ رہ سکوں۔

حضرت بابا صاحب نے نہایت تسلی آمیز خط جواب میں بادشاہ دہلی کو لکھا کہ مبارک ہیں وہ لوگ جو خطرے سے پہلے قہر الٰہی سے ڈرتے ہیں۔ اگر اسی طرح ذموان کو بھی قہر خدا کا خوف ہوتا تو آج اس کی یہ حالت نہ ہوتی۔ تم اطمینان رکھو، اور کسی طرح کا خوف دل میں نہ لاؤ۔ لیکن اس بات کا انتظام کردو کہ کوئی شخص تم میں سے کلیر کی سرزمین پر نہ جائے، اور اپنی اولاد کیلئے بھی ہدایت کردو کہ ان میں سے بھی کوئی اس طرف نہ جائے جب تک کہ مخدوم صاحب حالت جذب و محویت سے سلوک میں نہ آجائیں۔ اور میں بھی باطناً اس بات کا خیال رکھوں گا مطمئن رہو۔ لہ

لہ حقیقت گلزار صابری از پیر حسن محمد، مطبوعہ قصور،

لہ تذکرہ حضرت علی احمد صابر از سخاوت مرزا ص ۸۰، مطبوعہ کراچی،

Marfat.com

۷۔ مجاہدہ و دورِ جمال

کلیر کی آبادی جب تباہ و برباد ہو گئی تو آپ ایک جگہ پر مقیم ہو کر یادِ الٰہی میں مستغرق ہو گئے۔

۱۲ سال کا مجاہدہ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کلیر کی ویرانی کے بعد حضرت صابر رحمتہ اللہ بڑے شوق ذوق کے ساتھ ہر بات سے بے فکر ہو کر ریاضت مجاہدہ اور اشغال کرنے لگے۔ جنگل کے جانوروں اور پرندوں کو ان سے بہت انس ہو گیا تھا۔ اور شیر ان کے دروازے پر دم سے جھاڑو دیتا تھا۔ لیکن عوام الناس سے کوئی بشر بھی ان کے نزدیک نہیں جا سکتا تھا۔ آپ کا استغراق اس قدر بڑھ گیا کہ ایک درخت گولر کی شاخ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اور مصر دیدار و نظارہ تجلیات خداوندی ہو گئے۔ اور حقیقت منتظر جب تک نگاہ میں نہیں سماگئی اسی گولر کی شاخ پکڑ کر کھڑے ہوئے بارہ سال گزر گئے۔ بدن سوکھ گیا۔ ہاتھ پیروں کے رگ پٹھے اکڑ گئے۔ ہڈیوں کے بند ساکت ہو گئے۔ بدن کے کل حصے خشک اور بے حرکت ہو گئے۔ غرضکہ جسم تمام کا تمام معطل و بے کار ہو گیا۔ صرف آنکھیں ہی جمالِ یار دیکھنے کیلئے کھلی رہیں۔ گویا کہ بارہ سال کا مجاہدہ بہت کٹھن اور سخت تھا کہ جو عام لوگوں کی سمجھ اور سوچ سے بالاتر ہے اس دور میں آپ کی طبیعت میں بے حد جلال پیدا ہو گیا۔ اسی جلال کی وجہ سے لوگ قریب نہیں آسکتے تھے۔

جمال میں لانے کیلئے حضرت بابا صاحبؒ کی تدبیر نظرِ باطن سے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اپنے مرید و خلیفہ حضرت علی احمد صابرؒ کے حالات سے باخبر تھے آخر جب بارہ سال کا عرصہ

Marfat.com

گزر گیا تو ایک دن تو دریائے محبت جوش میں آگیا۔ اور بعد نماز اشراق حلقہ مریدین میں تشریف لاکر کیفیت فرزند ارجمند بیان کی اور کہا "میرا صابر بارہ برس سے گولر کا ٹہنہ پکڑے کھڑا ہے، تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اسکو جاکر بٹھائے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی یہ بات سن کر سب حاضرین باصفا حضرت صابرؒ کے جلال کو مدنظر رکھتے ہوئے خاموش رہے مگر تھوڑے وقفے کے بعد حاضرین مجلس میں سے حضرت شمس الدین نے آپ کی خواہش پر عمل پیرا ہونے کا اظہار کیا۔

حضرت شمس الدین کی کلیئر میں آمد اور قیام

حضرت شمس الدین کی رضا مندی پر حضرت بابا صاحب نے آپ کو اپنے قریب کر کے فرمایا کہ خبردار علی احمد صابرؒ کے سامنے نہ گزرنا بلکہ ان کی پشت کی طرف سے ان کے پاس جانا اور انکی خدمت میں رہ کر انہیں بٹھلانے کی کوشش کرنا اور انہیں عام زندگی کے معمول میں لانے کی تدبیر کرنا۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

اس کے بعد خواجہ شمس الدین ترک کو جمال الدینؒ ابدال نے بتلایا کہ وہ علیم اللہ ابدالؒ کی وساطت سے کلیئر پہنچ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ کچھ روز بعد علیم اللہ ابدالؒ کی مدد سے کلیئر پہنچ گئے۔ اور جب آپ حضرت کے مقام سے کچھ فاصلہ پر رہ گئے تو آپ نے باآواز بلند قرأت کے ساتھ کلام اللہ پڑھنا شروع کر دیا اور پشت کی جانب کھڑے ہو کر کلام اللہ پڑھتے رہے۔ بڑی دیر کے بعد حضرت صابر قدس سرہٗ آپ کی طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا "پشت کی جانب کلام اللہ پڑھنا ٹھیک نہیں سامنے آکر پڑھو، حضرت ترکؒ ان کے سامنے تو نہ آئے۔ بلکہ کچھ آگے آکر بائیں ہاتھ کے قریب کھڑے ہو کر تلاوت قرآن مجید کرتے رہے چونکہ حضرت ترک خوش الحان قاری تھے۔ اس لئے حضرت صابرؒ بڑے شوق سے کلام اللہ سنتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت شیخ شمس الدینؒ تلاوت کلام پاک کرتے کرتے رک گئے تو حضرت صابرؒ نے دریافت فرمایا کہ پڑھتے ہوئے کیوں خاموش ہو گئے ہو اور تلاوت

Marfat.com

کرد تو اس پر حضرت شمس الدین نے عرض کیا کہ حضرت کھڑے کھڑے تھک گیا ہوں، اب کھڑے ہو کر پڑھنے کی سکت نہیں ہے، حضرت ترک کا یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا، اچھا بیٹھ جاؤ بیٹھ کر پڑھو، اس پر حضرت ترک رحمتہ اللہ علیہ نے پھر عرض کیا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور کھڑے رہیں اور بندہ بیٹھ جائے۔

بیعت حضرت شمس الدین ترکؒ

کلام اللہ سننے کے شوق میں حضرت صابر رحمتہ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا لیکن بیٹھتے کیسے ہاتھ پیر سب شل ہو گئے تھے۔ حضرت شمس الدینؒ نے سہارا دے کر بمشکل اسی گولر کے تنا سے کر لگا کر آپ کو بٹھلا دیا اور پھر کلام اللہ کی تلاوت کرنی شروع کر دی۔ اسکے کچھ دیر بعد حضرت ترک پھر پڑھتے پڑھتے رک گئے۔ تو حضرت صابر صاحب نے پوچھا اب پھر کیوں تلاوت بند کر دی ہے تو حضرت شمس الدین نے کہا کہ میرا ارادہ اجودھن واپسی کا ہے، اگر آپ مجھے یہاں رہنے کی اجازت کا شرف عطا فرمائیں تو میں آپکی خدمت میں قیام کر لوں۔ اس پر حضرت صابر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تجھ کو میرے مرشد نے بھیجا ہے میں تمہیں کیسے واپس بھیج سکتا ہوں۔ اس پر حضرت شمسؒ نے جواب دیا کہ جیسا حضور چاہیں۔ اسکے بعد دریائے شفقت و فیض جوش میں آگیا۔ حضرت کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ تو میرا بیٹا ہے۔

اس وقت سے حضرت ترکؒ حضرت قدس سرہٗ کے مرید ہو گئے اور باقاعدہ سلسلہ چشتیہ میں شریک ہو گئے، آپ کی تلاوت کا سلسلہ جاری ہی رہا کہ نماز مغرب کا وقت قریب آگیا تو آپ نے حضرت قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ حضرت بھوک لگ رہی ہے کھانا کھانے کی حاجت ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا اس گولر کی گولریاں توڑ کر ابال لو اور کھا لو، چنانچہ حضرت شمس الدین نے گولریاں توڑ کر ابالیں اور قبل نماز مغرب مرشد کے سامنے پیش کیں آپ نے کھانے سے انکار کیا۔ لیکن جب شمس الدین نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں کھاؤں اور آپ نہ کھائیں تو حضرت قدس سرہٗ نے بھی وہ گولریاں کھائیں۔ پھر حضرت شمس الدینؒ نے

Marfat.com

آپ کو وضو کرایا، اور پھر پیر مرید دونوں نے نماز مغرب پڑھی۔

حضرت شمس الدین کو نصیحت

نمازِ عشاء کے بعد حضرت صابر رحمۃ اللہ نے آپ کو ہدایت فرمائی "بعد نماز عشا میرے نزدیک ہرگز نہ آنا، بلکہ دور رہنا تہجد کی نماز کے وقت آنے کی اجازت ہے" عشاء کے بعد حضرت علی احمد صاحب پر استغراق ہونا شروع ہو گیا اور حضرت شمس الدین نے آپ کے کہنے کے مطابق کچھ دور جا کر اپنی رات بسر کی۔ اب حضرت شمس الدین کا روزانہ کا معمول ہو گیا کہ تہجد کے وقت حضرت صابر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کو استغراق کی حالت میں پاتے تو کان میں تین بار صلوٰۃ کہتے تو ان کو ہوش آجاتا۔ ان کو وضو کراتے، اور وہ بعد نماز تہجد و فجر پھر عالم استغراق میں غرق ہو جاتے اور کبھی کبھی اسی گولر کا ٹہنہ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے حضرت شمس الدین انکو جب یاد دلاتے کہ نماز کا وقت قریب ہے تو آپ نماز ادا کرتے کچھ عرصے کے بعد حضرت شمس الدین نے ایک جھونپڑی جنگل سے ٹہنیاں اور پھونس اکھٹا کر کے حضرت کیلئے تیار کر دی اور اپنے لئے کچھ فاصلے پر رہنے کی جگہ بنائی اب پیر مرشد دونوں وہاں رہنے لگے حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کا روزانہ معمول تھا کہ دن میں ہر روز روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے وقت جب حضرت شمس الدینؒ گولریاں آپ کے سامنے پیش کرتے۔ تو کبھی کبھی عالم استغراق میں فرماتے کہ "خدا کھانے پینے سے پاک ہے، پھر جب کچھ ہوش آتا تو فرماتے۔ ہاں ہاں لاؤ۔ خدا خدا ہی ہے اور بندہ بندہ ہی ہے۔

حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کوئی بنی آدم میں سے حاضر باش خدمت عالی میں نہیں رہتا تھا۔

عالم جمال کا آغاز

جب سے حضرت شمس الدین حضرت مخدوم پاک سید علاؤ الدین علی احمد صابرؒ کے رہنے کیلئے جھونپڑی تیار کر ان کو وہاں مقیم کر دیا تو رفتہ رفتہ دیگر اشخاص کی آمد و رفت شروع ہو گئی چونکہ آپ کی ولایت صرف کلیئر

Marfat.com

کے رقبہ تک محدود نہ تھی بلکہ کلیر کے مضافات بھی شامل تھے اگر موجودہ نقشہ پر غور کریں تو دہلی کو چھوڑ کر جہاں حضرت سلطان المشائخ کی ولایت تھی کوہ شوالک تک کا علاقہ اندر حدود آپکی ولایت تھا۔ اس لئے دور دور سے لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپکے فیض سے مشرف ہوکر واپس ہوتے تھے۔ سلطان المشائخ کے مریدین کا بھی سلسلہ آمد و رفت جاری رہتا تھا۔ لیکن رات کو کوئی شخص آپ کے پاس نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی دہلی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے کا ارادہ کرتا تو آپ کو پہلے ہی معلوم ہوجاتا تو آپ حضرت شمسؒ سے فرما دیتے "اہل دہلی آرہا ہے ہانڈی میں نمک ڈال دینا" ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کا کوئی مرید حضرت مخدوم پاک صابرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اسلام نیاز و پیغام رسانی حضرت سلطان المشائخ کے بعد حضرت مخدوم صابر قدس سرہ سے دریافت کرنے لگا کہ حضور کے کتنے مرید ہیں؟ آپنے فرمایا صرف ایک" پھر آپ نے اس مرید سے دریافت فرمایا۔ تمہارے مرشد کے کتنے مرید ہیں؟ تو اس مرید نے جواب میں عرض کیا۔ "جتنے آسمان پر ستارے ہیں" یہ جواب سن کر حضرت قدس سرہٗ مسکرائے اور فرمانے لگے۔

"شمس ما در اولیاء چون آفتاب است"

ہمارا شمس، اولیاء میں مثل آفتاب کے ہے۔

حضرت امیر خسرو کا واقعہ

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی آپ کے پیر بھائی تھے اس لئے وہ آپ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے اور بہت احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور آپ کے ادب کو اس حد تک ملحوظ خاطر رکھتے کہ جب کسی کو آپ کی خدمت میں بھیجتے تو اس کو تاکید فرما دیتے کہ حضرت کی خدمت کرنا اور تعظیم و تکریم کا دقیقہ اٹھا نہ رکھنا ایسا نہ ہو کہ کسی وجہ سے حضرت صابرؒ کو کسی قسم کا ملال پہنچے۔

نقل کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاءؒ

Marfat.com

کے خلیفہ خاص حضرت امیر خسروؒ حضرت مخدوم پاکؒ کا نیاز حاصل کرنے کیلئے کلیئر تشریف لائے۔ اور حضرت کو اپنا کلام سنایا۔ حضرت نے انکا کلام سن کر ان کے کلام کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اپنے مرشد سے میرا اسلام کہنا۔ جب حضرت خسروؒ اپنے مرشد کی خدمت میں واپس پہنچے تو سلطان المشائخ نے آپکی خیریت پوچھی اور اس کے بعد دریافت فرمایا "کیا تو نے میرے برادرِ بزرگ کو دیکھا ہے!" تو حضرت امیر خسروؒ نے عرض کیا کہ "ہاں حضور میں نے اُن کو دیکھا ہے"۔ یہ سنکر حضرت سلطان المشائخ نے ان کی آنکھیں چوم لیں، جن سے انہوں نے حضرت کو دیکھا تھا، پھر پوچھا "کیا تو نے میرے بھائی سے مصافحہ کیا تھا!" اس پر بھی حضرت خسروؒ نے جواب دیا کہ "ہاں"، تو حضرت سلطان المشائخ نے حضرت خسروؒ کے ہاتھ چوم لئے، جن سے حضرت خسروؒ نے حضرت قدس سرہٗ سے مصافحہ کیا تھا۔

Marfat.com

زندگی کا آخری دور اور وصال

وصال سے کچھ عرصہ پہلے ایک روز حضرت مخدوم پاک نے حضرت خواجہ شمس الدینؒ سے فرمایا کہ آج ہمارے پاس تشریف رکھو اور فقیر کی نصیحت کو غور سے سنو جس پر عمل کرنا اور اسی پر گامزن رہنا۔ حضرت خواجہ شمس الدینؒ ترک نے آپ کے ارشادات بغور سُنے۔

حضرت مخدوم پاک کی وصیت

حضرت خواجہ شمس الدینؒ کو آپؒ نے ارشاد فرمایا۔

علاؤالدین خلجی عرصہ سے قلعہ آسیر پر پڑا رہا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ جب تک تم جاکر اس کیلئے دعا نہ کرو گے فتح نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے تمہارا وہاں جانا ضروری ہے، اور اُدھر معشوق حقیقی میں میری بھی طلبی ہے۔ بس تمہارے جانے کے بعد اس عالم ظاہر سے میرا بھی کوچ ہے۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا حضور مجھے کیونکر معلوم ہوگا، فرمایا کہ جس دن قلعہ فتح ہوگا اسی دن میری بھی رحلت ہوگی، عرض کیا کہ قلعہ فتح ہونے کی صورت کیا ہوگی، فرمایا کہ ایک ولی تیرے لشکر میں موجودگی کی اطلاع اور نشاندہی بادشاہ کو کرے گا۔ اور بادشاہ تیرے پاس اس نشان سے پہنچے گا، صبح کو تیری مدد سے قلعہ فتح ہوگا، علیم اللہ ابدال میرے بعد تیری خدمت میں رہے گا۔ اور تیرے بعد تجھ سے ایک قلندر ہوگا اور ان سے ایک مجدد ہوگا۔ اُس کے عہد میں علیم اللہ کا بھی انتقال ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا کہ تم آکر مجھے غسل دینا ہے۔ میرے جسم کے قریب بائیں جانب ایک چشمہ تم کو ملے گا اسی سے پانی حاصل کر کے مجھے غسل دینا۔ لیکن زنہار میرے جسم کو ہاتھ نہ لگانا بلکہ جس پہلو کا تمہارے دل میں خیال پیدا ہوگا۔ اسی پہلو پر میرا جسم ہو جائے گا تو پانی

Marfat.com

اُوپر سے ڈال دینا۔ میرے لئے کفن جس پارچہ کا بھی تم کو مہیا ہو سکے لانا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ اُسے گل ارمنی کے رنگ میں جیسا کہ میں زندگی میں پہنتا رہا ہوں رنگ لینا۔ اور میرے مرشد بابا صاحب کا عمامہ میرے سر پر باندھنا؛ اور خرقہ جو مجھ کو خلافت کے وقت مرشد سے عطا ہوا تھا۔ میرے سر کے قریب رکھنا تو رجال الغیب پہنا دیں گے، خوشبو مہیا کرنے کی تکلیف مت کرنا کیونکہ ملائکہ آسمان پر فردوس سے اہتمام کریں گے اور کافور بہشتی سے دونوں عالم کو معطر کر دیں گے۔ میرا خرقہ جو میں اُس وقت جسم پر پہنے ہونگا اس کے اتارنے کیلئے بھی جسم پر ہاتھ نہ لگانا اور نہ کفن پہنانے کیلئے جسم میں ہاتھ لگانا، بلکہ جیسا جیسا ارادہ اور خیال تیرے دل میں پیدا ہوتا جائیگا۔ مردمانِ غیب سب عمل کرتے جائیں گے، ایک بات یاد رکھنا کہ جس وقت میرا خرقہ بدن سے اُترے اس کو چار تہ کر کے میری مہر ولایت کے نیچے رکھ دینا اور پھر کفن پہنانے کا ارادہ کرنا۔ اور ایک بات یہ بھی ضروری یاد رکھنے کی ہے کہ غسل کرنے کے وقت سے تکفین ہو جانے تک اپنی آنکھیں ہرگز نہ کھولنا۔ نماز جنازے کی امامت کیلئے بھی وقت پر انتظام ہو جائے گا۔ اور تم کو بھی علم ہو جائے گا۔ تردد مت کرنا قبر میری رجال الغیب کھود دیں گے۔ مدفن میرے جسم کے برابر ہوگا اور مجھ کو قبر میں اُس عہد کا مجدد اتارے گا۔ اور وہی قبر کی تعمیر بھی کرے گا۔ تختے قبر کے جمال الدین ابدال جنات کے ذریعے سے منگوائے گا۔ میرے جسم کے نیچے کی مٹی نصف درعہ کے قریب کھود کر اور مہر ولایت کے نیچے کی مٹی اور میرا خرقہ مجدد مذکور اپنے پاس رکھے گا۔ اور وہ بطور تبرک کے سلسلہ بسلسلہ منتقل ہوتا رہے گا۔ میں تم کو آج سے ہفت اقلیم کا شاہ ولایت مقرر کیے دیتا ہوں۔ کوئی شخص جب تک تم نہ بناؤ گے ولی نہیں بن سکتا ہے۔

یہ وہ ارشاد تھا آپ کا کہ جو واقعی قابلِ عمل اور باعث فخر و مباہات تھا جس پر عمل کر کے حضرت ترک نے ثابت کر دیا کہ شیخ کے فرمودات پر کس طرح کاربند ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدّین ترک شمس الارض شاہ ولایت اب تاب نہ لا سکے اور دھاڑ مار کر رو پڑے، اور عرض کیا کہ حضور یہ کیا قیامت ہے کہ میں زندہ موجود ہوں گا اور حضور کو دفن نہ کر سکوں گا، مجھے صبر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے، حضور بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدّین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دستِ شفقت حضرت خواجہ صاحب کے سر پر پھیر کر فرمایا کہ وہ مجدّد ۹۰۰ھ میں اولادِ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں سے خاندان حنفیہ علویہ کے سلسلہ سے طریقہ صابریہ میں ہوگا، اگر بابا تو چاہے تو میں تجھ کو اس وقت تک زندہ رکھوں اور تجھی کو اس زمانہ کا مجدّد بنا دوں لیکن خیال رکھ کر شاہ ولایت بہترین مرتبہ ہے اور مجدّد ہونا مقابلتاً کم وقعت رکھتا ہے۔ خواجہ شمس الدّین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ نہیں جیسی مرضی مخدوم کی ہو خادم کو کوئی عذر نہیں، بہرحال صبر کروں گا۔ پھر خواجہ شمس الدّین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور اتنے عرصے تک جسم اقدس حضورِ عالی کا بلا قبر کے کیونکر رہے گا۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ تو اس باب میں اندیشہ مت کر حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انتظام کر دیا ہے۔ جا تو بھی دیکھ لے مقبرہ مولانا امام الدّین میں دو سُرخ سنگ رکھے ہوئے ہیں، علیم اللہ ابدال انہیں لا کر ایک داہنی جانب دوسرا بائیں طرف رکھ کر اوپر سے ملا دے گا۔ اور وہ اس عرصہ کیلئے مثل قبر کے ہو جائیں گے۔ مگر سوائے علیم اللہ ابدال کے زنہار اور کوئی شخص ان پتھروں کو ہاتھ نہ لگائے حتیٰ کہ تو خود بھی نہ چھونا۔ مجدد مذکور دوبارہ میری نماز جنازہ پڑھائے گا اور دوبارہ تدفین کرے گا اور اس طرح سے میں پیر کی سُنّت کی برکت بھی حاصل کروں گا اس مجدّد کی اولاد کلیتہً میرے ظاہر و باطن کی وارث ہوگی۔ میری پہلی تدفین کے بعد سے دوسری تدفین تک میرے جسم کے پاس کوئی شخص نہ آئے گا۔ اور شمس الدّین مجدّد کا مرتبہ یہ ہوگا کہ وہ حضور سرورِ کائناتؐ سے لیکر اپنے وقت تک کے کل بزرگان ظاہر و باطن کے حال سے واقف ہوگا۔ اور کل حالات بوقت استفسار سب کو ظاہر کر سکے گا۔ تمامی تبرکات کا حامل ہوگا۔

Marfat.com

ماضی و حال و مستقبل کے حالات کا علم رکھے گا۔ اور جو کوئی اس کو پائے گا وہ اس راہ میں بہرہ ور ہوگا۔ اور جو شخص اس سے انکار کرے گا وہ قطعی بے بہرہ ور ہوگا۔ اس کے بعد چند باتیں حضرت خواجہ صاحب کو تلقین فرمائیں۔ اور اس کے بعد درخت گولر کے قریب تشریف لے گئے اور حسبِ عادت شاخ گولر کی تمام دوسری مٹھی بند کر کے انگشت شہادت علم کئے ہوئے قلب کے برابرے جا کر استغراقی حالت میں رہنے لگے۔ علیم اللہ ابدال کا بیان ہے کہ اس چھ سال کے عرصہ میں کہ جب خواجہ صاحب حبس کبیر (یعنی روحانی قبض) میں مبتلا تھے کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

حضرت خواجہ شمس الدینؒ کی فوج میں بھرتی

حضرت خواجہ شمس الدینؒ پیر و مرشد کے حکم سے شاہی فوج میں بھرتی ہو گئے اور آپ کو چتوڑ بھیج دیا گیا، آپ دن بھر سرکاری ڈیوٹی انجام دیتے تھے اور رات بھر یادِ الٰہی میں بسر کرتے تھے۔

قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کئے ہوئے شاہی فوج کو کافی عرصہ ہو گیا تھا۔ شاہی خیمے میدانِ جنگ میں نصب تھے۔ طولِ محاصرہ اور کثرتِ باراں کی وجہ سے خیموں کے رستے گل گئے سلطان نے سوت مہیا کرنے کا حکم دیا، ملازمان سوت کی تلاش میں چاروں طرف روانہ ہو گئے، شاہی سپاہیوں نے ایک گاؤں میں پہنچ کر لوگوں کو حکم سلطانی سنایا کہ اس قدر سوت کی ضرورت ہے، لوگ گھبرا گئے۔ اس گاؤں میں ایک خدا کا ولی رہتا تھا اُسے جب شاہی سپاہیوں کی آمد اور گاؤں والوں کی پریشانی کا علم ہوا تو اُس نے سب لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا گھبرانے کی کوئی بات نہیں انشاء اللہ میں اس کا انتظام کر دوں گا، ایک شاہی سپاہی اس ولی اللہ کے ساتھ ہولیا، وہ بزرگ اپنے گھر پہنچے۔ اور ایک نلی سوت کی ہانڈی میں ڈال کر اُس کے منہ پر کپڑا باندھ کر ایک سوراخ کر کے نلی کے سوت کا سرا باہر نکال کر سپاہی کے پاس لائے اور فرمایا بھائی اس کو لے جا کر جس قدر

Marfat.com

چلہے سوت کھینچ کر رسہ بنالو۔ انشاء اللہ اس کا سوت کم نہ ہوگا۔

ملازم اس باندی کو لے کر لشکر میں آیا اور سوت کھینچنا شروع کر دیا، تو سوت کے ڈھیر لگ گئے، اس میں کوئی کمی نہ آئی، اس کرامت کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے خود اس کرامت کا مشاہدہ کیا اور فوراً پاپیادہ اس بزرگ کی خدمت میں پہنچ کر بعد قدم بوسی عرض گذار ہوا میری فتحیابی کیلئے دعا فرمایئے، اس مردِ بزرگ نے جواب دیا کہ میرے لائق جو خدمت تھی وہ میں انجام دے چکا، میں شاہی فوج کا خدمتی نہیں، یہ خدمت جس کے سپرد ہے وہ فوج میں آگیا ہے، آپ ان سے دعا کی درخواست کریں وہ دعا کریں گے انشاء اللہ ضرور فتح ہوگی۔

حضرت خواجہ شمس الدینؒ کی دُعا سے قلعہ فتح ہوگیا

سلطان علاؤ الدین نے لاعلمی ظاہر کی تو اس مردِ بزرگ نے بتایا کہ اس صاحبِ خدمت کی یہ پہچان ہے کہ ایک روز رات کو بارش اور زور کی آندھی آئے گی، تمام تنبو ڈیرے گر جائیں گے صرف ایک خیمہ اُسی صاحبِ خدمت کا باقی رہے گا۔ اس خیمہ میں چراغ بھی روشن رہے گا۔ اس وقت اگر تم تکلیف گوارا کر دگے تو ضرور صاحبِ خدمت سے مل سکو گے۔ سلطان واپس آکر وقتِ موعود کا منتظر رہا۔

آخر ایک روز وہ وقت آہی گیا، بارش ہوئی خوب زور کی آندھی چلی، تمام خیمے گر گئے، بادشاہ صاحبِ خدمت کی تلاش میں ہر طرف پھرنے لگا، ایک خیمہ میں چراغ جلتا نظر آیا، قریب جاکر دیکھا تو خواجہ شمس الدینؒ قرآن پاک کی تلاوت میں محو تھے۔ خاموش کھڑا ہوگیا، کچھ دیر بعد خواجہ صاحب نے سر اٹھا کر دیکھا، سلطان سلام کر کے دعا کا ملتجی ہوا حضرت خواجہ نے سر اُٹھا کر دربارِ الٰہی میں دعا کی اور فرمایا جاؤ کل انشاء اللہ تمہارا لشکر فتحیاب ہوگا۔

Marfat.com

اگلے روز صبح کو جب شاہی فوج نے حملہ کیا، حضرت خواجہ شمس الدین گھوڑا دوڑاتے قلعہ کے دروازے کے پاس جاکر اُترے اور قلعہ کے دروازے سے سینہ لگاکر اسمِ ذات اللہ اس زور سے بلند کیا کہ اسی وقت قلعہ کے کواڑ گر پڑے، شاہی فوج فاتحانہ شان سے قلعہ میں داخل ہوگئی۔

وصال حضرت مخدوم پاکؒ

اُدھر لشکر فتح کے جوش و خروش میں قلعہ میں داخل ہو رہا تھا اُدھر حضرت خواجہ شمس الدین ترک شمس الارضؒ کو وصیت حضرت مخدوم صاحبؒ کی یاد آئی کہ کل بموجب ارشاد عالی بروز فتح قلعہ یعنی ۱۳، ربیع الاول ۶۹۰ھ کو حضور بادشاہ دوجہاں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابرؒ ختم الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی ہوگی۔ آپ بیتاب ہو گئے، اور اپنا کلام مجید شیخ محمد اسلم صاحب بخشی فوج کے ہاتھ مبلغ گیارہ روپے شکرانہ کے عوض میں ہدیہ فرمایا اور اس میں سے مبلغ آٹھ روپیہ کا اُونی سبز رنگ کا کپڑا کفن کے لئے اور ایک روپیہ کا کپڑا تہ بند کیلئے خرید فرمایا، اور بقیہ دو روپیہ میں سامان برائے فاتحہ مثل میدہ شکر و روغن زرد وغیرہ خرید کر اور سب توشہ کمر سے باندھ کر بغیر کسی کو اطلاع کیے کلیر کی جانب روانہ ہوگئے، اسمِ اعظم چشتیہ برابر تلاوت فرماتے جاتے تھے، اور بہت زود رفتاری سے گامزن تھے۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال پریشان حال سامنے سے چلے آرہے ہیں۔ آپ نے خیریت مزاج حضرت مخدوم صاحب دریافت فرمائی۔ علیم اللہ ابدال نے بعد آداب بجالانے کے عرض کیا کہ آج ایک ہفتہ ہوا کہ مجھے حکم فرمایا تھا کہ تم خواجہ شمس الدین شمس الارض کی خدمت میں جاؤ اور اب انہی کے پاس رہنا۔ میں تم کو انہی کی خدمت کیلئے مقرر کرتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ میرے کلیر سے جانے کے بعد کوئی خاص بات تو ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ علیم اللہ نے نفی میں جواب دیا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ خواجہ صاحب کو اتفاق سے ٹھوکر لگی اور گر پڑے۔ گرتے

Marfat.com

ہی آنکھیں بند ہو گئی تھیں، پھر آنکھ جو کھلی تو اپنے کو نواح کلیر میں پڑا ہوا پایا۔ مگر علیم اللہ ابدال کا پتہ نہیں تھا۔ آپ کھڑے ہو گئے جمال الدین ابدال تھوڑی دیر کے بعد مع اپنے جنات کے حاضر ہو کر آداب بجا لائے۔ آپ نے درخت گولر کے قریب جا کر اسی سامان سے فاتحہ کیلئے کھانا تیار کیا۔ اور اس کے بعد قریب جسد اقدس کے تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ برق جلال بصورت شمشیر جسم اطہر پر گردش کر رہی ہے۔ جب آپ قریب پہنچے تو وہ شمشیر آپ کے ہاتھ پر حملہ آور ہوئی، آپ نے اپنی آستین فوراً بڑھا کر لٹکا دی۔ اور وہ لٹکی ہوئی آستین کٹ کر غائب ہو گئی۔ جب سے کہا جاتا ہے کہ حضرت شمس الدین شمس الارض رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد مبارک میں نشانی چلی آتی ہے۔ کہ ایک ہاتھ کی آستین چھوٹی ہو جاتی ہے۔ الغرض جب وہ شمشیر جلال اپنا وار کر کے رخصت ہوئی تو خواجہ صاحب نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شیر بیٹھا ہے اور حفاظت نعش منور کی کر رہا ہے۔ آپ کو دیکھتے ہی فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی۔ اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں اور بموجب وصیت متذکرہ صدر قریب کے چشمہ سے پانی لیا اور غسل دیا۔ اس کے بعد بموجب ارشاد عالی تہ بند کفنی پہنائی اور دستار مبارک سر سے باندھی اور اس سلسلہ میں اپنا ہاتھ جسم مبارک سے نہیں لگایا جب جنازہ مکمل ہو گیا تو اب آپ بہت متفکر ہوئے کہ ایسی مقتدر ہستی کی نماز اور میں تنہا پڑھنے والا، اس بات سے آپ کو بہت قلق ہوا صبر کر کے آپ مصلے پر کھڑے ہونا ہی چاہتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ذرا ٹھہر و جلدی مت کرو، یہ کام تمہارا نہیں ہے۔ میں آ پہنچا، خواجہ صاحب نے مڑ کر دیکھا کہ ایک سوار بہت تیز رفتار مغرب کی طرف سے صابری لباس زیب تن کئے ہوئے چہرہ پر نقاب ڈالے آ پہنچا اور گھوڑے سے اتر کر مصلے پر کھڑا ہو گیا۔ اور نماز پڑھنی شروع کر دی، حضرت خواجہ صاحب بھی شریک ہو گئے، اور بعد ختم نماز کے سلام کیلئے شمال اور جنوب کی جانب منہ پھیرا تو ملاحظہ فرمایا

حقیقت گلزار صابری، ص ۲۳۶ طبع چہارم۔

Marfat.com

کہ ہزاروں اولیائے کرام اور بزرگانِ دین نمازمیں شامل ہیں، نماز سے فارغ ہو کر توشۂ متذکرۂ صدر پر سب نے فاتحہ پڑھی اور سب نے ایک ایک انگلی سے تبرک نوش فرمایا اس کے بعد علیم اللہ ابدال مع چند جنات کے مولانا امام الدین مرحوم شہید کے مقبرے میں جاکر دونوں سنگ یاقوت سرخ اٹھالائے اور بموجب فرمان جسد شریف کے دائیں بائیں جانب رکھکر ملا دیئے اور سرہانے کی جانب بالکل بند کرکے پائینتی کی جانب کچھ کھلا رکھا۔ اور باقی تین طرف سے مٹی لگا کر قبر کو بند کر دیا۔

حقیقتِ فنا و بقا حضرت خواجہ شمس الدین نے ایک روز مخدوم پاکؒ سے سوال عرض کیا تھا کہ فنا و بقا کا راز کیا ہے؟ تو حضرت مخدوم صاحبؒ نے فرمایا تھا کسی وقت ظاہر کر دیا جائے گا۔ حضرت خواجہ شمس الدین کو وہ سوال یاد آگیا۔ مگر یہ ایک واقعہ تھا۔ کہ جس کو مدتیں گذریں جو حضرت خواجہ صاحب کے ذہن سے خارج ہو چکا تھا۔ مگر آج جس وقت سب لوگ قبر شریف کی چشمہ بندی میں مصروف تھے، تو حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ امام صاحب سے ملاقات کرکے ان کے حالات نام و نشان دریافت کر لینا چاہیئے۔ ورنہ یہ بات پردہ راز میں رہ جائے گی۔ کہ نماز جنازہ کس نے پڑھائی۔ چنانچہ آپ سوار امام کی جانب متوجہ ہوئے تو وہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر سوار ہو چکے تھے اور خواجہ صاحب کو دیکھ کر گھوڑا مغرب کی جانب بڑھا دیا۔ حضرت خواجہ صاحب گھوڑے کے پیچھے دوڑے اور کچھ دور جاکر گھوڑے کی باگ پکڑلی۔ اور عرض کیا کہ حضرت اپنا نام و نشان تو بتلایئے تاکہ یہ بات پردۂ راز میں نہ رہے۔ یہ سن کر سوار نے اپنے چہرہ سے نقاب اٹھادی اور فرمایا کہ فقیر کے جنازے کی نماز فقیر ہی نے پڑھائی ہے۔ چہرۂ پر نور دیکھتے ہی حیرت میں آگئے تو حضور نے قبر کی جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ شمس الدین حیرت کی کوئی بات نہیں ہے وہ فنا ہے یہ بقا ہے، الحمد للہ کہ بموجب وعدہ کے آج یہ مسئلہ بھی تم کو چشم

Marfat.com

خود دکھلا کر سمجھا دیا۔ ایک بار مجھ پر ایفائے وعدہ کا جو باقی تھا اُس سے بھی آج سبکدوش ہوگیا یہ سنتے ہی حضرت خواجہ شمس الدین ترک شمس الارض پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اور وہ سوار صاحب جدھر سے تشریف لائے تھے اُدھر کو روانہ ہوگئے۔

حضرت مخدوم پاکؒ کی تاریخ وصال

حضرت مخدوم پاکؒ کا وصال ۱۳، ربیع الاوّل ۶۹۰ھ کو بروز پنجشنبہ ہُوا لفظِ مخدوم آپ کی تاریخ وصال ہے جس کے اعداد ۶۹۰ ہیں۔ لیکن صاحب تذکرہ جلیل نے آپ کی تاریخ وصال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تذکرہ اولیاء ہند میں روایت ہے کہ حضرت کا وصال ۱۳، ربیع الاوّل ۶۹۰ھ میں عین حالت سماع میں بعہد جلال الدین خلجی واقعہ ہوا۔ اقتباس الانوار میں ایک روایت کے مطابق ۶۶۴ھ ہے۔ سیر الاقطاب کے مطابق روایت ثانی سے جو اس نے اختیار کی ہے "جان گنج شکر بود" کے اعداد سے ۶۵۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ خزینۃ الاصفیاء میں معارج الولایت کے حوالے سے ۱۳، ربیع الاوّل ۶۹۰ھ درج ہے اور حدیقہ الاولیاء میں ۶۹۰ھ بحالت سماع اور بوقت وفات حضرت شمس الدین کی موجودگی تحریر کی ہے۔ مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین میں آں حضرت کی تاریخ وفات ۱۳، ربیع الاوّل ۶۹۰ھ بروز پنجشنبہ بعہد سلطان جلال الدین خلجی درج ہے۔ مصنّف کلیر کا چاند کتاب بستان کے حوالے سے ۱۳، ربیع الاوّل ۶۹۰ھ بتاتا ہے۔ قریب قریب تمام ان محققین کی رائے میں آپ کی وفات کی تاریخ ۱۳، ربیع الاوّل ۶۹۰ھ ہے۔ لیکن بعض تذکرہ نویس حضرت شمس الدین ترک کا شاہی فوج میں بھرتی ہونے کے وقت سلطان بلبن کا زمانہ بتاتے ہیں اور بعض سلطان علاؤ الدین خلجی کا زمانہ۔ یہ دونوں روائیتیں صحیح نہیں ہیں، کیونکہ تاریخ ہندوستان سے یہ تواریخ تطابق نہیں کرتی ہیں۔ کیونکہ سلطان بلبن کا زمانہ ۱۲۶۶ء

Marfat.com

سے ۱۲۸۶ء تک رہا اور سلطان علاؤ الدین خلجی ۱۲۹۶ء میں اپنے چچا اور خسر جلال الدین کو قتل کر کے تخت نشین سلطنتِ دہلی ہوا اور اس نے ۱۳۱۶ء تک حکومت کی۔ اگر سنین عیسوی کا سنین ہجری کا دس یوم سالانہ کا فرق وضع کر کے تطابق کرتے ہیں۔ تو سنہ ۶۹۰ھ مطابق سنہ ۱۲۹۱ء برآمد ہو جس میں حضرت صابرؒ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی اور مزید تصدیق مضمون محبت اور مساوات کے مستقل پیامی" (حضرت علاؤ الدین علی احمد صابرؒ کلیر شریف)" از ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی لکھنؤ یونیورسٹی مطبوعہ مشیرِ اوقاف ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۷۲ء کے صفحہ ۵۵ سے ہوتی ہے کہ آپ کا وصال ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ یعنی ۲۳ مارچ سنہ ۱۲۹۱ء میں ہوا۔ اور اسی سال کے مطابق آپ کی درگاہ میں آپ کے اعراس کا شمار ہوتا ہے۔

۹۔ اوصاف و معمولات

بزرگانِ دین کے اوصاف سراپا دین ہوتے ہیں۔ اِن کا ہر عمل اطاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم صاحبؒ کے حالات میں جیسا کہ ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ جذب و استغراق کی کیفیات میں بسر ہوا ہے۔ تنہائی و عزلت گزینی بہت زیادہ پسند تھی، تجرد کی زندگی کو اولیٰ سمجھتے تھے طبیعت میں بے انتہا جلال تھا۔ اور جو کچھ زبان سے نکلتا تھا وہ ہو کر رہتا تھا، اہل دنیا کی طرف آپ شاذو نادر توجہ فرماتے تھے، قطبیت کلیر کے بعد کسی شخص کی اتنی مجال نہ تھی کہ آپ کے سامنے پہنچ جاتا، یا آپ کی طرف دیکھ سکتا، اگر کوئی ضرورت پیش آتی تو خواجہ شمس الدین ترکؒ اس کو حضوری میں اُس وقت پیش کرتے جب استغراق وجذب کی کیفیت نہ ہوتی۔

Marfat.com

حُلیہ مُبارک آپ کے حلیہ مُبارک کا اکثر تذکرہ نگاروں نے ذکر کیا ہے لیکن ان سب کا ماخذ حقیقت گلزار صابری نظر آتا ہے جس میں آپ کا حلیہ مبارک یوں بیان کیا گیا ہے

آپ کا قد میانہ جسم لاغر اور نحیف اور سیدھا تھا۔ سر قد سے بڑا تھا جس پر گھنے سیاہ بال تھے جو بچپن سے کبھی ترشوائے نہیں گئے تھے۔ اور نہ ان میں کبھی شانہ کیا گیا تھا، گوش مبارک دراز اور کشادہ تھے۔ پیشانی اقدس بلند اور کشادہ تھی، ابرو دراز و سیاہ، چشم مبارک نہایت آبدار اور بڑی بڑی تھیں۔ بینی اقدس بلند، چہرہ انور نہ بہت چوڑا اور نہ بہت لمبا بلکہ متوسط، عارض مبارک سے ایک نور کی سی بارش ہوتی تھی، لبہائے مبارک پتلے، دہانہ تنگ دندان مبارک چمکدار۔ زبان پتلی ہونے کی وجہ سے آپ نہایت خوش الحان تھے۔ زیر زنخداں موئے محاسن مبارک نہایت باریک اور ملائم و سیاہ۔ گردن لمبی، شانہ مبارک کشادہ، سینہ فیض گنجینہ فراخ، ہاتھ لمبے، پنجہ چوڑا، انگلیاں لانبی، ناخن مبارک باریک صاف اور آبدار، کمر متوسط، سینہ اور شکم مبارک میں ناف تک سیاہ بال کثرت سے تھے۔ پشت میں دائیں شانہ کے نیچے اور جگر کے اوپر مہر ولایت جلی خط میں بعبارت "ھٰذا وَلِیُ اللہ" منقش تھی، پائے اقدس راست و دراز اور نیچے لمبائی چوڑائی میں نہایت موزوں اور پیروں کی انگلیاں پتلی اور لانبی تھیں۔ [1]

لباس آپ کے لباس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ کے لباس میں ایک تہہ بند ایک کرتہ اور ایک خرقہ تھا۔ خرقہ کا رنگ گل ارمنی یعنی نارنگی رنگ کا ہوا کرتا تھا اور یہ رنگ آپ کو بہت پسند تھا اور سلسلہ صابریہ کے فقراء اسی رنگ کو صابری رنگ کہتے ہیں جب تک آپ پاک پتن میں رہے تو سبز عمامے کا استعمال کیا، اور کلیر میں

---

[1] حقیقت گلزار صابری از پیر محمد حسن ص ۲۷۷،

Marfat.com

تشریف لانے کے بعد سر پر کوئی چیز کپڑے کے قسم کی استعمال نہیں فرمائی اور ننگے سر ہی رہے البتہ کبھی سر پر چادر ڈال لیا کرتے تھے۔ زندگی بھر پیدائش سے لے کر وصال تک کبھی پائے مبارک میں نعلین نہیں استعمال فرمائیں۔ جس جگہ پر قدم مبارک رکھ دیتے تھے وہ جگہ اس قدر منور ہو جاتی تھی کہ نگاہ کام نہیں کرتی تھی اور زمین پر برہنہ پاؤں چلنے میں سکون محسوس کیا کرتے تھے جسم عموماً خوشبو سے تر رہتا۔

ذوق شعر گوئی

اس دور میں جب آپ حالت ہوش میں تھے کیفیت جذب طاری نہیں ہوئی تھی آپ کو دینی علوم سے گہرا شغف تھا۔ خصوصاً معرفت کے اشعار پڑھنے اور کہنے کی طرف آپ کا خاص رجحان تھا لیکن اس زمانے میں بھی آپ کے اشعار حقیقت میں ڈوبے ہوئے تھے آپ دنیاوی شعراء کی طرح بادشاہوں کے دربار میں جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کی صحبت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کے پوتے حضرت رکن الدین دہلی میں سلطان وقت سے مل کر ملتان واپس جا رہے تھے تو پاک پتن بھی اترے اور بابا فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز حاصل کی۔ اور شیخ علاءالدین کی خدمت میں بھی آئے اور ان سے بغل گیر ہو کر ملے اور فرمانے لگے کہ "اللہ نے آپ کو وہ استقامت بخشی ہے۔ کہ آپ کو کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتا۔ ان کے چلے جانے کے بعد شیخ علاؤالدینؒ گھر آئے۔ اور اسی وقت غسل کر کے دوسرے کپڑے پہنے اس لئے کہ شیخ رکن الدین شاہی دربار میں حاضری دے کر آئے تھے لوگوں نے یہ بات حضرت رکن الدین تک پہنچائی کہ یہ شیخ علاؤالدین کا محض تکبر ہے لیکن شیخ رکن الدین نے ان لوگوں سے فرمایا کہ شیخ علاؤالدین کی عظمت کو تم کیا جانو، ان کیلئے یہی مناسب تھا۔ کیوں کہ مجھ سے دنیا کی بو آتی ہے۔

حالت وجد و سرور میں نہایت عمدہ پر معنی عشق حقیقی کی شان کے نہایت دل چسپ اشعار و غزلیں بھی کہتے تھے آپ اپنا کلام اپنے پیر جانیور کو بڑے شوق سے

Marfat.com

کرتے تھے۔ آپ نے اپنے کلامِ فارسی میں احمد تخلص اختیار کیا تھا اور جب مرشد کی جانب سے صابر کا خطاب ملا تو اپنی غزلوں میں صابر تخلص اختیار کرنے لگے تھے۔ آپ کی مشہور و معروف غزل سالک السالکین سے ذیل میں نقل ہے۔ [1]

غزل

امروز شاہِ شاہاں مہمان شدست مارا | جبریل با ملائک دربان شدست مارا
در جلوہ گاہِ وحدت کثرت کجا بگنجد | ہژدہ ہزار عالم یکساں شدست مارا
در محفلِ گدایاں مرسل کجا بگنجد | بے برگ و بے نوائی سامان شدست مارا
ما خانۂ جہاں را بسیار سیر کردم | اے شیخ بت پرستی ایمان شدست مارا

احمد بہشت و دوزخ، بر عاشقاں حرام است
ایں جا رضائے جاناں رضوان شدست مارا

(۱) آج بادشاہوں کا بادشاہ ہمارا مہمان ہوا ہے۔ اور ملائکہ کے ساتھ جبرائیل ہمارا دربان ہوگیا ہے۔

(۲) وحدت کی جلوہ گاہ میں اکثریت کی کہاں گنجائش ہے۔ اس لئے اٹھارہ ہزار عالم ہمارے لئے برابر ہیں یعنی وہ ایک ہی میں واصل ہیں۔

(۳) فقیروں کی محفل میں مرسل (قاصد) کی کہاں سمائی ہوسکتی ہے۔ جب کہ ہمارا سامان بے نوائی اور غریبی کا شاہد ہے۔

(۴) ہم نے دنیا کے گھر کی بہت سیر کی اب اے شیخ! بت پرستی ہمارا ایمان ہوگیا ہے۔

(۵) اے احمدؔ! بہشت اور دوزخ عاشقوں پر حرام ہے۔ یہاں محبوب کی رضا ہمارے لئے رضوان ہوگئی ہے۔

[1] سیر الاقطاب شیخ عبدالرحیم ص ۲۰۰ مطبوعہ کراچی [2] کلیر کا چاند از ظہور الحسن شارب مطبوعہ آگرہ ص ۵۹

Marfat.com

ہندی کا کلام باوجود تلاش کے دستیاب نہو سکا۔ ایک تذکرہ میں یہ شعر آپ سے منسوب ہے۔ [1]

اس طرح اس میں ڈوب اے صابر ۔۔۔ کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ رہے

مگر یہ شعر اور اس قسم کی اردو شاعری اس زمانہ میں تھی ہی نہیں، بلکہ بعض ٹوٹے پھوٹے فقرے تھے، البتہ ہندی بھاشا کا رواج تھا، آپ کا کچھ کلام ہوگا تو وہ ہندی زبان میں ہوگا۔ چونکہ شعر متذکرہ حضور کے حالات سے مناسبت رکھتا ہے، اور تخلّص بھی صابرؔ ہے۔ پس اس وجہ سے لوگوں نے دھوکا کھایا۔

سیرت

حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری کا برصغیر پاک و ہند کے شمار جلیل القدر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ فنافی اللہ کے مقام پر فائز تھے، یہی وجہ ہے کہ زندگی کا بیشتر حصہ مشاہدہ حق میں گذرا یہی وجہ ہے آپ عوام الناس کو شریعت اور طریقت کی تعلیم دینے سے الگ تھلگ رہے لیکن جس شخص پہ توجہ کی اسے کامل کر دیا آپ علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے زمانہ تھے۔ اسی لئے آپ بزرگی اور عظمت میں یگانہ تھے۔ محویّت اور یادِ الٰہی میں مستغرق رہنے کی وجہ سے آپ کی طبیعت میں جلال حد درجے کا تھا۔ سیف زبان، جو منہ سے ارشاد فرماتے سو وہی ہو جاتا۔

آپ کے اوراد و اعمال سے روحانیت مترشح ہوتی تھی، جسے جو غیر مسلم بھی دیکھتا تو فوراً مشرف باسلام ہو جاتا۔ آپ کے چہرے پر اس قدر رُعب تھا کہ جس سے مخلوقِ خدا بے حد مرعوب تھی۔ آپکی روحانی خدمات اور جلالت کے چرچے نہ صرف پاک پتن شریف و کلیر شریف میں تھے۔ بلکہ پورے متحدہ ہندوستان میں آپکی ذات گرامی شہرہ آفاق تھی، دہلی میں آپ کے پیر بھائی حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمت، ہانسی میں حضرت خواجہ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمت، حضرت شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمت

[1] کلیر کا چاند از ظہور الحسن شارب مطبوعہ آگرہ ص ۹۵۔

Marfat.com

حضرت شیخ قستجب الدین خلا آبادی علیہ الرحمت جیسی اجل شخصیات کی زبان پر حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمت کا تذکرہ رہتا۔

ایک مرتبہ حضرت بابا صاحبؒ سے آپ کے قوالوں نے دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی آپ نے بخوشی اجازت دیدی۔ اور چلتے وقت یہ بھی فرمایا کہ دہلی سے آگے بڑھ کر کلیر بھی چلے جانا۔ اور میرے صابر سے ملاقات کر کے ان کی خبر لیتے آنا۔ قوالوں نے بسر و چشم منظور کیا۔ اور روانہ ہوئے۔ اور دہلی میں حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں جب حاضر ہوئے تو یہ شاہی دربار تھا۔ بادشاہ دہلی آپ کا مطیع و فرمانبردار تھا۔ رؤسائے شہر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اپنا فخر سمجھتے تھے اور یہ قوال تو ٹھہرے حضرت محبوب الٰہیؒ کے قوال پس آپ نے بڑی آؤ بھگت کی اور بڑی خاطر و تواضع سے پیش آئے۔ بادشاہی خاصے کے کھانوں سے دعوت کی گئی۔ مجلس سماع میں ایک ذرا سے اشارے پر مالامال کر دیئے گئے۔ غرضکہ قوال بہت خوش خوش وہاں سے رخصت کے طالب ہوئے، رخصتی کے وقت حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے انعامات و اکرامات سے قوالوں کو اور زیادہ خوش کر دیا، قوال وہاں سے مدح سرائی کرتے ہوئے روانہ ہوئے، اور کلیر کا راستہ لیا، یہاں کا عالم ہی نرالا تھا، چلتے پھنتے شوق زیارت میں حضوری میں پہنچے، آپ اس وقت عالم استغراق میں شاخ گولر پکڑے ہوئے کھڑے تھے، حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمت نے ان لوگوں سے دریافت حال کیا، اور جب یہ معلوم ہوا کہ یہ حضرت بابا صاحب کے قوال ہیں تو فرمایا کہ ٹھہرو، جس وقت آپ کی حالت درست ہوگی پیش کر دوں گا دو دن اسی انتظار میں گذرے گئے۔ یہاں جنگل میں کھانے کیلئے بھی کچھ میسر نہ تھا۔ صرف کچے پکے گولر تھے، جو خواجہ شمس الدین صاحب نے بھی قوالوں کو بھی کھانے کے لئے دیئے۔ قوال سخت پریشان تھے، کہ کہاں آکر پھنس گئے اس سے نہ آتے تو اچھا تھا۔

Marfat.com

اب بغیر قدمبوسی حاصل کیئے ہوئے واپس جانا بھی دشوار ہے، اور معلوم نہیں کب تک یہ حالت رہے گی۔ گولران کی حلق سے کیا اترتے، کیونکہ یہ لوگ تو تر نوالے کھانے والے تھے، اور حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے یہاں کی دعوتیں اڑاتے ہوئے تھے، اور وہاں کی خاطر تواضع پر مٹے ہوئے تھے، یہاں اس کے برعکس تیسرے دن حضرت کو فاقہ ہوا۔ خواجہ صاحب نے پشتِ مبارک کی طرف سے جاکر عرض کیا کہ حضور بابا صاحب کے قوال سلام کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ان کیلئے کھانے میں نمک شامل کردو۔ اتنا فرمانے کے بعد پھر آپ اپنی حالت میں ڈوب گئے۔ قوال سخت عاجز تھے، کہ یا الٰہی کس طرح چھٹکارا ملے۔ جو یہاں سے جان بچا کر گھر چلیں، مگر آمدن بارادت رفتن باجازت" سے مجبور تھے ناچار ٹھہرے رہے۔ دوسرے وقت حضرت خواجہ صاحب نے گولروں کو کٹوا کر نمک بھی علیم اللہ ابدال سے منگوا کر ان میں ڈال دیا اور قوالوں کو دیا، مگر ان لوگوں کو بھلا یہ غذا کیا بھاتی، خواجہ صاحب سے لے لیتے اور رومال کے کونے میں باندھ لیتے اور فاقہ پر فاقہ کرتے، تین دن اور گذر گئے حضرت کو پھر ہوش آیا۔ تو خواجہ صاحب نے پھر حضوری میں عرض کیا کہ قوال سلام کرنے کے خواہشمند ہیں۔ حکم ملا کہ سامنے بلاؤ چنانچہ پیش کئے گئے قوالوں نے قدمبوسی کرنا چاہی مگر خواجہ صاحب نے فوراً روک دیا کہ خبردار دور سے سلام کرو۔ ورنہ جل کر خاک ہو جاؤ گے، قوالوں نے بادب تمام سلام عرض کیا، آپ نے دریافت فرمایا" پیرِ من خوش است" قوالوں نے جواب دیا حضور،" اتنا سنتے ہی آپ پھر استغراق میں جذب ہو گئے۔ قوال پھر عاجز ہو کر خواجہ صاحب سے عرض کرنے لگے کہ حضور ہم لوگوں کا سلام ہو گیا ہے اگر اجازت ہو تو ہم لوگ بابا صاحب کی خدمت میں واپس جائیں خواجہ صاحب نے فرمایا بہتر ہے۔ قوال یہ سن کر رخصت ہوئے اور آپس میں کہنے لگے جان بچی لاکھوں پائے۔ بابا صاحب نے بھی کس عذاب میں پھانس دیا تھا۔

Marfat.com

اور وہ گولر جو رومال میں باندھ لائے تھے، کھول کر پھینک دیئے اور پاک پٹن شریف کا راستہ لیا جب باباصاحب کے حضور میں پہنچے تو آپ نے دریافت فرمایا کہو بھائی ہمارا نظام الدین اچھا ہے، قوالوں نے آپ کی بڑی مدح سرائی کی۔ حضور وہ تو بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں، خلقت ٹوٹی پڑتی ہے، بادشاہِ وقت اور امراء و روٴسا دربار پر پروانہ وار گرویدہ ہیں، حضور میری بڑی خاطر مدارت کی اور بہت کچھ انعام و اکرام ملا ہے۔ پھر حضرت باباصاحب نے دریافت فرمایا کہ میرے صابر کو بھی دیکھنے گئے تھے۔ قوالوں نے عرض کیا، اجی حضور آپ نے ہمیں کہاں بھیجدیا وہاں نہ آدمی نہ آدم زاد، بیابان جنگل فاقوں مر گئے نہ کھانا ملا نہ پینا، حضور کوئی بات پوچھنے والا بھی تو نہ تھا۔ حضرت باباصاحبؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ ارے کیا کچھ بھی کھانے کو نہیں ملا، عرض کیا کہ حضور کچے گولر کوٹ کر نمک ملا کر خواجہ صاحبؒ نے دیئے تھے ہم لوگوں سے تو کھائے نہ گئے، حضور ازبادہاں رومال میں باندھ لئے تھے راستہ میں ان کو پھینک دیا۔ باباصاحبؒ نے فرمایا کہ کمبختو تم نے غضب کیا کہ وہ گولر نہیں کھائے اگر تم ان کو کھا لیتے تو معلوم نہیں کیا ہو جاتے۔ وحشت تم لوگوں کے سر پر سوار تھی، نظام الدینؒ نے تمہاری دنیا سنبھالی تھی اور مخدوم صابرؒ نے تمہاری عقبیٰ سنبھال لینا چاہی مگر تمہاری کمبختی کہ تم نے اسکی پرواہ نہیں کی، یہ سُن کر قوال ہاتھ مل کر رہ گئے اور تاسف کرنے لگے باباصاحبؒ نے فرمایا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ خیر یہ تو بتاؤ کہ تم سے صابرؒ کی ملاقات بھی ہوئی تھی۔ عرض کیا ہاں حضور چھٹے دن ہم لوگوں کو حضوری نصیب ہوئی تھی، ہم لوگوں نے سلام عرض کیا تو مخدوم صاحبؒ نے دریافت کیا کہ "پیرِ من خوش است" یہ سننا تھا کہ حضرت باباصاحبؒ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور اس قدر جوش و خروش ہوا کہ جتنے حاضرین محفل تھے سب وجد میں آ گئے، بہت عرصہ کے بعد جب آپ کی حالت درست ہوئی تو لوگوں نے استفسار کیا کہ حضور کو وجد کس بات پر طاری ہو گیا، آپؒ نے

Marfat.com

فرمایا کہ تم لوگ واقف نہیں ہو میرا صابرؒ اس وقت جس مقام پر ہے، وہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ کا گذر ہونا مشکل ہے، اور اس حال میں بھی اس نے مجھ کو فراموش نہیں کیا، اور قوالوں کو دیکھتے ہی میری ہی خیریت دریافت کی اللہ اللہ کیا مرتبہ شناس ہستیاں ہیں۔

حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت کی رُوحانیت کے اعلیٰ مقامات اِس قدر کثیر ہیں کہ جن کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ رُوحانی مقامات حضرت بابا فریدُ الدّین مسعود گنجشکر علیہ الرحمت کی کرم التفات سے طے ہوئے۔ ہر گام حضرت بابا صاحبؒ علیہ الرحمت نے نہ صرف رہنمائی کی بلکہ ساتھ دیا۔ یہی وجہ ہے حضرت مخدوم صابر پاکؒ علیہ الرحمت نے بہت ہی جلد رُوحانی مقامات حاصل کر لیے، جن پر انسانی عقل حیران و ششدر ہے۔ کیونکہ عقل کی بساط بالکل محدود ہے۔ جہاں عقلِ انسانی کی انتہا ہوتی ہے تو وہاں اولیاء اللہ کی روحانی قوت اور کرامت کی ابتداء ہوتی ہے۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمت نے اپنی کتاب تکمیل الایمان میں تحریر فرماتے ہیں

"کراماتُ الاولیاءِ حقٌ"

یعنی اوُلیاءاللہ کی کرامات برحق ہیں جن کا انکار کرنا دراصل انبیائے اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا انکار کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اولیاءاللہ کی کرامات انبیائے کرام کے معجزات کی مظہر ہیں۔

Marfat.com

۱۰۔ مزارِ اقدس

حضرت مخدوم علاؤ الدّین علی احمد صابر کلیریؒ کا مزارِ اقدس نہر گنگ کی غربی جانب کلیر شریف میں مرجع خلائق ہے اور کلیر شریف کی شہرت بھی آپ کے مزار اقدس کی وجہ سے ہے اگرچہ آپ کے وصال کو صدیاں گزر چکی ہیں اور اس طویل عرصہ کے دوران آپ کے مزارِ اقدس کو زمانے کے مختلف نشیب و فراز سے واسطہ رہا۔ مگر آپ کے تصرف و کمال کی وجہ سے زمانے کے دست و برد سے محفوظ رہا۔ الحمد للہ۔

دورِ ویرانی وصال کے بعد تقریباً دو سو سال سے زاید عرصہ تک آپؒ کا مزارِ اقدس آپکی جلالت کی وجہ سے لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہا۔ تذکرہ جلیل میں اقتباس الانوار کے حوالے سے منقول ہے کہ بعض ثقہ حضرات سے ایسا سنا گیا ہے کہ شروع زمانے میں کوئی شخص بھی حضرت علی احمد صابرؒ کے مرقد اقدس کی زیارت کو نہیں جا سکتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر جب کوئی زائر آپ کے مزار اقدس کی زیارت کے ارادے سے قدم بڑھانے کی کوشش کرتا یا مزار پہ پہنچ جاتا تو مزار شریف کے اندر سے ایک بجلی نکل کر اس شخص کو جلا دیتی جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعد از وصال آپ کی بہت زیادہ جلالت تھی کہ جس کے باعث کوئی شخص بھی مزارِ اقدس پر جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے آپ کے مزار مبارک کی جائے وقوع سے دور دور تک آبادی بھی قائم نہ ہو سکی اور لوگوں کے آباد نہ ہونے کی وجہ سے لوگ فراموش کر گئے۔ کہ حضرت مخدوم صابرؒ کا مزار کہاں تھا، اور کلیر کہاں آباد تھا۔ لیکن آپ کا روحانی سلسلہ بدستور جاری رہا۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا دور

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ (المتوفی سنہ ۹۴۵ھ) طریقت صابریہ میں حضرت صابرؒ صاحب سے پانچویں پشت میں شمار ہوتے ہیں ان کا مزار حضرت صابرؒ صاحب سے عقیدت قائم کرنے کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ رودلی میں اپنے دادا پیر حضرت خواجہ عبدالحق رحمتہ اللہ کے مزار مبارک پر جھاڑو دیا کرتے تھے کہ ایک روز صبح بعد نماز فجر جبکہ آپ جھاڑو دینے میں مشغول تھے، ایک بزرگ آپ کے پاس سے گزرے اور چلتے چلتے فرما گئے "عبدالقدوس! ہمارے مزار پر بھی جھاڑو دے دیا کرو" حضرت قطب العالم نے ہاں تو کرلی. لیکن یہ نہ پوچھ سکے آپ کون ہیں اور آپ کا مزار کہاں ہے؟ جس کی وجہ سے آپ متفکر رہنے لگے. ایک روز آپ نے حضرت خواجہ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سے حق! حق کی آواز سنی اور یہ آواز سن کر آپ از خود رفتہ ہو گئے اور مزار شریف کے قریب بیٹھ کر مراقبہ شروع کر دیا. آخر کار کسی شخص کو بھی اس مقام پر پہنچنے کی مجال نہیں ہے. اگر جناب کرم کرکے جمال پر آئیں اور کیفیت جمالی ظاہر کریں اور نیز اس برقِ جلال کو دوری کے غلاف میں کھینچ لیں تو ایک عالم آپ کی برکتوں سے بہرہ مند ہو اور فیض حاصل کرے." آں حضرت نے فرمایا کہ "تیری خاطر سے میں نے آج ہی اپنی ذات کی اس برق کو عالمِ لامکاں میں پوشیدہ کر دیا ہے. اور صفاتِ جمالیہ میں سے تھوڑے سے میدان ظہور میں اس طرح نمایاں کئے کہ ہر خاص و عام میں سے سب کو اس جگہ آنے کی اجازت بخشی. اسی وقت سے ہر خاص و عام کو درگاہ پاک میں باریابی نصیب ہوئی اور اُن کے فیوض کا خوان سب مخلوق کیلئے بچھ گیا.

اس کے بعد مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین کے مصنف قلمطراز ہیں کہ "حضرت قطب العالمؒ نے رُوح مقدس سے مشرف ہو کر باشندگانِ کلیر کیلئے جو آپ کے قہر و جلال کے شکار ہو گئے تھے فاتحہ کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو حضرت قدوسؒ کے دست مبارک

Marfat.com

ویسے ہی اٹھے رہ گئے گویا خشک ہو گئے۔ یہ دیکھ کر بعجز تمام حضرت قطب العالمؒ نے بہت توبہ استغفار کی تو ان کے ہاتھ اصلی حالت پر آئے اور قطب العالم پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ تمام بدن لرز گیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو خود کو گنگوہ میں پایا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت قطب العالم اپنے مریدوں کے ہم راہ ۱۳ ربیع الاوّل کو مزار اقدس پر پہنچے۔ وہاں قرآن خوانی و فاتحہ کرائیں اور حلوہ شیریں کے توشہ پر حضور کی رُوح کو ثواب پہنچا کر حاضرین میں تقسیم کیا اور کچھ روز وہاں قیام فرما کر حسب روایت گلزار صابری مزار اقدس کے نشان کو نمایاں کیا اور جنگل کے درختوں کے پتوں اور پھونس سے مزار اقدس کی حد بندی کی اور بانس بلّیوں کے ستون بنا کر لکڑیوں کی چھت سے تربتِ مقدس کے اُوپر سایہ کیا اور تین دن میں سب کام پورا کر کے گنگوہ واپس ہو گئے۔ اس زمانے میں چیدہ چیدہ لوگ شاذ و نادر ہی آپ کی زیارت کو جانے لگے۔ کچھ مجاور بھی آ کر مزار شریف سے دور فاصلہ پر آباد ہو گئے اور دربارِ صابری مخلوق خدا کیلئے عام طور پر یہ وہ عظیم احسان ہے۔ غلامانِ صابرؒ پر حضرت مخدوم العالم خواجہ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمت (المتوفی ۹۴۵ھ) کا کہ جنہوں نے حضرت مخدوم صابر علیہ الرحمت کی خدمت اقدس میں اپنے شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمت (المتوفی ۸۳۷ھ) کی وساطت سے حاضری دے کر جلالت ختم کرنے کیلئے گذارش کی تو حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت نے آپ کی التجا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے زائرین کو مزار اقدس پر حاضر ہونے کی عام اجازت دیدی اگر حضرت مخدوم العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمت کوشش نہ کرتے تو ہو سکتا ہے کہ تا قیامِ قیامت کسی کو آپ کی جائے مزار پر حاضری کی سعادت تک نصیب نہ ہوتی۔

ہندو جوگی کا واقعہ | حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کی حاضری کے بعد اگرچہ لوگوں کیلئے

Marfat.com

مزارِ اقدس پر حاضری کی عام اجازت ہوگئی لیکن اس کے باوجود مزار کے اردگرد سناٹا چھا جانے کی وجہ سے لوگوں کی آمد ورفت نہ ہوسکی۔ مولانا مولوی محمد اکرم صاحب اقتباس الانوار کے بیان کے مطابق ایک ہندو جوگی ایک دن آپ کے جائے مدفن پر آیا تو اس نے جب قبر مبارک کے مقام کو دیکھا تو اسے بڑا پُرہیبت نظر آیا اردگرد کافی تعداد میں پرند چرند جمع تھے۔ اس نے سوچا کہ یہ کوئی خاص مقام ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ زمانہ قدیم میں ہماری عبادت گاہ ہو، میں اسے کیوں نہ آباد کروں لیکن پہلے مجھے دیکھ لینا چاہیئے کہ آخر اس مٹی کے ڈھیر کے نیچے کیا ہے ہوسکتا ہے کہ اس جگہ خزانہ دبا ہوا ہو چنانچہ اس نے دل میں یہ باتیں سوچ کر اس مٹی کے ڈھیر کو کھودنے کا ارادہ کیا اس کے بعد وہ قبر مبارک کے نزدیک آیا اور لوہے کے کسی اوزار سے قبر کو کھودنا شروع کردیا۔ اچانک ایک سوراخ قبر سے ظاہر ہوا اس سوراخ کے اندر یہ معلوم کرنے کیلئے کہ اس قبر میں کیا ہے اپنا چہرہ داخل کردیا اس کے بعد اس نے چاہا کہ سر کو اس سُوراخ سے باہر نکالے لیکن اس کو یہ بات میّسر نہ ہوئی، اسی جگہ مر گیا جب رات ہوگئی، حضرت شیخ علی احمد قدس سرہٗ نے دور ایک بستی میں رہنے والے ایک شخص سے خواب میں کہا کہ جلد اس جگہ پہنچو اور ایک کتے کو جو میری تربت کے ساتھ بے ادبانہ پیش آیا ہے۔ اور اپنی سزا کو پہنچ گیا ہے اس جگہ سے دور کردو۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص بہت تیزی سے تربت شریف پر پہنچا اور اس جوگی کی نعش کو جس نے ان قدس سرہٗ کے مرقد پاک سے بے اُدبی کی تھی وہاں سے نکالا، جب اس کے چہرہ کو دیکھا تو ہوبہو کتے کی شکل پایا، پھر دور لے جاکر اس کی لاش کو پھینک دیا۔ اس واقعہ کے بعد خادموں نے حضرت کے مرقد کے قریب سکونت اختیار کرلی مرقدِ مقدس کو آراستہ کیا اور اس کی چھت کو جو لکڑی کی تھی ٹھیک کیا اور یہ لوگ اس وقت سے حضور کے حکم کے مطابق قریب آستانہ آکر آباد ہونا شروع ہوگئے۔

تعمیر گنبد و مسجد | حضرت صابر صاحب کے مزار اقدس پر پختہ گنبد کی تعمیر کے

Marfat.com

سن کے بارے میں حتمی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کس سن میں تعمیر ہوا کیوں کہ اس کے بارے میں تاریخیں بالکل خاموش ہیں۔ مگر صاحب حقیقت گلزار صابری لکھتے ہیں کہ حضرت قطب عالم شہنشاہ بابر کے حملہ کے وقت سلطان ابراہیم لودھی کے طرف داروں میں تھے لیکن بابر کے بعد شہنشاہِ ہمایوں سے بھی آپ کو قربت حاصل ہوگئی تھی اور گزیٹر ضلع سہارن پور میں بھی تحریر ہے کہ ۱۵۳۶ء مطابق ۹۴۲ھ میں حضرت قطب العالم نے اس سے پہلے کہ شہنشاہ ہمایوں نے شیر شاہ سوری سے شکست کھائی، حضرت قطب العالمؒ نے شہنشاہ ہمایوں کی مدد سے مقبرے اور مسجد بنوائی تھیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسی زمانہ میں گنبد آستانہ شریف تیار ہوا اور مسجد خام بھی تیار ہوئی۔ بعد تیاری گنبد آستانہ شریف پر زائرین کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا حقیقت گلزار صابری میں بھی لکھا ہے کہ حضرت قطب العالمؒ نے گنبد تیار کرا کر ۱۳، ربیع الاوّل کو عرس شریف منعقد کیا، جس میں پانچ سو کے قریب زائرین و معتقدین شریک تھے۔ اس کے بعد ہر سال عرس شریف کا انعقاد ہونے لگا اور سال بہ سال تعداد معتقدین و زائرین میں اضافہ ہوتا گیا۔ عوام الناس بلا لحاظ مذہب وملت حضور اقدس کے مزار مبارک پر بغرض زیارت آنے لگے۔ اور آپ کی کرامات عجیبہ کا مشاہدہ کرنے لگے۔ [1]

دیگر عمارات کی تعمیر

گنبد آستانہ اور مسجد کی تعمیر کے کافی عرصہ بعد درگاہ کی دیگر عمارات کی تعمیر ہوئی، درگاہ کا صدر دروازہ تعمیر کرنے والے کا نام خان معین الدین تھا جو قصبہ نجیب آباد ضلع بجنور کے رئیس اعظم اور متوطن تھے، وہ حضرت صابر رحمتہ اللہ علیہ کے معتقد تھے۔ انہوں نے مزار مبارک پر حاضر ہو کر حضرتؒ سے درخواست کی کہ روضۂ اقدس کے ارد گرد پختہ عمارتیں بنوا دیں، لیکن منظوری نہ ہوئی۔ آخر کار متواتر استدعاؤں اور التجاؤں کے بعد شنوائی ہوئی تو حکم ہوا کہ نواب صاحب اور انکی بیگم صاحبہ

[1] تذکرہ جلیل ص ۱۲۵۔

Marfat.com

محترمہ اینٹ گارہ اپنے سروں پر ڈھوکر لائیں۔ اور تعمیر شروع کردیں۔ چنانچہ تین یوم متواتر نواب صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے اینٹ گارہ اپنے سروں پر ڈھویا۔ تین روز کے بعد جب اُن کی عقیدت کا امتحان ہوگیا تو چوتھے روز حکم ہوتا ہے۔ کہ تعمیر کے کام پر معمار اور مزدور لگادیئے جاویں۔ چنانچہ معماران اور مزدوروں سے کام کرانا شروع ہو گیا۔

صدر دروازے سے پیوستہ اندرونی دیبردنی سہ دربان۔ لنگر خانہ، دروازہ کلاں جانب شمال اور اس سے ملحقہ عمارتیں اور جانب جنوب تیسرا بڑا دروازہ اور اس سے ملی ہوئی سہ دریاں۔ محفل خانہ اور صدر دروازہ کے مقابل نقارخانہ نواب صاحب موصوف کی تعمیر کردہ ہیں۔ جس جگہ اب تالاب پختہ ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے مٹی کھودکر تعمیر کیلئے گارہ بنایا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ایک عمیق گڑھا بن گیا تھا۔ اسی گڑھے کو پختہ بناکر تالاب کی شکل دے دی گئی تھی جو اُس وقت سے اب تک زائرین اور مسافروں کیلئے نہایت مفید ہے احاطہ درگاہ شریف تعمیر ہونے کے کچھ دن بعد نواب صاحب اور بیگم صاحبہ کا انتقال ہوگیا اور یہ دونوں اسی احاطہ میں مدفون ہیں اور اُن کی قبریں پختہ بنی ہوئی ہیں۔

بقیہ عمارتیں ملحقہ درگاہ شریف جنوبی دروازہ کے جانب حوض والا حصہ اس کے بعد مکانِ رہائشی وسرائے بریلی والان وغیرہم ۱۸۵۷ء کے بعد کی تعمیرات ہیں اور ابھی تک عمارتوں میں اضافہ ہوتا ہی چلا آرہا ہے۔ درگاہ شریف کے احاطے میں مسجد درگاہ شریف ہے۔ جانب جنوب یعنی مسجد اور محفل خانہ کے درمیان سہ دری کے گوشہ میں حجرۂ چلہ کشی ہے۔ جہاں ہزاروں اولیاء اللہ اور علمائے دین نے آکر چلّے کئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حجرے میں حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کے زیرین تربت مبارک پہنچنے کیلئے سرنگ تھی جو اَب بند ہوگئی ہے۔

Marfat.com

عمارات درگاہ

درگاہ شریف کے احاطہ میں داخل ہونے کیلئے ایک دروازہ شرق رویہ ہے اور ایک دروازہ شمال رویہ ہے۔ اور جو دروازہ شرق رویہ ہے وہ صدر دروازہ کہلاتا ہے۔ اور ایک دروازہ جنوب رویہ ہے یہ تینوں دروازے زائرین کی آمد و رفت کیلئے ہیں۔ درگاہ کا احاطہ کافی وسیع ہے جس میں ہزاروں زائرین سما سکتے ہیں۔ شرقی دروازے کے باہر نقار خانہ ہے جہاں صبح و شام بارہ مہینے نقارے بجتے رہتے ہیں۔ شرقی دروازے کے باہر پھول، اگر بتی اور شیرینی والوں کی دوکانیں ہیں۔ شرقی دروازے پر یہ کتبہ کندہ ہے۔

ہم باب و ہم احاطہ درگاہ را بصدق خان معین الدین کہ بنا مستقیم داد ،،

درفکر سال عقل سر خود بجیب برد
آمد ندائے غیب کہ اجر عظیم باد

روضۂ اقدس روضۂ اقدس کے تین حصے ہیں، پہلا حصہ غلام گردش کہلاتا ہے۔ دوسرا حصہ بنگلہ اور تیسرا حصہ جس میں مرقد مقدس ہے۔ آستانہ شریف کہلاتا ہے مزار شریف والے حصے کے اوپر گنبد بنا ہوا ہے۔ بنگلہ اور گنبد کے چاروں طرف جالی دار غلام گردش ہے جس کے چاروں سمتوں پر چار آہنی سلاخوں کے بنے ہوئے دروازے لگے ہوئے ہیں، غلام گردش سے گزر کر مزار اقدس پر داخلہ کے لئے پہلے بنگلہ میں گزر کر زیر گنبد تربت اقدس پر حاضری ہوتی ہے۔ تربت اقدس کے چاروں طرف سنگ مرمر کا کٹہرا بنا ہوا ہے۔ باہر واپسی کیلئے دوسری کھڑکی ہے۔ بنگلہ اور مزار شریف میں داخلہ کے اور باہر آنے کی تین کھڑکیاں ہیں، جن کے کیواڑوں پر چاندی کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اوقات حاضری آستانہ شریف

احاطہ درگاہ شریف میں زائرین کو داخل ہونے کی ہر وقت اجازت ہے۔ البتہ احاطے کے بڑے دروازے عشاء کی نماز کے کچھ دیر بعد بند کر دیئے جاتے ہیں اور صبح کو نماز فجر سے پہلے کھولے جاتے ہیں۔ پھر بھی دفتر درگاہ شریف کے قریب چھوٹے دروازے اور صدر دروازے کی کھڑکی سے احاطہ کے اندر داخلہ ہو سکتا ہے۔ آستانہ شریف کی دونوں کھڑکیوں اور غلام گردش کا صدر دروازہ اپنے مقررہ اوقات پر کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ یہ دروازے صبح کو بعد نماز فجر کھولے جاتے ہیں گویا آستانہ شریف میں حاضری کیلئے وقت صبح بعد نماز فجر سے زوال کے ..... وقت پونے بارہ بجے سے پون بجے دن میں شام کو مغرب کی نماز کے وقت اور شب کو بعد نمازِ عشاء آستانہ شریف حاضرین دربار کیلئے مامون رہتا ہے۔ اور اس دوران میں کبھی نہیں کھولا جاتا۔ ایام عرس شریف یا دیگر خاص مواقع پر جب اجتماع زائرین زیادہ ہوتا ہے تو بعد نماز عشاء کچھ وقت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ ویسے مامون ہونے کے بعد غیر اوقات میں آستانہ مبارک نہیں کھولا جاتا ہے۔ آستانہ مبارک کی خدمات کا کام ایک خاص خادم کے سپرد ہیں جو بعد نمازِ عشاء خدمات مزار شریف یعنی صفائی وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد درگاہ مامون کرتا ہے اور تہجد کی نماز کے وقت پھر آستانہ مبارک میں جاکر خدمت کرتا ہے۔ اس وقت کوئی دوسرا آدمی اس کے ہمراہ مزار شریف پر جا نہیں سکتا۔ خدمت کرنے کے بعد پھر آستانہ شریف پھر مامون کر دیا جاتا ہے۔ جو بعد نماز فجر عام حاضری کیلئے کھولا جاتا ہے۔ آستانہ شریف میں وضو کر کے داخل ہونا افضل ہے۔ درگاہ شریف میں ننگے سر، جوتے پہن کر یا کسی غیر مہذب طریقے پر داخل ہونا اور تمباکو نوشی کرنا ممنوع ہیں۔

مسجد درگاہ شریف

مسجد میں اذان اور نماز پنج گانہ با جماعت اپنے صحیح اوقات پر ہوتی ہیں۔ نماز ظہر میں جماعت سے پہلے کلمہ شریف ختم

Marfat.com

مولسری پر اور بعد نماز عصر باد اموں وظیفہ خواجگان پڑھایا جاتا ہے اور ہر نماز کے سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ کلمہ جہر پڑھا جاتا اور نماز فجر اور نماز عشاء کی جماعت سے پانچ منٹ پہلے تین مرتبہ الصلوٰۃ والسلام وعلیک یا حبیب اللہ۔ الصلوٰۃ السلام وعلیک یارسول اللہ، الصلوٰۃ السلام وعلیک یانبی اللہ" مؤذن مسجد باواز بلند پڑھتے ہیں۔ ہر جمعہ کی نماز اور نماز عیدین بھی اسی مسجد میں ہوتی ہیں۔

ماہ رمضان المبارک میں باقاعدہ تراویح ہوتی ہیں اور کوئی نہ کوئی صاحب اعتکاف میں بھی بیٹھتے ہیں۔ ۲۶، ۲۷ رمضان المبارک کی درمیانی شب کو شبینہ منجانب سید سعید مرتضیٰ صاحب ہر سال ہوتا ہے۔ ۲۷، ۲۸ رمضان المبارک کی درمیانی شب کو درگاہ شریف کی طرف سے ختم کلام اللہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ اور ۲۸، ۲۹ رمضان المبارک کی درمیانی شب میں حضرت مولانا قاری عبد اللطیف صاحب سیکری والوں کے کلام مجید کا ختم غلام گردش آستانہ مبارک میں ہوتا ہے۔

لنگر درگاہ شریف میں روزانہ دونوں وقت فقراء کو کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ لنگر کا انتظام درگاہ شریف کے انتظام کی طرف سے ہوتا ہے اسی لنگر کے اخراجات کی کفالت کیلئے شہنشاہ شاہجہاں نے موضع کلیر کی کل آراضی بذریعہ فرمان شاہی عطا کی تھی اور جو بعد میں اپیل پریوی کاؤنسل ۱۷؍ ۱۹۲۲ء میں طے ہو گیا کہ موضع کلیر درگاہ کیلئے وقف ہے۔ جس کو شاہان مغلیہ نے معافی میں عطا کیا تھا۔ جب تک سجادگان درگاہ اس وقف کے متولی رہے وہ لنگر کا انتظام کرتے رہے۔ ۱۹۶۵ء میں سجادہ صاحب درگاہ کے تولیت سے معزول ہونے کے بعد رسیوران اور سنی سینٹرل بورڈ آف لکھنؤ کے انتظام میں رہا۔ یہ درگاہ شریف کے اخراجات کی سب سے بڑی مد ہے۔ ہر جمعرات کو اور دیگر تقریبات کے مواقع پر تعداد فقراء و زائرین بڑھ جانے سے لنگر کی تقسیم میں بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

محفل خانہ سہ دری حجرۂ چلہ سے ملا ہوا جانب جنوب محفل خانہ ہے۔ ہر جمعرات کو بابین

Marfat.com

عصر و مغرب یہاں ختم شریف اور محفل سماع ہوتی ہے۔ اور سجادہ صاحب صدر مجلس ہوتے ہیں
محفل خانہ کے جنوب میں کبوتر خانہ ہے۔ جس میں ہزاروں کبوتر پالتو رہتے ہیں۔ کبوتر پالن کی خاص
وجہ تو سننے میں آئی نہیں۔ بلکہ معلوم یہی ہوا کہ کسی خادم درگاہ کا شوق تھا جو اب املاکِ درگاہ کا
جزبن گیا ہے۔ فصل کے موقع پران کبوتروں کیلئے مضافات درگاہ شریف سے کچھ اناج اکٹھا
ہو جاتا ہے۔ بقیہ سال اُن کی کفالت بذمہ درگاہ شریف ہوتی ہے۔

نومبر ۱۹۷۰ء میں سابق والئی ریاست مالیر کوٹلہ پنجاب ہز ہائینس نواب احمد علی خاں
صاحب مرحوم کی بیگم محترمہ جنابہ محمودہ بیگم صاحبہ پیران کلیر شریف تشریف لائیں تھیں، دوران
زیارت اُنہوں نے درگاہ کے خادم سے دریافت فرمایا کہ "یہاں کوئی ایسی بھی علامت ہے کہ جس
جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور حضرت صابر صاحب قدس سرہ کی کرامت سمجھیں،
خاکسار کیلئے اس سوال کا جواب دینا بہت دشوار تھا۔ پھر بھی بیگم صاحبہ محترمہ سے جواب میں
عرض کر ہی دیا کہ حضرت قدس سرہ کی کرامت خاص کا مشاہدہ وہی کر سکتا ہے جس کو
وہ چاہیں میری کیا مجال ہے کہ میں اس کا اظہار کردں۔ جو کچھ میں نے اپنی ملازمت کے
نو سال میں دیکھا وہ یہ ہے کہ علاوہ اس سکون اور سرور قلب جو آپ کی تربت پر حاضری
کے وقت محسوس ہوتے ہیں۔ کبوتروں کو ہی دیکھ لیجیئے گا کہ درگاہ شریف کی ہر عمارت کی
منڈیروں حتیٰ کہ مسجد کے میناروں پر بھی بیٹھے ہوئے ملیں گے۔ لیکن حضورؒ کے آستانہ شریف
کی منڈیروں یا گنبد پران کبوتروں میں سے کوئی بھی بیٹھا ہوا نہیں ملے گا۔ چنانچہ بیگم صاحبہ
محترمہ اگلے روز صبح ہی بعد نماز فجر جس وقت کبوتر کھلے جنوبی دروازے سے ملحقہ سہ دری میں
بیٹھ گئیں اور کبوتروں کی نشست و پرواز کو دیکھتی رہیں۔ دو گھنٹے متواتر گزر جانے کے بعد
کبوتروں کو گھیر واکر آستانہ مبارک کی طرف اڑا دیا۔ پھر بھی کوئی کبوتر آستانہ شریف پر نہ
بیٹھا۔ ناچار ہو کر اور احساسِ عقیدت لئے کر ناشتہ پر تشریف لائیں۔

اور یہ کرامت ہے حضرت مخدوم صابر پاک علیہ الرحمت کی کہ دارِ فانی سے رحلت ہونے

Marfat.com

کے بعد بھی کرامات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور سدا جاری رہے گا۔ اگرچہ مادہ پرست اس کا انکار کرتے ہیں، مگر اس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ مادہ پرست قسم کے لوگ جن کی جس قدر محدود عقل کہتی ہے اس پر تو یقین رکھتے ہیں مگر کرامات اولیاء سے منکر ہیں۔ ان کی مادہ پرستی خود ایسے منکر لوگوں کی تباہی کا موجب ہے۔ اولیاء اللہ کی روحانی اور علمی مشعلیں جل رہی ہیں، جن پر خدام و معتقدین پروانہ وار فریفتہ ہو رہے ہیں، ان کے آستانۂ عالیہ جن پر حاضری ذہن و قلب کے اطمینان کا موجب ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

Marfat.com

نقشہ نظری احاطہ درگاہ حضرت مخدوم پاک

سید علاؤ الدین علی احمد صابرؒ

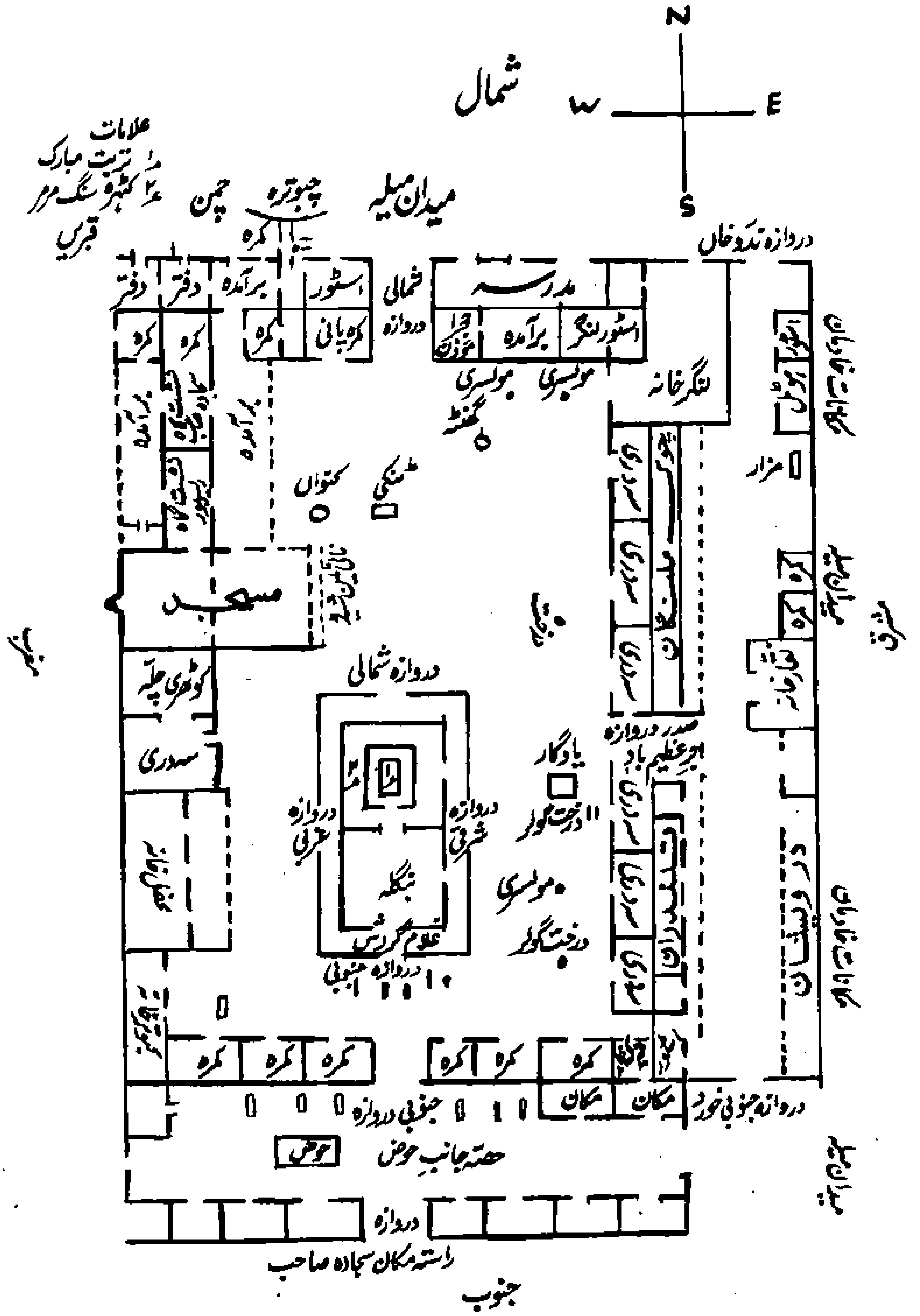

Marfat.com

آپؒ کا عرس مبارک

حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمت کا عرس مبارک برصغیر پاک و ہند میں بہت بڑا مشہور ہے۔ آپ کا عرس کلیر شریف میں ہر سال ربیع الاوّل میں ہوتا ہے اور عرس کے خاص ایام ربیع الاوّل ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵، تاریخ ہے۔ لیکن یکم ربیع الاوّل ہی سے مزار شریف کے گرد و نواح میں عرس کی دھوم دھام شروع ہو جاتی ہے۔ اور دوکانات لگنا شروع ہو جاتی ہیں۔ خاص ایام میں تو ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں لوگ آتے ہیں۔ اور غریب، امیر، گدا و فقیر دربار عالی میں پا برہنہ حاضر ہوتے ہیں، اور زیارت مزار سے فیضان ظاہری و باطنی حاصل کرتے ہیں۔
حضور عالی سے اس قدر تصرفات و کرامات ظہور میں آتے ہیں کہ جن کی انتہا نہیں۔

عرس کی ابتداء عرس کی ابتداء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس عرس کی ابتدا قطبِ عالم حضرت خواجہ شیخ عبدالقدوس کے زمانہ میں ہوئی۔ آپ کے تذکرات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ سنہ ۱۰۱۰ھ میں بھی عرس ہوتا تھا۔ اور خاصی تعداد میں لوگ عرس میں شرکت کرتے تھے۔ لیکن جوں جوں عرس میں زیادہ لوگ شرکت ہوتے لگے تو ان کے قیام و طعام کے ذرائع اور خرید و فروخت سامان کے سلسلہ میں دکان دار اپنی اپنی دکانیں لگانے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اچھا خاصا میلہ بھرنے لگا۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا آپ کے عرس میں بھی شامل ہونے والوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ آپ کا عرس مبارک میلہ پیران کلیر کے نام مشہور ہو گیا۔

میلہ پیران کلیر شریف میلہ پیران کلیر کے بارے میں حاکم علی پیرزادہ نے "تذکرہ جلیل" میں لکھا ہے کہ درگاہ شریف میں تقریبات

Marfat.com

عرس منعقد ہوتی ہیں اور باہر میدان میں ایک عظیم الشان میلہ بھرتا ہے۔ یہ میلہ گزیٹیڈ میلہ ہے اور بذریعہ نوٹیفیکیشن ۱۹۵۲-نمبر ۱۲۲۴-اے-آئی/۸۱۸۸ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۵۳ء جیسا کہ گرام سبھا اور بھومی پربندھک سمتی مینول مصنفہ شری رام صورت سنگھ ایڈیشن ۱۹۷۶ء کے صفحہ ۱۴۴ پر واضح ہے۔ یہ میلہ گاؤں سبھا کے اختیارات سے مستثنیٰ ہے۔ اس میلہ اور عرس کے جملہ انتظامات درگاہ شریف کے منتظمان کے سپرد ہیں اور عرس و میلہ کی تمام آمدنی درگاہ شریف کی یافتنی ہے اور کل اخراجات بذمہ درگاہ ہیں البتہ میلہ کے انتظام کیلئے علاقہ رڑکی کے ایس۔ڈی ایم صاحب بہادر میلہ انچارج ہوتے ہیں اور میلہ کے انتظام کے لئے ایک مشاورتی کمیٹی ایام میلہ سے قبل جناب ایس ڈی ایم صاحب مذکور مدعو کرتے ہیں جس میں ضلع کے ہر محکمہ اور محکمۂ فوج کے اعلیٰ افسران۔ سربراہ درگاہ شریف اور عمائدین شہر روڑکی شریک ہوتے ہیں اس کمیٹی کے مشورہ کی بنا پر میلہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ میلہ کے انتظامات کا بیان جاری رکھا جائے تقریبات عرس شریف کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ [1]

مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عرس کے موقعہ پر خاصی تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں اس لئے حکومت کو وسیع پیمانے پر انتظام کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے مزار اقدس کے ارد گرد لاکھوں کی تعداد میں زائرین حاضر ہو کر روحانی استفادہ حاصل کرتے ہیں۔

ایامِ عرس کی رونق

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مزار اقدس کے باہر آپکا عرس مبارک یکم ربیع الاوّل ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور درگاہ کے باہر ایام عرس میں عارضی دوکانیں لگتی ہیں ان کے بارے میں سخاوت مرزا کا بیان ہے کہ مزارِ مقدس کے مشرقی دروازہ سے بازار کی ایک قطار شروع ہوتی اور دُور دُور تک

[1] تذکرہ جلیل از عالم علی پیرزادہ ص ۱۴۶۔

Marfat.com

چلی جاتی ہے۔ دوسری قطار شمالی دروازہ سے شروع ہوتی ہے ان دونوں قطاروں میں سینکڑوں بساطیوں، بزازوں، ظرف فروشوں اور انواع واقسام کی دوکانات جن میں لاکھوں روپیہ کا مال ہوتا ہے اور وہ دُور سے آتی ہیں نہایت خوشنمائی اور خوش اسلوبی کے ساتھ لگائی جاتی ہیں کہ جن کو دیکھ کر انسان محوحیرت ہوجاتا ہے اور آگے بڑھنے کو جی نہیں چاہتا ہے، تیسری قطار دوکانات کی جنوبی دروازہ سے شروع ہوتی ہے اور یہ قطار باورچیوں اور کھلاتے کی دوکانوں نیز اشیاء خوردنی کی دوکانوں کیلئے وقف ہے۔ ہر دوکان پر مختلف قسم کا عمدہ اور نفیس کھانا جنکی خوشبو سے دماغ معطر اور جن کے ذائقہ سے طبیعت خوش ہوجاتی ہے ہر وقت موجود رہتا ہے، مغرب کی جانب دوکانات کا سلسلہ نہیں ہے بلکہ اس طرف ایک وسیع باغ ہے اور اسی طرف حضرت سجادہ نشین صاحب کے مکانات ہیں، ایک شاہی وقت کا پختہ تالاب جو گذشتہ ایام کی یاد دلاتا ہے شکستہ حالی میں موجود ہے۔

زائرین اور تاجران کی آمد آمد پہلی ربیع الاول سے شروع ہوجاتی ہے اور روز بروز آدمیوں کی کثرت ہوتی جاتی ہے۔ اور یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ کندھے سے کندھا چھلنے لگتا ہے، اور احاطہ درگاہ کے پھاٹک میں صبح کو داخل ہوکر مزار شریف تک پہنچنے میں دوپہر ہوجاتی ہے، اور لوگوں کا شوق زیارت کسی طرح سے کم نہیں ہوتا ہے۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ میں جس طرح سے ممکن ہو جلد مزار اقدس کی زیارت کرلوں۔[۱] میلہ کی رونق کے بارے میں تذکرہ جلیل میں لکھا ہے کہ اس رُوحانی اجتماع کے ساتھ ساتھ دور دراز سے آنے والے بڑے دکان دار مالکانِ ہوٹل میلہ میں اپنی اپنی دکانیں اور ہوٹل آراستہ کرتے ہیں۔ میدانِ درگاہ شریف میں دو بازاروں میں پختہ دکانیں بنی ہوئی ہیں۔ بقیہ دکانیں ٹین پوش یا چھولداری کی بنائی جاتی ہیں۔ دوکانوں کی بکنگ اور انتظام

[۱] تذکرہ علی احمد صابر از سخاوت مرزا ص ۱۳۰ - ۱۳۱ مطبوعہ کراچی،

Marfat.com

عرس و میلہ ۶، محرم سے شروع ہو جاتا ہے۔

محکمہ حفظان صحت۔ پولیس، ڈاک خانہ، بجلی اور ٹیلیفون کے خاص انتظامات ہوتے ہیں۔ ریلوے اور روڈ سروس کی جانب سے اسپیشل گاڑیوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ فوج کی طرف سے محافظ کشتیاں نہر گنگ میں مامور کی جاتی ہیں اور پانی مہیا کرنے کیلئے واٹر پمپ دکینوس حوض میلہ میں عاریتاً استعمال ہوتے ہیں خیمہ جات لگانے کیلئے ٹھیکیدار مقرر ہوتے ہیں، تمام میدان درگاہ ڈیروں اور خیموں سے مزین ہوتا ہے غرض یہ ہے کہ یہ میلہ ڈیروں کا میلہ کہلاتا ہے۔ اگر اس میلہ پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو میلوں میں ڈیرے ہی ڈیرے نظر آتے ہیں، امام صاحب کی درگاہ کو جانے والی سڑک پر کھیل تماشہ والے اپنے اپنے کرتب دکھاتے ہیں۔ [1]

روشنی

حضرت صابر صاحب کے عرس مبارک پر چراغاں کرنا رسم روشنی کے نام سے مشہور ہے یہ روشنی کی رسم دسویں، گیارھویں اور بارھویں ربیع الاول کو کی جاتی ہے اور اس روشنی میں بلب، ٹیوب، جھاڑ فانوس، کنول کثرت سے روشن کیے جاتے ہیں اور خاص کر روضہ اقدس پر جو لائٹنگ کی جاتی ہے وہ قابلِ دید ہوتی ہے اور درگاہ کا سارا احاطہ بقعۂ نور بن جاتا ہے۔

ختم قرآن پاک

۱۳، ربیع الاوّل چونکہ آپ کی تاریخ وصال ہے لہٰذا اس روز درگاہ شریف میں قرآن خوانی ہوتی ہے جو قل خوانی کے نام سے مشہور ہے اس قرآن خوانی میں سینکڑوں کلام پاک ختم کیے جاتے ہیں۔ اسی روز مزار اقدس پر فاتحہ خوانی بھی بکثرت ہوتی ہے، اس روز قرآن خوانی کے بعد زائرین کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

غسل

ربیع الاوّل کی ۱۴ تاریخ کو مزارِ اقدس کو غسل دیا جاتا ہے عرس شریف

[1] تذکرہ جلیل از حاکم علی پیرزادہ، ص ۱۴۹،

Marfat.com

کی تقریبات کے سلسلے میں رسم غسل بھی بڑی مشہور ہے۔ اس لئے غسل کے روز بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے غسل میں عرق گلاب استعمال کیا جاتا ہے لیکن بقدر ضرورت سادہ پانی بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ غسل کے پانی کو حاصل کرنے کا ہر شخص شائق ہوتا ہے۔ اس لئے غسل کا پانی لینے کیلئے لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں کیونکہ عقیدت مند غسل کا پانی کو حاصل کرنا بڑی سعادت مندی خیال کرتے ہیں۔ اس لئے لوگ پانی لینے کیلئے ٹوٹے پڑتے ہیں۔ کوئی صراحی لئے ہوئے کوئی کٹورہ، کوئی گلاس، کوئی گھڑا، غرضیکہ جس کو جو برتن مل گیا وہی لئے ہوئے ٹوٹ پڑتا ہے، کسی کو ایک قطرہ، کسی کو ایک چلو، کسی کو ایک گھونٹ، غرضیکہ جس کو جس قدر مل گیا لیکر بھاگتا ہے۔ جس کے پاس برتن نہیں ہوتا وہ اپنے کپڑے ہی تر کر لیتا ہے اور اپنے مقام پر جاکر اس کپڑے کو نچوڑ کر اور دھو کر وہ آبحیات تیار کر لیتا ہے۔ اس سے سینکڑوں مریضوں کو شفا حاصل ہوتی ہے لوگ تبرکاً آب زمزم کی طرح آنکھوں میں لگاتے ہیں اور اس سے اپنی چشم باطن کی بصارت کو جلا دیتے ہیں غرضیکہ مزار اقدس کے باہر پانی کا ایک قطرہ بھی بہہ کر نہیں جانے پاتا۔

رسم مہندی عرس کی تقریبات کے سلسلہ میں ایک رسم مہندی ڈوری بھی ہے اور یہ رسم چاندرات کو چاند نکلنے کے بعد ادا کی جاتی ہے۔ یہ رسم اس طرح ہے کہ اس شب کو آستانہ شریف فوراً بعد نماز عشاء مامون کر دیا جاتا ہے اور گاؤں میں سجادہ صاحب کے مکان پر فقراء اور جملہ خادمان درگاہ شریف اکٹھے ہوتے ہیں اور وہاں سے جلوس کی شکل میں سجادہ صاحب اور ان کے چند خواص اپنے سروں پر مہندی رکھی ہوئی تھالیں لئے ہوئے اللہ ہو اللہ ہو کے نعرے لگاتے ہوئے روانہ ہوتے ہیں۔ سب سے آگے قوالیاں ہوتی ہوئیں اور اس کے بعد فقراء حلقہ کرتے ہوئے چلتے ہیں اور جب درگاہ شریف میں آتے ہیں۔ اس وقت درگاہ کے صدر دروازے پر بڑا ہجوم ہوتا ہے جلوس کے آستانے پر پہنچنے کے بعد آستانہ شریف کی کنجیاں سجادہ کو پیش کر دی جاتی ہیں اور وہ

Marfat.com

خود اپنے دستِ مبارک سے آستانۂ شریف کو کھول کر اندر داخل ہوتے ہیں اور رسم مہندی ڈوری ادا کرتے ہیں، اس رسم کے ختم ہونے کے بعد سجادہ صاحب اسی طرح جیسے کہ تشریف لائے تھے مشعلوں اور ہنڈوں کی روشنی میں حلقہ کرتے ہوئے گاؤں کو واپس ہو جاتے ہیں۔

محافل سماع قوالی چونکہ سلسلہ چشتیہ کے ساتھ خاص طور پر منسوب ہے اس لئے حضرت مخدوم صابر پاکؒ کے عرس کے موقعہ پر بھی سماع کو خاص اہمیت حاصل ہے آپ کے عرس میں ملک بھر کے قوال آتے ہیں اور مرکزی محفل سماع، سماع خانے میں ہوتی ہے لیکن مزار اقدس کے اردگرد مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں عرس کے دنوں میں برابر قوالی ہوتی رہتی ہے اور قوالیوں میں زیادہ حضرت صابر صاحب اور سلسلہ چشتیہ کے مناقب پڑھے جاتے ہیں۔ اگرچہ قوالی کی محافل میں کئی امور اصلاح طلب ہیں۔ محافلِ سماع کے بارے میں حاکم علی پیرزادہ کا بیان ہے کہ

ملک کے کونے کونے سے قوال اور گانے والے آتے ہیں ڈیروں پر بھی علاوہ احاطہ درگاہ شریف کے جابجا قوالیاں ہوتی ہیں۔

۱۹۶۵ء سے پہلے احاطہ درگاہ شریف میں طوائفوں کے مجروں کا وقت شب کے ایک بجے سے تا اذانِ فجر مقرر تھا جبکہ طوائفیں برقعہ اوڑھ کر مجرا کر سکتی تھیں لیکن عرس ۱۹۶۵ء میں جناب سید سعید مرتضیٰ صاحب نے جو اس درگاہ کے رسیور تھے طوائفوں کے مجروں کی اندر احاطہ درگاہ شریف میں سخت ممانعت کر دی تھی، اس وقت سے یہ طوائفیں اپنے اپنے ڈیروں میں گانے بجانے لگی تھیں لیکن عرس ۱۹۷۳ء سے جبکہ خان زادہ ودود علی خاں صاحب مرحوم رسیور درگاہ ہوئے انہوں نے اندر حدود میلہ طوائفوں کے گانے بجانے کی قطعی ممانعت کر دی، حالانکہ طوائفوں کی طرف سے بڑی جدوجہد اور مقدمہ بازی کی گئی۔ لیکن کوئی کارگر نہیں ہوئی اور مرحوم اپنے ارادے پر اٹل رہے اس وقت یعنی ۱۹۷۳ء کے

Marfat.com

عرس سے اس میلہ میں طوائفوں کا ناچ گانا قطعی بند ہوگیا ہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ طوائفوں کے گانے اور داخلہ پر امتناع (روک) کی وجہ سے میلہ کی رونق کم ہوجائے گی۔ صرف ۱۹۷۳ء کے عرس پر تو اس کا ضرور اثر ہوا لیکن بعدہ میلہ اپنی اسی شان و شوکت کے ساتھ ہوتا ہے۔[1]

بزرگانِ دین کے سالانہ اعراس پر عورتوں کا ہجوم، رقصاؤں کی آمد، ملنگوں کے گھنگھروں کی جھنکار بالکل غلط ہے۔ بلکہ بزرگانِ دین کے عرسوں کے اصل مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے خرافات سے بچنا چاہیئے۔

لنگر دورانِ عرس

تقسیم لنگر میں پہلی تاریخ سے اضافہ ہوجاتا ہے اور آٹھ ربیع الاوّل سے صوفیائے کرام اور اُن کے مریدین کیلئے ان کے بستروں پر لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر بستر کے لیئے تعداد بخش مقرر ہے۔ جو کہ ۱۴ ربیع الاوّل کو دوپہر تک بستروں پر پہنچ جاتے ہیں۔ دورانِ عرس دو یوم متواتر ۱۲، ۱۳ ربیع الاوّل کو صرف ایک وقت لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ ان تاریخوں میں لنگر خان محمود علی خاں صاحب رئیس کیلاش پور کی جانب سے ہوتا ہے۔ ان تواریخ کا لنگر مست لنگر کہلاتا ہے۔ علاوہ اس سرکاری لنگر کے دیگر اصحاب خیر اپنے اپنے ڈیروں پر یا کسی دوسری جگہ نذر و نیاز کی دیگیں پکوا کر خیرات کرتے ہیں۔

۱۲ ربیع الاوّل کی شب کو بارہ وفات کے سلسلہ میں ۱۳۱ کلو سوجی چھبیس کلو چینی کے حلوے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ دلا کر یہ حلوہ بطور تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔ عرس شریف کی جملہ تقریبات جیسا کہ پروگرام میں واضح کیا گیا ہے۔ ہر سال اس طرح انجام دی جاتی ہیں قل اور غسل کی خاص تقریبات ہیں جن میں سجادہ صاحب بہ نفسِ نفیس صدر مجلس ہوتے ہیں اور رسم غسل اپنے دست مبارک سے انجام دیتے ہیں۔ اور ۱۴ ربیع الاوّل کو بعد غسل شریف تبرکات تقسیم کرتے ہیں۔ عرس شریف میں علاوہ ہندوستان کے غیر ممالک، پاکستان وغیرہ

[1] تذکرہ جلیل از حاکم علی پیرزادہ، ص ۱۵۰، مطبوعہ دہلی،

Marfat.com

سے بھی ہر سال زائرین بڑی عقیدت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ درگاہ شریف میں ہی نہیں بلکہ تمام میدان میلہ میں اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے اُدھر درگاہ شریف میں رُوحانی اجتماع ہوتا ہے اور یا ہر میلہ کی شان و شوکت قابلِ دید ہوتی ہے۔ اندازہ، کہ ہر سال ۲ ڈھائی لاکھ کا مجمع اس عرس شریف میں ہوتا ہے۔

بزرگانِ دین کے اعراس کے اہتمام کرنے کا مقصد حاضری کے علاوہ باہمی ملاقاتیں رُشد و ہدایت کے سلسلہ کو مزید بڑھانے رُوحانی کمالات کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل بیشتر خانقاہی نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ رُوحانی سلسلہ کی بجائے امارت کو ترجیح دی جا چکی ہے۔ جیسے کہ نمبرداری نظام ہوتا ہے یا موروثی معاملہ ہوتا ہے۔ باپ اگر اس دارِ فانی سے رخصت ہوتا ہے۔ تو بیٹا باپ کی موروثی جائیداد کا وارث ہوتا ہے۔ بعینہٖ یہی کیفیت آج بھی موجود ہے حالانکہ تصوف میں بزرگانِ دین کے نزدیک ایسا کرنا بالکل غلط ہے۔ کسی بزرگ نے روحانیت کو وراثت سمجھ کر اپنے بعد اپنے بیٹے کو سجادہ نشین بنانے یا بننے کی وصیت نہیں فرمائی۔ بلکہ جو بھی اہل نظر آیا اُسے ولایت تفویض کر دی۔ یہ رُوحانی سلسلہ کسی نسبت کا محتاج نہیں رہا ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق نسبت نہیں بلکہ رُوحانیت سے ہے۔ رُوحانی سلسلے کی روایت کو ماضی کے اولیائے کاملین نے برقرار رکھا ہے کہ جسے ثبوت کے طور پر بزرگانِ دین کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔

تکمیل عرس اور زائرین کی واپسی

۱۵ ربیع الاوّل حضرت صابر صاحب کے عرس کی تقریبات کا آخری دن ہوتا ہے اور اس روز عرس ختم ہوتا ہے اور زائرین واپس چل دیتے ہیں اور ملک کے کونے کونے سے آئے عاشقانِ صابر اپنی منزل کی راہ لیتے ہیں، لیکن دوکاندار حضرات ایک دو روز کے بعد واپس ہوتے ہیں۔

واپسی کے موقعہ پر زائرین کو کلیر سے رڑکی تک کچھ دقت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

Marfat.com

بلکہ کلیر سے رڑکی کے اسٹیشن تک وہ ہنگامہ برپا ہوتا ہے کہ جسکی انتہا نہیں مسافروں کی بھیڑ بھاڑ اور کثرت کی وجہ ٹکٹ لینا مشکل ہوتا ہے۔ مسافر خانہ سے پلیٹ فارم تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، اور ریل کے اندر بیٹھنا تو انتہائی جانفشانی اور دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔

پہلی سے پندرہ دن تک یہ جنگل فردوسی کیفیات کا مخزن بن جاتا ہے۔ اور ہر قسم کی عجیب وغریب چیزیں نظر آتی ہیں، دنیا داروں کی نذریں، مرادیں منتیں، فقراء کی بے اختیاری، بیخودی، حضرات اولیائے کرام کا جذب وکیف، کوئی صابر صابر چلا رہا ہے کوئی عالم استغراق میں غرق، کوئی چلہ کشی میں مصروف غرضیکہ ہر شخص کسب کمال میں مصروف نظر آتا ہے۔ ایک دلکش اور دلآویز چہل پہل نظر آتی ہے۔ ہر شخص ایک مستی اور بیخودی کے عالم میں شراب عقیدت اور بادۂ ارادت سے سرمست نظر آتا ہے۔

واپسی پر زائرین جس قدر روحانی مسرت محسوس کرتے ہیں جسے بیان کرنے سے زبان قاصر ہے زائرین کی حاضری ان دو کیفیتوں سے خالی نہیں۔ پہلی یہ کہ حاضری سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے، دوسری یہ کہ فیضان اولیاء اللہ کی بدولت نہ صرف گناہ جھڑتے ہیں بلکہ ان میں روحانی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور طمانیت قلب ورُوح حاصل ہوتی ہے اور جو زیارات قبور احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعرات اور سوموار کے دن اکثر جنت البقیع میں تشریف لے جاکر ان قبروں میں مدفون شدہ لوگوں کی مغفرت کیلئے دعا فرماتے،

Marfat.com

کلیر شریف میں دیگر اولیاء اللہ کے مزارات

حضرت مخدوم پاک سید علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمت کی مشہور و معروف درگاہ کے علاوہ کلیر شریف میں بزرگان دین کے چند دیگر مزارات بھی ہیں جو اپنے اپنے دور میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی ہوئے جن کے مختصر حالات یہاں تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت امام ابوصالحؒ حضرت امام ابوصالحؒ کا مزار اقدس درگاہ حضرت امام صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ نہر گنگ کے پل کے شرق رُو یہ تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر مرجع خلائق ہے۔ حضرت امام صاحب کا مزار اقدس سطح زمین سے تقریباً ۱۰ فٹ بلند ہے اور گیارہ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد احاطہ درگاہ آتا ہے۔ چاروں طرف دو فٹ اونچی چار دیواری ہے اور درمیان میں حضرت امام ابوصالحؒ کا مزار ہے۔ مزار کے ارد گرد ایک خوبصورت غلام گردش بنا ہوا ہے۔ جو خورشید بیگم نے ۱۳۲۹ھ میں بنوایا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کی درگاہ کے ساتھ ایک مسجد ایک مدرسہ اور تکیہ ہے۔

حضرت امام صاحب کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ حضرت صابر صاحب سے پہلے کے بزرگ ہیں۔ اور معرکہ کلیر میں اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے اور اس دور میں آپ راجہ کرن جو کلیر کا راجہ تھا اسے شکست دی۔ آپ کی زیر کماج فوج میں متعدد ولی اللہ بھی تھے جنہوں نے راجہ کرن کے خلاف جہاد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کے ہمراہ آپ کی منہ بولی بہن سیدہ بی بی گوہر فاطمہ بھی تھیں جنہوں نے باقاعدہ جہاد میں حصہ لیا۔ اور جب قلعہ فتح ہوگیا اور حضرت امام صاحب ہمراہ اپنی ہمشیرہ کے جب قلعے میں داخل ہوئے تو راجہ کرن کے کسی سپاہی نے آپ دونوں کو شہید کر دیا۔ اور بعد میں آپ کو اور آپ کی

Marfat.com

ہمشیرہ کو وہی دفن کردیا گیا۔

حضرت امام صاحب کی درگاہ پر ہر سال محرم میں ۱۶ تاریخ کو عرس ہوتا ہے جس میں قرآن خوانی، نعت خوانی اور محفل سماع منعقد ہوتی ہے۔

شجرہ نسب اور تاریخ وصال نامعلوم ہے۔

مزار حضرت کلکلی شاہؒ

درگاہ حضرت مخدوم پاکؒ کے شرق رُو یہ نہر کے پار حضرت کلکلی صاحب کا مزار اقدس ہے۔ یہاں سے امام صاحب کا مزار بھی قریب ہی ہے۔ آپ بھی معرکہ کلیر میں حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آئے تھے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ امام صاحب کے ساتھ ان ۷۲ بزرگوں میں سے ہیں امام صاحب کی فوج نے دہلی سے روانہ ہوکر چند روز میں کلیر کی حدود میں داخل ہوکر کلیر کا محاصرہ کرلیا اور چھ ماہ تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ بظاہر جب کوئی صورت فتح کی نظر نہ آئی تو اس وقت لشکر اسلام میں بہتر۷۲ ولی کامل بزرگ ہمراہ تھے۔ ان سب کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ نے حکم دیا کہ شہر کے ہر دروازے پر بزور کرامات کمربستہ ہوجائیں چنانچہ حضرت کلکلی شاہ نے شہر کے دروازہ پر ایسا زور کا نعرہ لگایا کہ تمام قلعہ لرز گیا۔ عمارتیں ہل گئیں۔ جب دوسرا اور تیسرا نعرہ یکے بعد دیگرے تمام بزرگوں نے لگایا تو زمین میں جگہ جگہ شگاف پڑ گئے۔ پھر حضرت کلکلی صاحب نے بلند دروازہ کو پکڑ کر زور لگایا تو دروازہ اکھڑ گیا اور اسلامی فوج قلعہ کے اندر داخل ہوگئی۔ اور قلعہ فتح ہوگیا۔

آپکے مزار مبارک کے قریب بھی ایک مسجد بنی ہوئی ہے آپکا مزار شریف کا گنبد بہت پرانا اور بوسیدہ ہوگیا تھا جس کو دہلی کے جناب نواب خان صاحب نے ۱۹۷۴ء میں دوبارہ تعمیر کرایا ہے۔ آپ کی کرامات بھی اظہر من الشمس ہیں اور آپ کے مزار اقدس پر ہر خاص و عام کو فیض حاصل ہوتا ہے۔

آپ کا اصلی نام کلک علی تھا جو بگڑ کر کلکلی ہوگیا کہتے ہیں کہ آپ حضرت امام صاحب کے

Marfat.com

ماموں تھے۔ اور ان کے ہمراہ مشہد سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔

مزار حضرت پیر غائبؒ پیر غائب صاحب کا مزار کلکلی صاحب کی درگاہ کے راستہ میں نہر گنگ کے بائیں کنارے پر بنا ہوا ہے۔ آپ بھی شہدائے معرکۂ کلیر میں سے ہیں اور صاحب کرامت ہیں، آپ کے مزار کی اگرچہ بظاہر کوئی عمارت نہیں لیکن روحانی جاہ وجلال ہر وقت برستا رہتا ہے جس وقت مسٹر کاٹلی نے ایک صدی پہلے نہر گنگ تعمیر کرا کر پانی جاری کرایا تو آپ کے مزار مبارک کے متصل آکر رک گیا اور ہر امکانی کوشش کے باوجود آگے نہ بڑھ سکا مسٹر کاٹلی حیران تھا۔ آپ نے خواب میں بشارت دی کہ ہمارا مزار تعمیر کرواؤ تب مسٹر کاٹلی نے مزار تعمیر کروایا اور تعظیم وتکریم بجالایا تو پانی جاری ہوگیا۔

حضرت ابدال کا مزار اقدس حضرت مخدوم پاک کی درگاہ کے پشت پر جانب غرب باغ ہے اس باغ میں سے ابدال صاحب کے مزار پر راستہ جاتا ہے، تقریباً باغ سے نصف فرلانگ سے بھی کم پر ابدال صاحب کا مزار ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ مزار علیم اللہ ابدال کا ہی ہے اور بعض کہتے ہیں کسی اور ابدال کا ہے واللہ اعلم۔ لیکن یہ بھی صاحب کرامات ہیں۔

مزار شہید بابا چرم پوش درگاہ حضرت خواجہ صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانب شمال ایک فرلانگ کے فاصلے پر ندی کے کنارے حضرت چرم پوش صاحب کا مزار ہے۔ یہ بھی ولی کامل تھے اور انہوں نے اپنی تمام زندگی میں کپڑا نہیں پہنا تھا۔ یہ بھی اسی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔

حضرت شاہ چراغ علی صاحبؒ درگاہ حضرت مخدوم پاکؒ کے قریب موضع بیڑپور میں حضرت شاہ چراغ علی صاحبؒ کا مزار مبارک ہے آپ بھی صاحب کمال و ترک و تجرید تھے آپ نے حال میں رحلت فرمائی ہے۔ آپ نے اپنی تمام عمر قرب صابرؒ اسی موضع بیڑپور میں گزار دی۔ بعد نماز اشراق آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔

Marfat.com

۱۳۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ

حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ پانی پتی حضرت علی احمد صابر کلیریؒ کے خلیفہ و جانشین تھے۔ کیونکہ حضرت صابر صاحبؒ کا روحانی فیض سلسلہ چشتیہ صابریہ کی صورت میں آپ کے ذریعے سے جاری ہوا۔ آپ کے حالات کا کچھ حصّہ تو حضرت صابر صاحب کے حالات میں ضمناً بیان کیا جا چکا ہے لیکن انکے متعلق مفصل معلومات مندرجہ ذیل ہیں۔

نام و نسب آپکا نام نامی شمس الدین تھا۔ اور شمس الاولیا خطاب ہے آپ حضرت علی کی اولاد سے تھے۔ سیر الاقطاب میں آپ کو حضرت محمد حنفیہ کی اولاد قرار دے کر علوی کہا گیا ہے۔ آپ کے والد کا نام سید احمد تھا۔ آپ کا نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔

شمس الدین ترک بن سید احمد بن سید عبد المومن بن سید عبد الملک بن سید سیف الدین بن خواجہ درغنا بن بابا فتر غنا۔

تحصیلِ علم حضرت خواجہ ترکستان کے شہر طراز کے رہنے والے تھے آپ نے شعور حاصل کرنے پر ایک مدت تک ترکستان میں تعلیم حاصل کی جب آپ ظاہری علوم سے فارغ ہو گئے تو آپ کو روحانیت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

تلاشِ مُرشد روحانیت کے حصول کی خاطر آپنے گھر بار چھوڑ کر تجرید کی راہ اختیار کی۔ پھر مرشد کامل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ پہلے ترکستان کے متعدد بزرگوں اور مشائخ کرام سے ملاقاتیں کیں۔ مگر کسی سے دلبستگی نہ ہوئی۔ پھر ماوراالنہر تشریف لائے بزرگوں سے ملے مگر تسلی نہ ہوئی۔ بالآخر ہندوستان کا رُخ کیا اور اجودھن (موجودہ پاکپتن) پہنچے۔ حضرت بابا فرید الدین گنجشکرؒ کی خدمت میں کچھ مدت رہے۔ پھر حضرت بابا صاحبؒ

Marfat.com

نے آپکو شیخ علاؤالدین علی احمد صابرؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔ چنانچہ آپ کلیر شریف میں آئے۔ اور حضرت شیخ کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے۔

ریاضت و عبادت

شیخ علی احمد صابرؒ کی خدمت میں رہ کر آپ نے عظیم مجاہدے کیے۔ طرح طرح کی مشقتیں اور ریاضتیں کیں اور پیر و مرشد کی نظر کیمیا اثر سے روز بروز کسب سلوک میں ترقی کرتے گئے۔ خود درجہ کمال کو پہنچے اور دوسروں کو بھی کمالات کا عامل بنا دیا۔ چنانچہ ریاضت و مجاہدات ذوق و شوق و استغراق میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ ظاہری و باطنی وکشف و کرامات میں کمال درجہ رکھتے تھے۔

خرقہ خلافت

جب علی احمد صابر کلیری کی وفات کے دن قریب آئے تو انہوں نے شیخ شمس الدینؒ کو بلا کر خرقہ خلافت عطا فرمایا اور وصیت کی کہ جب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں تو تم تین دن سے زیادہ یہاں قیام نہ کرنا، بلکہ پانی پت میں جا کر خلق اللہ کی رہنمائی میں مصروف ہو جانا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے پانی پت کی خدمت تمہارے سپرد کر دی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میری دلی خواہش تو یہ ہے کہ میں ساری عمر آپ کے قدموں میں رہوں اور خدمت کرتا رہوں لیکن اب جبکہ آپ حکم دیتے ہیں تو مجھے کوئی عذر نہیں مگر پانی پت میں حضرت شرف الدین بو علی قلندرؒ تشریف فرما ہیں، میرا ان سے نباہ کس طرح ہوگا۔ حضرت صابر صاحبؒ نے فرمایا، فکر نہ کرو، انکی مدت ہو چکی ہے۔ تمہارے پہنچنے تک وہ شہر کو خالی کر چکے ہوں گے۔ پھر چند روز کے بعد انتقال کر جائیں گے۔

پانی پت میں آمد و قیام

غرضیکہ حضرت علی احمد صابرؒ کے وصال کے بعد چوتھے روز آپ پانی پت آگئے اور یہاں پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سائے کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت بو علی قلندرؒ کو آپ کی آمد کی اطلاع مل گئی۔ آپ نے دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ کی خدمت میں بھیجا۔ اور اپنا سلام کہلوایا حضرت بو علی قلندرؒ کی خدمت اقدس میں جب وہ پیالہ لایا گیا۔ تو وہ

Marfat.com

مسکرائے اور انہوں نے ایک گلاب کا پھول اس میں رکھ کر پیالہ واپس کر دیا جب پیالہ واپس آیا تو حضرت شمس الدینؒ صاحب مسکرائے بعد میں اس کے بارے میں جب آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکا مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت میرے مرشد کے فرمان کے مطابق میرے سپرد ہو چکی ہے دوسرے کی گنجائش نہیں تو حضرت بو علی قلندرؒ نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو انکا مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت سے انکا اب کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت بو علی قلندرؒ وہاں سے کرنال چلے گئے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

پانی پت میں تشریف لانے کے بعد آپ خلق اللہ کی ہدایت میں مشغول ہو گئے اور اس علاقے کے لوگوں کو بہت فیض پہنچایا۔ بہت سے لوگ مرید اور معتقد ہو گئے۔

کرامت

بیان کیا جاتا ہے کہ اپنے وطن میں ایک مرتبہ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور بہت سے دوسرے اکابر بھی وہاں موجود تھے۔ بہت سے سید بھی موجود تھے۔ ایک سید نے جو اکابر شہر سے تھا اور بہت شہرت رکھتا تھا آپ سے استہزا کیا کہ آپکے سید ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ آپ نے اپنا نسب نامہ بیان کر دیا۔ اس شخص نے کہا یہ بھی ثبوت کا محتاج ہے۔ یہ سن کر آپ جلال میں آگئے، فرمایا یہ بات عوام میں مشہور ہے کہ سید کے جسم کو آگ نہیں جلا سکتی، اگرچہ اس کا کبھی تجربہ نہیں کیا گیا مگر اس سے بہتر کوئی دلیل نہیں کہ ایک گڑھے میں خوب آگ روشن کی جائے اور ہم دونوں اس میں داخل ہوں جسے آگ نہ جلائے وہی سید ہے۔

لوگوں نے یہ بات قبول کی اور ایک گڑھے میں آگ روشن کر دی گئی۔ جب اسکی گرمی خوب شدت اختیار کر گئی تو آپ اس میں داخل ہو گئے۔ لیکن آگ نے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔

آپ نے سید کو آواز دی کہ آؤ تم بھی بیٹھ جاؤ، کیوں دیر کرتے ہو، سید لوگوں کی

Marfat.com

شرم کے مارے اور اپنی آن رکھنے کی خاطر آگے بڑھا مگر آگ کی حدّت کو محسوس کرکے بد حواس ہو گیا۔ جونہی گڑھے کے قریب پہنچا، اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ چیخ و فریاد کرنے لگا۔ حضرت شمس الدین گڑھے سے باہر آگئے اور اپنا دست مبارک اسکے کپڑوں پر پھیرا۔ آگ فوراً بجھ گئی یہ کرامت دیکھ کر وہ شخص آپ کے قدموں پر گر پڑا اور معافی مانگی۔ دوسرے لوگ بھی یہ واقعہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے۔

سیرت پاک آپ صاحب عظمت تھے علم ظاہری و باطنی میں اپنی مثال آپ تھے زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ ریاضت مجاہدہ اور عبادت میں بے نظیر تھے۔ وضع قطع قلندرانہ تھی۔ آپ کا لباس چرمی ہوتا تھا۔ آپ سیف الزبان تھے جو کچھ زبان سے نکالتے وہی پورا ہو جاتا۔

خلیفہ آپ نے حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء کو خلافت عطا کی۔

وصال آپ نے ۱۵ جمادی الثانی ۷۱۶ھ کو اس دار فانی سے سفر دار آخرت فرمایا آپ کا مزار اقدس پانی پت میں مرجع خلائق ہے۔

اولاد آپ جب ترکستان میں تھے تو اس وقت آپ نے شادی کی۔ آپ کے صاحبزادے کا نام سید احمد حوار تھا۔ مگر آپ ہندوستان میں اکیلے تشریف لائے۔

Marfat.com

۱۴۔ اعمالِ صابریہ

مختلف وظائف کی کتب میں حضرت علی احمد صابرؒ سے کچھ وظائف اور اعمال منسوب ہیں لیکن تحقیقی لحاظ سے حضرت صابرؒ صاحب کے ملفوظات یا تعلیمات میں ان کا کوئی وجود نہیں ملتا۔ کیونکہ حضرت صابر صاحبؒ کے بارے میں جتنی بھی معتبر کتب ہیں ان میں ان کا کوئی ذکر نہیں مگر یہ وظائف آپ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ ان اعمال کا مقصد نیک ہے اس لئے ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔ تاکہ لوگ مستفید ہوں۔

۱۔ زیارت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

حضرت صابر رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس بات کا خواہاں ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھوں تو اس کو چاہیئے کہ جمعہ کی رات کو دو رکعت نماز نفل اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے ایک بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورۃ قل ہو اللہ احد (اخلاص) نہایت ہی خلوص دل سے پڑھ کر پاک بستر پر چپ چاپ سو رہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ شخص خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے فیض یاب ہوگا۔

۲۔ قبولیت دعا کا وظیفہ

حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میری دعا قبول ہو تو اس کو چاہیئے کہ حضور قلب کے ساتھ باطہارت کاملہ ذیل کی دعا اکتالیس دن تک بلاناغہ پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا فوراً مل جائے گا۔

Marfat.com

نہایت ہی مجرب و آزمودہ ہے لیکن کسی غیر مشروع کام کیلئے ہرگز نہ کیا جائے وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا مَنْ یَّمْلِکُ حَوَائِجَ السَّائِلِیْنَ وَیَعْلَمُ ضَمَائِرَ الصَّامِتِیْنَ وَاِنَّ لَکَ فِیْ کُلِّ مَسْئَلَۃٍ سَمْعًا حَاضِرًا وَّجَوَابًا عَتِیْدًا وَّاِنَّ لَکَ فِیْ کُلِّ صَامِتٍ عِلْمًا نَاطِقًا مُحِیْطًا مَوَاعِیْدُکَ صَادِقَۃٌ وَّاَیَادِیْکَ فَاضِلَۃٌ وَّرَحْمَتُکَ وَاسِعَۃٌ وَّنِعْمَتُکَ سَابِغَۃٌ اُنْظُرْ اِلَیَّ مِنْکَ بِنَظْرَۃٍ رَحِیْمَۃٍ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

۳۔ صاحب کشف بننے کا عمل

حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے کہ کچھ لوگ کشف قبور کے خواہشمند ہیں، حالانکہ یہ تو ایک بچوں کا کھیل ہے۔ خیر اگر ابتدا میں اسی کا شوق ہو تو چاہیئے۔ کہ کسی کامل بزرگ سے بیعت کر کے ہر روز نماز عشاء کے بعد سونے سے پیشتر آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر سینہ پر دم کیا کرے۔ اس کے بعد دس بار سورۃ فاتحہ اور اللہ تعالیٰ کے نام اور اسمائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر اپنے دائیں بائیں پہلو پر دم کرتا رہے، پھر درود شریف سو بار پڑھ کر سر کی جانب پھونکے اور سورۃ الم نشرح پڑھتا پڑھتا بستر پر لیٹ جائے اور اسی حالت میں سو جائے انشاء اللہ تعالیٰ جس بزرگ کا خیال دل میں لا کر سوئے گا اسکی زیارت سے مشرف ہوگا اکتالیس دن کے بعد جب سب بزرگوں کی زیارت کرے گا تو پھر جس قبر کے پاس باوضو دو زانو بیٹھ کر مراقبہ کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ معاً صاحب قبر کی زیارت ہوگی۔ اگر دل زیادہ صاف ہو اور تمام الائش سے پاک وصاف ہو تو اسکو بات چیت کرنے کی بھی توفیق ہو جائے گی۔ اور صاحب قبر سے فیوض باطنی بھی حاصل کر سکتا ہے۔

۴۔ استخارہ کا طریقہ

حضرت علی احمد صابرؒ سے منسوب کرتے ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کام کی

Marfat.com

بھلائی برائی خواب میں دیکھنی چاہے تورات کو وضو کر کے پاک کپڑے پہنے اور داہنی کروٹ پر لیٹ کر رُو بقبلہ ہو کر سات بار سورۃ والشمس سات بار سورۃ واللیل۔ سات بار سورۃ والتین اور سات بار سورۃ اخلاص پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے نہایت عجز وانکساری سے التجا کرے کہ الٰہی فلاں کام کا انجام مجھے معلوم ہو جائے۔ پھر کسی سے نہ بولے۔ اسی طرح سات روز تک کرے۔ انشاءاللہ تعالیٰ سات روز کے اندر ہی اشارہ ہو جائے گا۔ نہایت ہی مجرب اور آزمودہ ہے۔

۵۔ تسخیر عام کا عمل

اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ عام لوگ میرے مطیع ہو جائیں اور رجوعات اور مسخرات بکثرت ہو تو چاہیئے کہ جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو تو اس وقت آفتاب کی طرف منہ کر کے سورۃ رحمٰن کو بحضور قلب پڑھے اور ہر فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر آفتاب کی طرف انگلی سے اشارہ کرے۔ اوّل چالیس روز بہ نیت زکوٰۃ پڑھے پھر ہر روز ایک بار پڑھ لیا کرے اور جب کسی کے سامنے جائے تو یہ سورت ایک بار پڑھ کر جائے۔ اگر اس قدر پڑھنے کی فرصت نہ ہو تو صرف فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ تین بار پڑھ لے نہایت ہی مجرب اور اکسیر ہے۔

۶۔ حصول علم کا عمل

اگر کسی کا حافظہ اس قدر کمزور ہو گیا ہو، جلدی بھول جاتا ہو تو اسکو چاہیئے اور جس طالب علم کو سبق یاد نہ ہوتا ہو اور اسکی تعلیم کی طرف توجہ نہ ہو اسے ذیل کی آیات کو آبِ زمزم سے کاغذ پر لکھ کر اکتالیس دن تک دھو کر پیئے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس میعاد کے اندر ہی اس کے حافظہ میں ایسی ترقی ہو گی کہ وہ خود حیران اور متحیر ہو گا۔ گذشتہ زمانہ میں اور موجودہ زمانہ میں کئی شخصوں نے اس عمل کو آزمایا ہے۔ بالکل صحیح اور درست پایا۔ اب بھی جو شخص نہایت خلوص دل سے اس کو عمل میں لائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کو ویسا ہی پائے گا۔ بڑا مجرب عمل

Marfat.com

ہے وہ آیات یہ ہیں۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلرَّحۡمٰنُ ۙ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۙ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ ۔ اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۙ وَّ النَّجۡمُ وَ الشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ ۔ لَا تُحَرِّکۡ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعۡجَلَ بِہٖ ؕ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَ قُرۡاٰنَہٗ ۚ فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ ۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ بَلۡ ہُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ ۔ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ۔

۷۔ عبادت کیلئے رات کو اٹھنے کا عمل

اگر کوئی شخص رات کو کسی وقت اٹھنا چاہے اور اس وقت کوئی اٹھانے والا پاس نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ ذیل کی آیات بحضور دل پڑھ کر سو رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت جتنے بجے خیال کر کے سوئے گا۔ ضرور بالضرور ٹھیک اسی وقت آنکھ کھل جائے گی۔ نہایت ہی مجرب ہے اور آزمودہ ہے۔ وہ آیات یہ ہیں۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۙ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡہَا حِوَلًا ۔ قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَ لَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِہٖ مَدَدًا ۔ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا ۔

۸۔ سخی بننے کا عمل

اگر کسی شخص میں بخل کی مرض یہاں تک بڑھ جائے کہ وہ اپنے عیال واطفال کے حقوق کو بھی بھول جائے تو اسے سخی بنانے کیلئے ذیل کی آیات کو اس کے کسی کپڑے پر مدھم سا پوشیدہ طور پر لکھے۔ انشاء اللہ العزیز ان آیات کی برکت سے وہ خود بھی اپنے تن پر خرچ کرے گا۔ اور اپنے عیال و اطفال کو بھی روپیہ پیسہ دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ وہ آیات یہ ہیں۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ه كُلُّ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ه كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ط قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ه

۹۔ شیطانی وسواس سے بچنے کا عمل اگر کسی شخص کو شیطان بہت تنگ کرتا ہو۔ یا وساوس شیطانی بکثرت آتے ہوں، تو اسکو چاہیئے کہ یہ کلمات لکھ کر تعویذ بنا کر دائیں بازو پر باندھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے شیطان کافور ہو جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ یہ وہ کلمات ہیں جنکو خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطے تعویذ فرمائے تھے۔

۱۰۔ سورت یٰسین کا فائدہ اگر کوئی شخص حالت نزع میں گرفتار ہو اور سکرات موت کی تکلیف شدید ہو رہی ہو تو چاہیئے کہ وضو کر کے سورہ یٰسین کو بحضور قلب پڑھائے انشاء اللہ تعالیٰ سکرات موت کی سختی آسان ہو جائے گی۔ بارہا آزمایا گیا ہے۔

۱۱۔ کشادگی رزق کا عمل اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں خوش گذران رہوں۔ تو اسکو چاہیئے کہ ہر روز بعد نماز فجر کے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط ایک سو بار بلاناغہ پڑھے انشاء العزیز ایک سو اکیس دن میں غیب سے کشائش رزق کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

Marfat.com

۱۲۔ حصولِ روزگار کا عمل

اگر کسی کو کوئی ملازمت نہ ملتی ہو اور ذریعۂ معاش کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو اس کو چاہیئے کہ اتوار سے سورہ یٰسین کو اس ترتیب سے پڑھے کہ صبح کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے اکتالیس بار اوّل و آخر درود شریف پڑھے پھر اس سورت کو اوّل سے لفظ مُبین تک پڑھے۔ پھر لفظ مُبین سات بار کہہ کر شروع سے پھر پڑھے اور دوسرے لفظ مُبین پر پہنچ کر مُبین کو سات بار پڑھے پھر شروع سے پڑھے اور تیسرے لفظ مُبین پر بھی اسی طرح کرے غرضیکہ ہر مُبین پر پہنچ کر مُبین کے لفظ کو سات بار پڑھے۔ اور شروع سورت سے پڑھے۔ ساتویں مُبین پر اسی طرح کرنے کے بعد تمام سورت کو ایک بار پڑھے پھر درود شریف پڑھ کر دعا مانگے۔ چالیس روز تک اسی طرح بلاناغہ کرتا رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اوّل تو امید قوی ہے کہ پہلے چلہ میں ہی کوئی صورت نکل آئے گی۔ ورنہ دوسرا چلہ بھی اسی طرح کرے پھر بھی اگر خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلے تو تیسرا چلہ شروع کر دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تیسرے چلہ میں تو ضرور بالضرور معاش کی کوئی نہ کوئی بہتر صورت نکل آئے گی۔

۱۳۔ مصائب سے نجات کا وظیفہ

کسی نے حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ یا حضرت للہ میرے لئے کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ جس سے مجھے فقر و فاقہ تکلیف و مصیبت سے رہائی ہو۔ آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر تو ہر روز بلاناغہ باوضو ایک مقام پر ذیل کے شعر کو نہایت الحاح وزاری سے اکتالیس دن تک پڑھے تو انشاء اللہ تعالےٰ آپ کو اس مصیبت سے جلدی فارغ کر دے گا وہ شعر یہ ہے۔

شعر
آمد گہِ آنکہ عہد ہا تازہ کنیم
شد آنچہ شد اے صنم گذشت آنچہ گذشت

Marfat.com

۱۴۔ ادائے قرض کا عمل

اگر کوئی شخص قرض میں سخت مبتلا ہو تو اسکو چاہیئے کہ ذیل کی آیات کو پانچ بار ہر روز ہر فرض نماز کے بعد اکتالیس روز تک پڑھے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کو قرض سے بہت جلد رہائی ہوگی۔ وہ آیات متبرکات یہ ہیں۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

۱۵۔ خلاصی قرض کی مجرب دعا

اگر کوئی شخص سخت مقروض ہو اور اس کے ادا کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ ہر روز بوقت تہجد دو نفل پڑھ کر نہایت خلوص سے ذیل کی دعا اکتالیس بار پڑھے۔ تین ماہ تک متواتر بلا ناغہ پڑھتا رہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ قرض بہت جلد اتر جائے گا۔ نہایت مجرب و آزمودہ ہے۔ یہی دعا موطا امام محمد میں بھی ادائے قرض کیلئے مرقوم ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ فَالِقَ الْاِصْبَاحِ وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَمَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَقُوَّتِيْ فِيْ سَبِيْلِكَ ۔

۱۶۔ قضائے حاجات کا مجرب عمل

حضرت صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قاضی حمیدالدین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ایک کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ جس شخص کو کسی قسم کی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیئے کہ تازہ غسل کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یوں

Marfat.com

کہے. الٰہی بحرمت آں ساعت کہ با خواجہ ابواسحاق نہاوندی آشتی کردی. ایں حاجت مرا رواکن. اگر اسکی حاجت پوری نہ ہوتو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑے. اکیس دن تک متواتر پڑھنا چاہیئے. مجرب ہے.

۱۷. گم شدہ چیز کے ملنے کا عمل

اگر کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی ہوتو اسکو چاہیئے کہ سورۃ والضحیٰ کو سات بار مع اول و آخر سات بار درود شریف کے پڑھ کر انگشت شہادت اپنے سر کے گرد پھرائے پھر سات بار بحضور دل کہے. اَصْبَحْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَ اَمْسَیْتُ فِیْ جِوَارِ اللّٰہِ وَ اَمْسَیْتُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ وَ اَصْبَحْتُ فِیْ جِوَارِ اللّٰہِ ط یہ پڑھ کر دستک دے. انشاء اللہ تعالیٰ وہ گم شدہ چیز جلدی مل جائے گی.

۱۸. جان و مال کی حفاظت کا عمل

جو شخص ہر روز پچیس بار ذیل کا استغفار پڑھے. اللہ تعالیٰ اسکی جان و مال کو ہر طرح کے ضرر و نقصان سے محفوظ رکھے وہ استغفار یہ ہے. اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ.

۱۹. دشمنوں سے محفوظ رہنے کا عمل

اگر کسی شخص کو ہر وقت دشمنوں کا خوف رہتا ہو تو اسکو چاہیئے کہ وضو کر کے فجر کی نماز کے بعد سو بار درود شریف پڑھے پھر سورۃ قریش ایک ہزار بار پڑھے پھر سو بار درود شریف پڑھے. پھر ہاتھ اٹھا کر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ کامل پڑھنے سے دشمنوں پر غلبہ ہو جائے گا.

۲۰. قید سے رہائی کا عمل

صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قید میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیئے کہ چالیس روز تک بلاناغہ سورۃ یوسف پڑھتا رہے. انشاء اللہ العزیز چالیس دن نہ گذرنے

Marfat.com

پائیں گے کہ وہ قید سے رہا ہو جائے گا. اگر کسی کو سورہ یوسف یاد نہ ہو. یا اتنی فرصت نہ مل سکے تو اُسکو چاہیئے کہ ذیل کے کلمات کو ایک جگہ ہزار بار ہر روز بلا ناغہ پڑھا کرے. انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دنوں میں اس کو قید سے رہائی ہو جائے گی. وہ کلمات یہ ہیں. مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ہ۔

۲۱۔ اولادِ نرینہ کیلئے مجرب عمل

اگر کسی عورت کے ہاں اولادِ نرینہ نہ پیدا ہوتی ہو. تو اسکو چاہیئے کہ ذیل کے کلمات طیبات کو باطہارت کامل مشک اور زعفران سے لکھ کر کورے برتن میں پانی بھر کر ڈال دے سات روز تک اس پانی کو دونوں میاں بیوی پیتے رہیں. ان دنوں سوائے اس پانی کے اور پانی نہ پئیں. اگر پانی کم ہو جائے تو اور تازہ پانی اس میں ملالیں. ہفتہ کے روز اس کا استعمال کریں. انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اولادِ نرینہ پیدا ہوگی. وہ کلمات یہ ہیں. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُكَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّـہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ وَّفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنْ تَرْزُقَنَا وَلَدًا صَالِحًا طَوِیْلَ الْعُمُرِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

۲۲۔ نظرِ بد کو دُور کرنے کا عمل

اگر کسی لڑکے، لڑکی یا گائے بھینس وغیرہ کو نظر لگ جائے تو اسکو ذیل کی آیت ایک بار یا تین بار پڑھ کر دم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈالے. انشاء اللہ تعالیٰ تین دفعہ متواتر دم کرنے سے صحت کلی ہو جائے گی وہ آیت یہ ہے. وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ ہ پ ۲۹ ع ۵

Marfat.com

۲۳۔ دانت درد کو ختم کرنیکا مجرب عمل

اگر کسی کے دانت کو سخت درد ہوتا ہو تو چاہیئے کہ باطہارت کاملہ ایک پاک تختی لے کر اس پر تھوڑی سی ریت پھیلا دے۔ پھر اس پر میخ یا لکڑی سے ابجد ھوز حطی لکھے، پھر اس میخ یا لکڑی کو پہلے حرف پر رکھ کر بڑے زور سے دبا کر ایک دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھے اور درد والے کو کہے کہ مقام درد پر اپنی انگلی رکھے۔ جب پڑھ چکے تو اس سے پوچھے کہ تجھے آرام ہوا ہے یا نہیں۔ اگر وہ کہے کہ اب آرام ہو گیا ہے۔ تو بہتر۔ ورنہ اس میخ یا لکڑی کو دوسرے حرف پر رکھ کر دو دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھے پھر اس شخص سے پوچھے کہ تجھے آرام ہوا ہے یا نہیں، اگر ہو گیا ہو تو بہتر ورنہ پھر تیسرے حرف پر میخ یا لکڑی کو رکھ کر تین دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔ پھر اس شخص سے پوچھے کہ تجھے آرام ہوا ہے یا نہیں۔ اگر وہ کہے کہ اب آرام ہو گیا ہے تو بہتر ورنہ پھر اسی طرح چوتھے پر پھر پانچویں پر، غرض آخر تک کرتا چلا جائے، انشاءاللہ تعالیٰ اخیر حرف سے پہلے پہل ہی اس درد سے صحت کلی ہو جائے گی۔ مجرب ہے۔

۲۴۔ آنکھ کے پھڑکنے کا علاج

اگر کسی کی آنکھ پھڑکتی ہو تو اس کو چاہیئے کہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت کے ساتھ ذیل کی دعا پڑھ کر انگلی پر لب لگا کر دم کرے، اور آنکھ پر اس کو ملے۔ انشاءاللہ تعالیٰ فی الفور آرام ہو۔ وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا ضَرَّ اِلَّا ضَرُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

۲۵۔ تریاق لقوہ

اگر کسی کو لقوے کی بیماری ہو جائے تو اسکو چاہیئے کہ کسی کامل بزرگ سے سورہ زلزال مع بسم اللہ کے کسی پاک برتن میں لکھوا کر اکیس دن تک لگاتار گھول کر پیئے انشاءاللہ تعالےٰ اس میعاد کے اندر ہی اس مرض کا قلع قمع ہو جائے گا۔

Marfat.com

۲۶۔ تریاق اٹھرا کا عمل

جس عورت کا بچہ نہ جیتا ہو اس کیلئے دوشنبہ کے روز دوپہر کو اجوائن اور سیاہ مرچ پر سورۃ والشمس کو چالیس بار پڑھے اور ہر دفعہ اوّل و آخر درود شریف پڑھے اور اس اجوائن اور مرچوں کو عورت حمل سے کر بچہ کے دودھ چھڑانے تک ہر روز تھوڑی تھوڑی کھالیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس عمل کو بلاناغہ کرنے سے یہ شکایت رفع ہوجائے گی۔ نہایت ہی آزمودہ اور مجرب ہے۔

Marfat.com

لاہور کے اولیاء کے مستند حالات و واقعات

تذکرہ اولیائے لاہور

لاہور اولیاء کا شہر ہے حضرت علی ہجویریؒ، حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ، حضرت شاہ حسینؒ، حضرت میاں میرؒ، حضرت پیر مکیؒ، حضرت شاہ جمالؒ، حضرت شاہ محمد غوثؒ اور لاہور کے دیگر اولیاء کامکمل تذکرہ

عالم فقری

شبیر برادرز ○ اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

علامہ فقری کی تصانیف

احکام حج	نماز حنفی
احکام روزہ	نماز مترجم
احکام زکوٰۃ	احکام نماز

اذکار قرآنی	گلزار صوفیاء	اللہ سے دوستی	روحانی عملیات
اللہ کا فقیر	اسم اعظم	اللہ میری توبہ	اولیائے پاکستان
روحانی ڈاکٹری	احکام طہارت	پیارے رسول کی پیاری دعائیں	تذکرہ علی احمد صابر کلیری
آدابِ سنت	اقوالِ تصوف	پیغامِ مصطفےٰ	روحانی اعتکاف
ہمارا اخلاق	اخلاق حسنہ	سنی بہشتی زیور	برکاتِ درود
منازلِ ولایت	خزینہ اخلاق	سنی فضائل اعمال	فقری مجموعہ وظائف
فقری وعظ	تزکیۃ القلوب	خزینہ درود شریف	نماز کی کتاب

شبیر برادرز
اردو بازار - لاہور

Marfat.com

Marfat.com

علامہ

عالم فقری کی تصانیف

احکامِ حج	نمازِ حنفی		
احکامِ روزہ	نمازِ مترجم		
احکامِ زکوٰۃ	احکامِ نماز		
اذکارِ قرآنی	گلزارِ دنیا	اللہ سے دوستی	روحانی عملیات
[illegible]	اسمِ اعظم	اللہ میری توبہ	اولیائے پاکستان
[illegible]	احکامِ طہارت	پیارے رسول پیاری دعائیں	تذکرہ علی احمد صابر کلیری
[illegible]	اقوالِ تصوف	پیغامِ مصطفےٰ	روحانی اعتکاف
جمالِ اخلاق	اخلاقِ حسنہ	سُنی بہشتی زیور	برکاتِ درود
[illegible]	[illegible]	سُنی فضائلِ اعمال	فقری مجموعہ وظائف
[illegible]	[illegible]	درود شریف	نماز کی کتاب

شبیر برادرز اردو بازار - لاہور

Marfat.com

علامہ عالم فقری کی تصانیف

نمازِ حنفی	احکامِ حج
نمازِ مترجم	احکامِ روزہ
احکامِ نماز	احکامِ زکوٰۃ

روحانی عملیات	اللہ سے دوستی	فکرِ آخرت و دنیا	اذکارِ قرآنی
اولیائے پاکستان	اللہ میری توبہ	اسمِ اعظم	[illegible]
تذکرہ علی احمد صابر کلیری	پیارے رسول کی پیاری دعائیں	احکامِ طہارت	[illegible]
روحانی اعتکاف	پیغامِ مصطفیٰ	اقوالِ تصوف	[illegible]
برکاتِ درود	سنی بہشتی زیور	اخلاقِ حسنہ	جمالِ اخلاق
فقری مجموعہ وظائف	سنی فضائلِ اعمال	[illegible]	[illegible]
نماز کی کتاب	درود شریف	[illegible]	فقری [illegible]

شبیر برادرز اردو بازار - لاہور

Marfat.com